

Classic Urdu Material
کلاسیک اردو مضامین

JK Arts



ذہنا سرہینہ کوم

حبیب خان



ذہ تا سرہ مینا کوم

حیات خان

جاگنگ ٹریک پر تیز دوڑتا وہ رُکا تھا۔ اس کا فون گنگنا رہا تھا۔ اپنی سانسیں ہموار کر کے اس نے
آن کیا۔ Bluetooth

یس۔۔۔۔

سر۔۔۔ مال روڈ پر بم ملنے کی اطلاع ملی ہے۔ ہم نکل رہے ہیں۔
ٹھیک ہے میں پہنچتا ہوں۔

کپڑے بدلنے کی زحمت اس نے نہیں کی تھی۔ وہ فوراً اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔
کیا صورتِ حال ہے؟

سر چیک کر رہے ہیں۔ کیپٹن فراز نے اسے اطلاع دی۔
ہمممم۔۔۔۔ اور کچھ؟؟؟

جی سر ایک لڑکی نے اطلاع دی تھی۔

اوکے کہاں ہے وہ؟؟؟

سر وہ وہاں۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک منٹ۔ اسکا فون بجاتا تھا۔

ہیڈ کوارٹر سے کال تھی۔

سر۔۔۔۔۔ مگر کیسے؟؟؟۔۔۔۔۔ بٹ سر۔۔۔۔۔ اوکے میں پہنچتا ہوں۔

اسکے بے ربط جملوں سے کیپٹن فراز کو گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

تبھی بم ڈیفیوز ٹیم کا ایک آدمی ان کی طرف آیا تھا۔

بم نقلی ہے سر۔ شاید ہمیں ٹریپ کیا گیا ہے۔

یہ سنتے ہی اسکا دماغ گھوما تھا۔

وہ فوراً اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔

سر کیا بات ہے آپ ٹھیک تو ہیں نہ؟؟؟

بیٹھو فراز۔۔۔

وہ بمشکل خود پہ ضبط کر رہا تھا۔

فراز نے کچھ نہ پوچھنے میں ہی عافیت جانی۔

وہ دونوں ہیڈ کوارٹر پہنچے تھے۔

میجر حیدر آفان۔۔۔ جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔

کرنل حماد سخت پریشان تھے۔

وہ فائل کس کے پاس تھی؟؟؟

کچھ لمحوں کے توقف کے بعد انہوں نے حیدر سے پوچھا اور فائل کا سن کر فراز کا سانس رک گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

انہونی ہو چکی تھی۔

سرفائی ل کیپٹن فراز کے پاس تھی۔ مگر یہ بات تو ہمارے علاوہ اور کسی کو پتا نہیں تھی۔
کسی کو تو پتا تھی۔ وہ فائی ل دشمنوں کے ہاتھ لگ چکی ہے۔

اتنا سننے کی دیر تھی کہ فراز کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ اتنی اہم فائی ل اسکے پاس سے چوری ہو گئی تھی۔
مگر سر۔۔۔۔ وہ اٹکتے ہوئے بولا۔

فائی ل کہاں تھی کیپٹن فراز؟؟؟ میجر حیدر نے استفسار کیا۔

"سر وہ میری گاڑی۔۔۔۔ میں ہیڈ کوارٹر کے لیے نکلا تھا کہ راستے میں پتا چلا کہ مال روڈ پہ بم رکھا گیا
ہے۔ تو میں وہاں چلا گیا۔"

"آپ کو وہاں جانے کو کس نے کہا تھا؟؟؟"

حیدر کا غصہ عروج پر تھا۔ اسے فراز سے اس قدر بے وقوفی کی امید نہ تھی۔

"مم۔۔۔ مجھے جنرل ارسلان نے کہا تھا کہ میں وہاں پہنچوں۔"

واٹ جنرل ارسلان۔۔۔؟؟؟

کرنل حماد چونکے تھے۔ کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

انہوں نے فوراً جنرل ارسلان کو کال کی۔ مگر بے سود۔ فون بند جا رہا تھا۔

حیدر نے معاملہ سمجھتے فوراً کال ملائی۔

"میجر حیدر آفان اسپیکنگ۔۔۔۔"

جنرل ارسلان کا فون ٹریس کیجیے ابھی۔"

CLASSIC URDU MATERIAL

You have only five minutes.

فراز کی گاڑی مال روڈ پر ہی کھڑی تھی۔ وہاں جا کر چیک کرنا بے کار تھا۔

فائل پوری ہو چکی تھی۔ فون دوبارہ بجا تھا۔

"یس۔۔۔۔۔ ڈیم اٹ۔ مجھے ان کے فون کا سارا بائیو ڈیٹا چاہیے۔"

کال کاٹ کر اس نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔
اس سب کے درمیان وہ اس لڑکی کو بھول ہی گئے تھے جس نے انہیں کال کی تھی۔

دو دن گزر چکے تھے۔ جنرل ارسلان کی کچھ خبر نہ تھی۔ ان کے فون سے بھی کچھ خاص انفارمیشن نہ ملی تھی۔

"سر اب ہم کیا کریں گے؟؟؟ ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ جنرل ارسلان کڈنیپ کیے گئے ہیں یا وہ خود اس معاملے میں ملوث ہیں۔ فراز پریشانی سے بولا۔

پتہ تو لگانا پڑے گا فراز۔ اگر جنرل ارسلان اس معاملے میں انوالو ہیں تو انہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔"

حیدر پنسل ہاتھوں میں گھما رہا تھا۔ تبھی اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔

"فراز وہ لڑکی کہاں ہے جس نے کال کی تھی۔"

فراز چونکا تھا۔ سر اس لڑکی کو تو بھیج دیا گیا تھا۔

"واااٹ؟؟؟؟ مجھے اسکا پورا بائیو ڈیٹا چاہیے۔ ہمیں ہر حال میں اس لڑکی تک پہنچنا ہو گا۔"

CLASSIC URDU MATERIAL

"سر میں ابھی ساری انفارمیشن نکلواتا ہوں۔"

فراز فوراً آفس سے نکل گیا۔ جبکہ حیدر جنرل ارسلان کی فیملی کا پتا لگانے میں مصروف ہو گیا۔

"سر انفارمیشن نکلوا گئی ہے۔"

لڑکی کا نام ردا ہے۔ کراچی جامعہ کی اسٹوڈنٹ ہے۔ یہاں مری میں گھومنے پھرنے کے لیے آئی ہے۔

لڑکی کی تلاش جاری ہے۔ اسکے فون نمبر سے انفارمیشن نکلوا دی ہے۔"

فراز نے فائل ٹیبل پر رکھی۔

"ہمممم۔۔۔۔۔ اس لڑکی کا پتا جلد سے جلد لگاؤ۔ اس لڑکی کا ملنا بے حد ضروری ہے۔"

"بٹ سر اگر وہ انوسنٹ ہوئی تو ہماری کوششیں بے کار جائیں گی۔"

"نہیں فراز یقیناً وہ لڑکی بہت کچھ جانتی ہے۔"

وہ کال ہمارا دھیان بٹانے کے لیے تھی۔ اگر فائل نہیں ملی تو بہت مسئلہ ہو جائے گا۔"

"ایم سوری سر۔۔۔۔۔ یہ سب میری لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔"

فراز پشیمانی سے بولا۔

"اُس اوکے فراز۔ ہم انسان ہیں۔ خطا کے متلے۔ پرفیکٹ نہیں ہو سکتے۔"

حیدر جانتا تھا کہ فراز کی غلطی نہیں۔ وہ بہت بری طرح پھنسنے تھے۔

کتنی محنت اور مشکلوں کے بعد انہوں نے وہ فائل حاصل کی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر غداروں کا کرم تھا کہ فائی ل ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ چند پیسوں کے عوض لوگوں کی زندگیوں کا سودا کر لیا تھا۔

حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ قبر کھود کر بھی وہ فائی ل ڈھونڈ نکالتا۔

گھوڑوں کی ریس عروج پر تھی۔ اور ریس کا دلدادہ میر منزل انہماک سے ریس دیکھنے میں مگن تھا۔ اسکا گھوڑا سب سے تیز دوڑ رہا تھا۔ اور دوڑتا کیوں نہ۔ آخر پانچ کروڑ گے ہوئے تھے اس گھوڑے پر۔ اسکے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ بڑی شان سے وہ صوفے پر بیٹھا سگار سلگانے میں مصروف تھا۔ تبھی اسکا خاص آدمی اسکی طرف جھکا۔ اس نے کچھ کہا تھا جس کی وجہ سے اسکے چہرے پر غضب چھا گیا۔

وہ ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھا تھا اور اپنے لوگوں کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ بولو جنرل ارسلان ایسی کیا مصیبت آگئی کہ تم ہم سے بغاوت کا سوچنے لگے۔ قریباً تیس بتیس برس کا وہ ہینڈسم سا آدمی سگریٹ ہاتھ میں لیے نخت سے بولا۔ اس کے چہرے پر درندگی کے تاثرات تھے۔

"تم نے کہا تھا میری فیملی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ مگر تم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اتجنسی والے میرے خاندان تک پہنچ گئے ہیں۔ وہ جلد ہی مجھ تک پہنچ جائیں گے۔ اور میری کھال ادھیڑ کر رکھ دیں گے۔"

جنرل ارسلان کے چہرے پر خوف اور غصے کے تاثرات تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس گھٹیا انسان کی وجہ سے آج وہ اس مقام پر تھے۔
مگر وہ بھول رہے تھے کہ وہ یہاں اپنے لالچ کی وجہ سے تھے۔
"وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی فکر مت کرو۔"
میر منزل کی پیٹھ جنرل ارسلان کی طرف تھی۔ وہ کش لیتا نہایت آرام سے بولا۔
البتہ اسکا چہرہ اسکے لہجے کے برعکس تھا۔
"مگر وہ میرے گھر والوں تک پہنچ گئے ہیں۔"
جنرل ارسلان نہایت غصے سے بولے۔
"بلکہ اس بند کرو اپنی۔" میر منزل غصے سے دھاڑا۔ کمرے میں یکدم سکوت چھا گیا۔
"میں نے تمہارے خاندان کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ وہ تب تک میری ذمہ داری تھے۔ جب تک وہ فائل
مجھ تک نہیں پہنچی تھی۔ اب وہ تمہاری اپنی ذمہ داری ہیں۔"
میر منزل ضبط کر رہا تھا خود پر۔
"مت بھولو میر منزل میں نے تمہیں اس وعدے پر فائل لا کر دی تھی کہ ----"
"کہ میں تمہیں دس کروڑوں کا اسکے بدلے۔"
میر منزل اس کی بات کاٹ کر استہزائی یہ ہنسا۔
"مگر میری فیملی ----"
"وہ میری ذمہ داری نہیں۔ ----"
"اگر میری فیملی کو کچھ ہوا تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اگر میں فائل لا سکتا ہوں تو واپس ----"

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھاہ۔۔۔۔

جنرل ارسلان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی میر منزل کی پستول سے نکلنے والی گولی انہیں ہمیشہ کے لیے خاموش کر چکی تھی۔

"یہ کام مجھے پہلے ہی کر دینا چاہیے تھا۔ غداروں کی میر منزل کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جو اچھے لوگوں سے وفانہ کر سکا وہ مجھ سے کیا وفا کرے گا۔

اسکی لاش اسکے گھر پہنچا دو۔ اسکی غداری کی سزا وہ بھگتیں گے۔۔۔۔ بے چارے۔"

میر منزل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ نہایت زہریلی مسکراہٹ۔

سر۔۔۔۔ کیپٹن فدنے آکر سیلوٹ کیا۔

جی کیپٹن فدنہ۔

سر جنرل ارسلان کی ڈیڈ باڈی کوئی ان کے گھر کے باہر چھوڑ گیا ہے۔

یہ خبر ان کے لیے جھٹکا ہی تھی۔

حیدر نے اسے جانے کی اجازت دی۔ اس کے چہرے پر سوچ کی لکیریں تھیں۔

سر اگر جنرل ارسلان ان سے لے ہوئے تھے تو انہیں مارا کیوں؟؟؟

کیونکہ غداروں کا یہی انجام ہوا کرتا ہے کیپٹن فراز۔

جواب ثانیہ کی طرف سے آیا تھا۔

انکی پانچ رکنی ٹیم تھی۔

حیدر، علی، فراز، ثانیہ اور علینہ شامل تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر اور علی سینی ئی رز تھے۔ جبکہ باقی تینوں جونی ئی رز تھے۔

اس وقت وہ پانچوں اسی معاملے پر سر جوڑے بیٹھے تھے۔

حیدر ہمیں جنرل ارسلان کے گھر جانا چاہیے۔ علی کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

ہممم مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ اور اس لڑکی کا کیا بنا۔ جس نے کال کی تھی۔

حیدر عادتاً کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پنسل گھما رہا تھا۔

سر اسکی نگرانی کی جا رہی ہے۔ فلحال تو کچھ بھی اسکے بارے میں ایسا ویسا سامنے نہیں آیا۔ مگر ہم جلد

ہے پتا لگالیں گے۔

اس کا پتا لگاؤ ہمارے پاس وقت کم ہے۔

اوکے سر۔۔۔

حیدر اور علی وہیں سے اسلام آباد کے لیے نکل گئے جبکہ وہ تینوں آگے کالائی ح عمل ترتیب دیئے گئے۔

بابا ام کچھ وقت کے لیے کہیں گھومنے جانا چاہتا ہے۔

شولڈر کٹ بال، تیکھے سے نقوش، نازک سی پلو شے آج کتنے عرصے بعد پھر سے دنیا سے روبرو ہونے کی بات کر رہی تھی۔

مگر بیٹا ابھی آپ پوری طرح ٹھیک نہیں ہے۔ آپ پہلے ٹھیک ہو جاؤ پھر ام خود آپ کو جہاں آپ کھے گا وہاں لے کر جائے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شہروز خان بیٹی کی فرمائی ش پر پرے شان ہو گئے تھے۔ ابھی تو وہ اتنے بڑے اور بھیانک حادثے سے نکلی تھی۔

بابا ام ٹھیک ہونے کے لیے ہی یہاں سے جانا چاہتا ہے۔ ام اس جگہ سے کچھ وقت کے لیے دور جانا چاہتا ہے۔

مگر پلو شے۔۔۔۔۔

زرگل بیگم نے کچھ کہنا چاہا مگر شہروز خان نے اشارے سے انہیں منع کر دیا۔

ٹھیک ہے پلو شے۔ ام آپ کو لے جائے گا۔ بس تھوڑا۔۔۔۔۔

نہیں بابا ام اکیلے جانا چاہتا ہے۔

پلو شے شہروز خان کی بات کے بیچ میں بول پڑی۔

شہروز خان گہری سانس لے کر رہ گئے۔

ٹھیک ہے جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔

وہ کہتے ہی ڈائی ننگ ٹیبل سے اٹھ گئے۔

خان جی آپ کو پلو شے کو اکیلے نہیں بھیجنا چاہیے۔ لڑکی ذات ہے وہ۔ ایلے کیسے ام بھیج دے اس کو۔

ابھی تو وہ پوری طرح ٹھیک بھی نہیں ہوا۔

اس کو بھیجنا ہی ٹھیک ہے خانی بیگم۔ ام اپنے بچے کو ایلے اداس اور مرجھایا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ ام کو

امارا وہی پلو شے چاہیے۔ جس کی وجہ سے اس گھر میں اتنا رونا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک ہی تو بچہ ہے امارا وہ بھی زندگی سے اتنا دور ہو جائے گا ام نے سوچا نہیں تھا۔ جہانگیر خان کو ام کبھی معاف نہیں کرے گا۔

شہروز خان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

شوہر کو روتا دیکھ زرگل بیگم بھی آبدیدہ ہو گئی ہیں۔

وہ کمزور ہر گز نہ تھے مگر بیٹی کے ساتھ ہوئے حادثے کے بعد جیسے ڈھے گئے تھے۔ پلو شے ہی تو ان کی کل کائی نات تھی۔

حیدر اور علی اسلام آباد آئے تھے۔

جنرل ارسلان کے گھر والے قابلِ رحم حالت میں تھے۔ اگر آپ کے گھر کا فرد فوجی ہو تو آپ کے لیے وہ باعثِ فخر ہوتا ہے۔ مگر جب وہ غدار نکلتے تو آپ پورے ملک سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہتے۔ کچھ ایسا ہی حال جنرل ارسلان کے گھر والوں کا تھا۔ وہ ایک فوجی کے نہیں بلکہ ایک غدار کے گھر والے تھے۔ اور یہ بات ان کا زندگی بھر سر جھکانے رکھنے کا باعث تھی۔

حیدر کو جنرل ارسلان کی ڈیڈ باڈی دیکھ کر کوئی افسوس نہیں ہوا تھا۔ غداروں کا انجام یہی ہوتا ہے۔ یا انہیں وہ لوگ مار دیتے ہیں جن سے وہ غداری کرتے ہیں یا پھر وہ جن کے لیے وہ غداری کرتے ہیں۔ وہاں سے ہو کر وہ کراچی آئے تھے۔ ردا ظہیر کا پتا لگانے۔ کراچی ایئرپورٹ سے نکلے حیدر کا دل بوجھل ہوا تھا۔ وہ لاکھ اس سب سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا مگر گناہ تو اس نے کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دل توڑنے کا گناہ۔

مگر اس نے جو کیا صحیح کیا۔ ان لوگوں کی وجہ سے اس کی ماں کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔ اس نے بالکل ٹھیک کیا۔

یہی سوچ اسکے ضمیر کو تھپک کر سلا دیتی تھی۔

کیا بات ہے بڑی کن سوچوں میں گم ہو؟؟؟

علی نے اسکا کندھا ہلایا۔

آں ہاں کچھ نہیں بس یونہی۔

رات گیارہ بجے وہ گھر پہنچے تھے۔ حیدر نے ایک نظر سامنے بے گھر پر ڈالی تھی۔ جہاں وہ رہتی تھی۔ جس کو اس نے بری طرح دھتکارا تھا۔ مگر پھر ایک پل بھی اسکے بعد چین نہ پایا تھا۔

کتنے ہی دن وہ اپنے دل کی بے چینی کو قابو کرنے کی کوششیں کرتا رہا تھا۔ جس ہی راتیں وہ چین سے سونہ پایا تھا۔ حتیٰ کہ اب تک وہ چین کی نیند نہ سو سکتا تھا۔

یادوں سے سر جھٹک کر وہ گھر کے اندر داخل ہو گیا آج پورے دو سال بعد وہ واپس اپنے گھر آیا تھا۔

آفان ملک اور نشاء بیگم اپنے لاڈلے بیٹے کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

نشاء بیگم تو کتنی ہی دیر اسکے سینے سے لگی روتی رہی تھیں۔ اور وہ بس انہیں حوصلہ ہی دیتا رہا۔

رات دیر تک وہ چاروں لاؤنج میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ دو بجے کے قریب وہ کمرے میں آیا۔ علی

گیسٹ روم میں ٹھہرا تھا۔

حیدر کھڑکی کی طرف آیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یادیں پھر اسے ڈھائی سال پیچھے لے گئی ہیں تھی۔

جاں وہ اسی کھڑکی میں کھڑا اس سے باتیں کیا کرتا تھا۔ اس کی باتیں اتنی معصومیت لیے ہوتی تھیں کہ وہ بھول ہی جاتا تھا کہ وہ بس اسکو محبت کے جال میں پھنسا رہا ہے۔

کاش وہ اگر دماغ کے بجائے دل کی سنتا تو وہ آج اسکے ہمراہ ہوتی۔ اسے ایک پل وہ پچھتاوا ہوا مگر لگے ہی پل وہ سر جھٹک کر سونے چلا گیا۔

Unbelievable....

کیا ہوا تمہیں؟؟؟

ثانیہ اور علیہ آفس میں بیٹھی تھیں۔ تبھی شکد سا فراز اندر آیا۔

تم لوگ یقین نہیں کرو گے میں نے آج کسے دیکھا۔

ایسا کونسا جھوٹ دیکھ لیا تم نے جو تمہیں اتنا شک لگا ہے؟؟؟

علیہ بے زاری سے بولی۔ ایک تو فراز کے ڈرامے نہیں ختم ہوتے تھے۔

تم لوگوں کو پتا چلے گا تم تم لوگوں کو بھی شک ہی گے گا۔

اوہ بھائی اب بتا بھی دو کسے دیکھ کر آئے ہو۔

ثانیہ بھی اسکی ڈرامے بازی پر تپی۔

میں۔۔۔۔۔ فراز نے توقوف کیا۔

میں میر منزل کی بیوی کو دیکھ کر آیا ہوں۔ اس نے ہم پھوڑا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اچھا تو اس میں کونسی بڑی بات۔۔۔۔۔

کیا

علینہ کہ ہی رہی تھی کہ وہ دونوں چینیں۔ فراز نے اچھے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔
دماغ ٹھیک ہے تمہارا ہوش میں تو ہو۔

ثانیہ کو ہی پہلے ہوش آیا۔

میں نے تو کہا ہی تھا کہ یہ مجھوت دیکھ کر آیا ہے۔

علینہ نے منہ بنایا۔

ہونہ بس بات ہوئی نہیں لڑکیوں کی اور ایکٹنگ پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ تم لوگوں کو نہیں یقین تو یہ دیکھو۔

فراز نے اپنا موبائی ل ان کے سامنے کیا۔

مم مگر یہ زندہ کیسے ہے؟؟؟ یہ تو مر گئی تھی نہ۔

ان دونوں کی حیرانی کم نہ ہو رہی تھی۔

مجھے پتا تھا تم لوگوں کو میری بات کا یقین نہیں آئے گا۔ تبھی میں نے پکچرز لے لی۔

فراز مزے سے اپنا کارنامہ بتا رہا تھا۔

مگر یہ تمہیں ملی کہاں؟؟؟

اور اسکا شوہر۔۔۔۔۔ میر منزل۔

وہ دونوں ابھی تک شاگرد تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پتا نہیں کن بے وقوفوں میں پھنس گیا ہوں میں۔

فراز انکی عقل پر ماتم کرتا چڑ کر بولا۔

یہ اسکی بیوی نہیں ہے۔ صرف شکل ملتی ہے۔

I can't believe

کوئی اس حد تک کیسے کسی سے مشابہت رکھ سکتا ہے۔

علینہ کو تو اب تک یقین نہ آ رہا تھا۔

اوہ ہیلو میڈم کس دنیا میں رہتی ہو تم۔ کیا دنیا میں ہم شکل نہیں ہوتے۔

فراز نے اپنا سر پیٹ لیا۔ اسکی تعریف کرنے کے بجائے وہ دونوں اپنے ہی راگ الاپ رہ تھیں۔

اب تم کیا سوچ رہی ہو ایلے منہ کیوں بند کیا ہوا ہے۔

فراز نے توپوں کا رخ ثانیہ کی طرف کیا۔

ہمیں اس لڑکی تک پہنچنا ہو گا۔ میر منزل کے پہنچنے سے پہلے۔ اور اسکو منانا ہو گا کہ یہ میر منزل کے

خلاف ہمارا ساتھ دے۔ آخر کو میر منزل کی محبوب بیوی سے اسکی شکل ملتی ہے۔

کیا تم دونوں ایلے کیا دیکھ رہے ہو مجھے؟؟؟

مجھے تم پر افسوس ہو رہا ہے ثانیہ۔ تم اتنی خطرناک کیسے ہو سکتی ہو۔ کیا تم جانتی نہیں ہو میر منزل کو۔

کس قدر ظالم اور واہیات انسان ہے وہ۔ اس کو دیکھو بمشکل بائی یس تئی یس سال کی ہو گی یہ۔ ایک

منٹ میں وہ پہچان جائے گا اور اسے عبرت ناک انجام تک پہنچا دے گا۔

فراز نے اسے خاصا جھڑکا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فراز کچھ اچھا بھی سوچ لیا کرو تم۔ ہم اسے ٹرین کر کے بھیجیں گے۔
تم دونوں اپنی چونچیں لڑانا بند کرو۔ یہ راضی بھی ہوگی یا نہیں یہ سوچا کیا تم لوگوں نے۔۔۔۔
علینہ نے انکی بحث سے تنگ آکر انکا دھیان اہم نکتے کی جانب موڑا۔
وہ ضرور مان جائے گی۔ میں جانتا ہوں اسکو کون منا سکتا ہے۔
فراز فون اٹھاتے ہوئے بولا۔
وہ دونوں نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ جواب کال ملا رہا تھا۔
سر۔۔۔۔ کیپٹن فراز سپیکنگ۔۔۔۔
سر کچھ ضروری کام ہے۔ اگر آپ فری ہوں تو آپ سے ملنا چاہتے ہیں ہم۔
اوکے سر۔
آج شام چھ بجے ہم کرنل حماد سے ملنے جائیں گے۔
اوکے۔
چھ بجے وہ تینوں کرنل حماد کے ڈرائی نگ روم میں موجود تھے۔
وہ حیرت سے وہ تصویریں دیکھ رہے تھے۔
تو آپ لوگ اب کیا چاہتے ہیں۔ کرنل حماد اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے بولے۔
سر ہم اگر اس لڑکی کے ذریعے وہ فائل حاصل کر سکیں تو۔۔۔۔
اوکے تو کیا پلان ہے؟؟؟
پھر ان تینوں نے باری باری اپنے آپ یڈیاز دیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہمم اوکے جیسے ہی حیدر اور علی واپس آتے ہیں۔ تو ہم اس پر کام شروع کرتے ہیں۔
مگر سر یہ یہاں پر ٹورسٹ ہوئی اور واپس چلی گئی تو مزید وقت ضائع ہو گا۔
فراز نے نکتہ اٹھایا۔

اوکے پھر ہم کل ہی اس سے میٹنگ کر لیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں یہ ایگری کرتی ہے یا نہیں۔
اوکے سر۔۔۔۔

پھر وہ دیر تک اس معاملے پر بات کرتے رہے۔ طے یہ پایا کہ علینہ اس سے بات کرے گی۔
رات وہ بہت پر جوش سے وہاں سے آئے۔
ڈوبتی کشتی کو جیسے کنارہ سا مل گیا تھا۔

السلام علیکم
وعلیکم السلام

پلو شے نے کافی پیتے سر اٹھا کر اس خوش شکل لڑکی کو دیکھا تھا۔ جواب کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی تھی۔
آپ یہاں ٹورسٹ ہیں رائی ٹ۔
جی۔

پلو شے نے مختصر جواب دیا۔

پھر تو آپ ہماری مہمان ہوئی ہیں۔ آپ اکیلی ہیں کیا۔ وہ ایک چوئی لی میں کہنا چاہ رہی تھی کہ ٹیبل نہیں
ہے فری کوئی بھی تو میں آپ سے شئی رکروں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Sure

اب بھی یک لفظی جواب آیا تھا۔

آپ زیادہ بولتی نہیں ہیں ویل ام زارا علوی۔ اینڈ یو؟؟؟

پلو شے۔۔۔

اوہ پلو شے نائی س نیم۔

فرینڈز؟؟؟

مگر۔۔۔

Plzz I wanna frndship with you

زارا کچھ زیادہ ہی فرینک تھی اور کوشش کر رہی تھی کہ یہ پیاری سی لڑکی اسکی دوست بن جائے۔

اور یہ اسکی کوشش کا ہی نتیجہ تھا کہ کچھ ہی دیر میں پلو شے اسکے ساتھ گھل مل گئی تھی۔

دو تین دن میں ہی ان دونوں کی آپس میں گہری دوستی ہو چکی تھی۔

پلو شے جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میں تمہیں پانچ منٹ میں پک کرنے آرہی ہوں۔

ارے مگر زارا۔۔۔۔

کوئی اگر مگر نہیں فوراً۔

وہ دونوں پنڈی پوائی نٹ کی طرف گئی تھیں۔

ارے یار ان گھوڑے والوں کو کون سمجھائے کہ گھوڑے سائیڈ پر کھڑے کریں۔

زارا مسلسل ہارن بجارہی تھی مگر وہ لوگ بھی ڈھیٹ بٹے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چڑ کر وہ گاڑی سے اتری اور ان لوگوں کے ساتھ بحث کرنے لگی۔

حسبِ توقع مجمع لگ گیا۔

پلو شے گاڑی میں ہی بیٹھی تھی۔ تبھی کوئی ڈرائی یونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔

ارے کون ہیں آپ اور یہاں کہاں بیٹھ رہے ہیں؟؟؟

ریلیکس بیٹا ام فرام انٹیلی جنس کرنل حماد اورنگزیب۔

ان ان ٹیلی جنس آفیسر مگر آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟؟؟ ام نے تو ایسا کچھ نہیں کیا کہ ایجنسی والے ام سے ملیں آکر۔

نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں آپ نے تو کچھ نہیں کیا مگر ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔

اا ام آپکی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

پلو شے کو خوف کے مارے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ کہاں وہ بیچاری عام سی لڑکی اب اچانک ایجنسی والوں کی نظروں میں آگئی تھی۔

دیکھیں بیٹا آپ پلیز ڈریں نہیں اوکے میں چلا جاتا ہوں یہ میرا کارڈ ہے آپ ریلیکس ہو کر سوچے گا پھر

مجھے کال کر لیجیے گا۔ بس اتنا کہوں گا کہ ملک پکارتا ہے کسی نہ کسی کو اور اس بار وہ آپ کو پکار رہا ہے

اس ملک کو آپ کی ضرورت ہے۔

پلو شے کا سانس سوکھ رہا تھا۔

تبھی زارا واپس آکر بیٹھی تھی۔

پلو شے تم ٹھیک ہو کیا ہوا؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ام امارا طبیعت نہیں ٹھیک ام کو ہوٹل چھوڑ دو۔
زارا نے بھی پلو شے کی حالت کے پیش نظر چپ چاپ گاڑی واپس موڑ لی۔
پلو شے بمشکل اپنے کمرے تک واپس آئی۔
گھبراہٹ ہی گھبراہٹ تھی۔ وہ شاور کے نیچے جا بیٹھی۔
ٹھنڈا پانی پڑنے سے حواس کچھ بحال ہوئے تھے۔ زندگی شاید امتحان لینے پہ تلی تھی۔
لگے دو دن تک وہ فون بند کیے کمرے میں ہی پڑی رہی تھی۔
زارا اس سے ملنے آئی تھی مگر اس نے ریسپیشن پر ہی کہلوا دیا کہ وہ کسی سے نہیں ملنا چاہتی۔
آخر کار اس نے گھر واپسی کا سوچا۔
وہ اس شہر میں ہی نہ رہنا چاہتی تھی۔
پیکنگ کرتے اسکی نظر سامنے پڑی یو ایس بی پر پڑی۔
کانپتے ہاتھوں سے اس نے وہ یو ایس بی اٹھائی۔
لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر کے وہ دم سادھے بیٹھی تھی۔
وہ ویڈیو تصویروں کے ذریعے بنائی گئی تھی۔
بم بلاسٹ کی، جٹے ہوئے جسم کچھ کٹے ہوئے، لاوارث لاشیں اسمگلنگ غرض مختصراً میر منزل کے
کارناموں کا کچا چٹھا تھا۔
پلو شے مزید ڈیپریس ہو گئی تھی۔ وہ یہ ظلم کس دل سے بیٹھ کر دیکھ رہی تھی وہی جانتی تھی۔
اس نے فوراً وہ ویڈیو بند کر دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دل خوف سے تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ سیکنڈز میں وہ پسینہ پسینہ ہو گئی تھی۔

تبھی اس نے کرنل حماد کو کال ملائی۔

۱۱ السلام علیکم۔۔۔

وعلیکم السلام۔

کرنل حماد خاموش ہو گئے تھے۔ گویا وہ اسے موقع دے رہے تھے اپنی بات کرنے کا۔ وہ ام پلوشے بول رہا ہے۔

جی بیٹا۔

کرنل حماد کے لہجے میں کوئی حیرانی نہیں تھی۔ یعنی انہیں پورا یقین تھا کہ پلوشے ضرور کال کرے گی۔ کک کل ام ملنا چاہتا ہے آپ سے۔

ٹھیک ہے بیٹا۔

میں ایڈریس آپکو ٹیکسٹ کر دیتا ہوں۔

نچ جی ٹھیک ہے۔

کچھ ہی دیر میں کرنل حماد نے اسے ایڈریس ٹیکسٹ کر دیا۔

لگے دن وہ مینسونیٹ فرہلزلہ میں کرنل حماد کا اضطرابی انداز میں انتظار کر رہی تھی۔

کتنی ہی بار اس نے واپسی کا قصد کیا مگر پھر وہ بیٹھ جاتی۔ کوئی ان دیکھی بیڑیاں تھیں جو اسکے پیروں کو جکڑے ہوئے تھیں۔

۱۱ السلام علیکم۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وعلیکم السلام۔ پلو شے یک دم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔
بیٹھیں بیٹا۔

ام سوری شاید آپ مینٹلی ڈسٹرب ہیں۔ آپ سوچ رہی ہوں گی کہ ہم اپنی فورس کے ذریعے کیوں نہیں کرتے۔ بٹ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ پہلے ہی ہمارے کتنے ہی فوجی اس فائل کے لیے جان کی بازی لگا چکے ہیں۔ پھر بھی اگر آپ راضی نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں۔ ہم جان دیئے سے نہیں ڈرتے اب بھی جانے کتنے ہی ہمارے آفیسرز تیار ہیں۔ پر جب آپ سامنے آئیں تو ہمیں لگا ہمیں جس کام میں ایک مہینہ لگے گا آپ کو شاید چند ہفتے لگیں۔

آپ سوچ رہی ہوں گی کہ آپ کیسے تو اسکا جواب اس پیکٹ میں ہے۔
کرنل حماد نے خاکی پیکٹ اسکی طرف بڑھایا۔

اس نے مرے مرے ہاتھوں سے پیکٹ لیا اور اس میں موجود تصویریں نکالی۔
تصویریں دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں۔

یہ تو۔۔۔

آپ کے جیسی ہے۔ یہ دراصل اس گینگسٹر کی بیوی تھی۔

اور اب۔۔۔

شی ہیز ڈیڈ۔

اوہ۔۔۔

اگر آپ راضی ہو جاتی ہیں تو ہمیں آپکی زندگی کے بس تین مہینے چاہیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

صرف تین مہینے اگر آپ ہمیں دے دیں گی تو ہم آپ کے شکر گزار ہونگے۔
کرنل حماد اتنے پراثر انداز میں بات کر رہے تھے کہ پلو شے کو ندامت ہونے لگی کہ اس نے بلاوجہ دو دن
ضائع کر دیے۔

مگر اسکے باوجود بھی اس کا دل ڈر رہا تھا۔

تو بتائیے پھر مسٹر علی آپ جانا پسند فرمائیں گے یا پھر میں جاؤں؟؟؟

نیکلی اور پوچھ پوچھ آپ ہی تشریف لے جائیے۔

علی نے بھی شان بے نیازی سے جواب دیا۔

وہ دونوں جامعہ آئے تھے۔ ردا ظہیر کا پتا لگانے۔

اور اب علی تھا کہ سیریس ہی نہ ہو رہا تھا۔

علی میں تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ اب اگر تم نے سیریسلی کام نہیں کیا تو میں۔۔۔

میجر حیدر آپ ہم دونوں کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

علی سنجیدگی سے بولا۔

حیدر نے غصے سے مٹھیاں بھیج لی۔

مسکراتا ہوا علی اسے اس وقت زہر لگ رہا تھا۔ جانے کیسے یہ نان سیریس انسان اتنی ذمہ دار پوسٹ تک

پہنچ گیا تھا۔

بس کر دے یار کول ڈائن ایسا نہ ہو تیرا لاوا پھٹ جائے۔

علی۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علی نے وہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی۔

حیدر اس کے رویے پر کلس کر رہ گیا۔

سر سب خیریت ہے نہ۔ آپ نے اس قدر ایمر جنسی میں بلایا۔

حیدر کو کرنل حماد نے فوراً مری پہنچنے کا کہا تھا اور اگلے دن وہ ہیڈ آفس میں موجود تھا۔

ہم سب ٹھیک ہے میجر حیدر۔ بلکہ شاید اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

ان کے لہجے میں امید تھی۔

میں کچھ سمجھا نہیں سر۔

حیدر نا سمجھی سے بولا۔

تم یہ فوٹو گرافس دیکھو۔ انہوں نے پلو شے کی تصویریں حیدر کے سامنے کیں۔

اور حیدر کو ہزار والٹ کا جھٹکا لگا۔

یہ پکس سر۔۔۔۔۔ مطلب یہ لڑکی۔۔۔۔۔؟؟؟

اسے سمجھ ہی نہ آرہا تھا کہ وہ کیا بولے۔

یہ لڑکی میر مزمل کی بیوی سے ملتی جلتی ہے۔ وہ بیوی جو میر مزمل کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ اسکی

زندگی تھی۔ اب یہی لڑکی ہمیں اس تک پہنچائے گی۔ وہ فائی ل لے کر آئے گی۔

مگر سر یہ لڑکی کیسے جاسکتی ہے۔ میرا مطلب ہے یہ۔۔۔۔۔ آپ اسکو دیکھیں۔

وہ بے بسی سے بولا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کرنل حماد کو اس کا رویہ ناقابل فہم لگا۔

کیوں کوئی مس ئی لہ ہے کیا؟؟؟

سریہ کیسے۔۔۔۔۔ مطلب ہم اسکو کیسے بھیج سکتے ہیں۔ آپ جانے بھی ہیں کہ میر منزل انسان نہیں
درندہ ہے۔

میں جانتا ہوں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اسے بہت اچھی طرح اپنی حفاظت کرنا سکھا دو گے۔

میں۔۔۔۔۔ مگر میں کیسے سر۔۔۔۔۔

ام سوری ٹو سے بٹ آئی کانٹ۔

وائے یو کانٹ؟؟؟

سر پلیز۔۔۔۔۔

نو میجر حیدر نو ایکسیوزز۔ اٹس این آرڈر۔

اوکے سر۔

حیدر خاموش ہو گیا تھا۔ مگر دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ پلو شے کبھی راضی نہ ہو۔

وہ اب دوبارہ اسکا سامنا نہ کرنا چاہتا تھا۔

السلام علیکم بابا۔

وعلیکم السلام میرا پلو شے۔۔۔۔۔ بیٹا کیسا ہے؟؟؟

ام ٹھیک ہے بابا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا بات ہے پلو شے تم پریشان ہے کیا؟؟؟
شہروز خان اسکے لہجے پر پریشان ہو گئے۔

نہیں بابا ام ٹھیک ہے۔ بس گلا شاید خراب ہو گیا ہے۔ تبھی آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔
چلو بیٹا تم کہتا ہے تو ام مان لیتا ہے۔ اور سناؤ دل لگ رہا ہے نہ تمہارا؟؟؟

جی بابا ام خوش ہے۔ اور مورے ٹھیک ہے نہ۔
وہ ٹھیک ہے۔ بس تم کو بہت یاد کرتا ہے۔

شہروز خان کے لہجے میں بیٹی کے لیے بہت محبت تھی۔ تبھی پلو شے کو لگ رہا تھا کہ جیسے زندگی سکون میں
آگئی ہو۔ وہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی۔

ویلے بھی بیٹیوں کو باپ سے کچھ زیادہ ہی محبت ہوتی ہے۔

بابا ام آپ سے ایک بات پوچھے؟؟؟

سو پوچھے میرا بیٹا۔ کیا بات ہے؟؟؟

وہ بابا۔۔۔ پلو شے ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔

کیا بات ہے پلو شے۔ کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟

نہیں بابا وہ۔۔۔ اس نے کچھ ملے کا توقف کیا۔

بابا آپ اور مورے ٹھیک ہیں نہ۔ پریشان تو نہیں ہیں نہ۔ اس نے کوشش کی بتانے کی مگر پھر بات
بدل دی۔

وہ انہیں پریشان نہیں کر سکتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے بیٹا ام ٹھیک ہے۔ اور ام گھر جا کر تمہارا تمہارے مورے سے بات بھی کروادے گا۔ ٹھیک ہے نہ
بس تم ٹھیک رہو خوش رہو۔ ام تو ٹھیک ہے بیٹا۔ بس تم کو بہت یاد کرتا ہے۔
شہروز خان کی آنکھیں ڈبڈباگ ئی ہیں۔ پلو شے انکی زندگی تھی۔
بابا ام بعد میں بات کرے گا۔

پلو شے نے فون بند کر دیا۔
شہروز خان بھی آفس سے جلدی آگئے۔

گھوڑے سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ میر منزل بڑی شان سے سگار سلگائے بیٹھاریس دیکھ رہا تھا۔
اسکا گھوڑا سب سے آگے دوڑ رہا تھا۔ مگر اچانک۔۔۔ گھوڑا بدکا اور وہیں گر گیا۔
میر منزل ناقابل یقین تاثرات سے اٹھا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ میر منزل کا گھوڑا ہار مان جائے۔
مگر اب شکست میر منزل کے نصیب میں لکھی جا چکی تھی۔
اسکے گھوڑے کو شکست ہوئی تھی۔ وہ بے یقین تھا۔

نہایت غصے سے وہ وہاں سے نکلا تھا۔
اسکے چہرے پر اس قدر غصہ تھا کہ دیکھنے والوں کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔
غفار۔۔۔۔۔

اسکی دھاڑ پر میر ولا کی دیواریں لرز گئی ہیں۔
سب کا سانس سوکھ گیا۔

جج جی سر----

اس نے قبر برساتی نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ وہ سس سر بھادر (گھوڑے) کی ٹانگ پر زخم ہے۔ جس کی وجہ سے وہ گگ گر گیا۔

سس سر زخم ریس شروع ہونے سے پہلے نہیں تھا۔

غفار کا سانس رک رہا تھا۔ میر منزل پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا تھا۔

اس سے رحم ملنا ناممکن تھا۔ وہ بے رحم بھیڑیا تھا۔

میر منزل باہر کی جانب بڑھا۔

جہاں اسکا پسندیدہ عربی نسل گھوڑا زخمی حالت میں موجود تھا۔

گھوڑا درد سے بلبلا رہا تھا۔ شاید کسی زہریلی چیز سے اسے زخمی کیا گیا تھا۔

صاف پتا چل رہا تھا کہ زخم خود سے نہیں لگا بلکہ لگایا گیا ہے۔

میر منزل نے پستل نکالی اور پے در پے گولیاں گھوڑے کے جسم میں پیوست کر دیں۔

اسکا ہاتھ ایک لمحے کو بھی نہ کانپا تھا۔ میر منزل حیوانیت کی انتہا پر تھا۔

سب یہ کرناک منظر دیکھ کر دل تھام کر رہ گئے۔

وہ میر منزل کا سب سے پسندیدہ گھوڑا تھا۔ دنیا میں واحد جس کے وہ لاڈ اٹھاتا تھا۔ مگر اب اپنے ہی

ہاتھوں اس نے اسے اس قدر اذیت ناک موت دے ڈالی تھی۔

جو چیز میر منزل کی شکست کا باعث بنے گی اسے ختم ہونا ہی پڑے گا۔ پھر چاہے وہ مجھے کتنی ہی محبوب

کیوں نہ ہو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل پلٹا تھا اور پستل غفار پر تان لی۔

تمہیں کیا لگا تھا کہ میر منزل غداروں کو معاف کر دیتا ہے۔ نہیں غفار یہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی۔ اور اسی بھول نے تمہاری زندگی کا دی اینڈ کر دیا۔ گڈ بائے۔
یہ کہتے ہی اس نے بڑی بے رحمی سے غفار کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
وہاں موجود سبھی لوگ اسکی اس سفاکی کو دیکھ کر اسے دل ہی دل میں ملامت کر رہے تھے۔ مگر کہنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔

کرنل حماد نے سب کو آفس بلایا تھا۔ صبح صبح اس بلاوے کی وجہ سے سبھی اکتائے ہوئے تھے۔ مگر چپ چاپ تیار ہو کر پہنچ گئے تھے۔ مگر کرنل حماد کا نام نشان تک نہ تھا۔
وہ سبھی بے زاری سجائے بیٹھے تھے۔ تبھی کرنل صاحب اندر آئے۔

السلام علیکم۔۔۔۔

وعلیکم السلام سر۔۔۔۔

بیٹھیں آپ سب۔

ام سوری آپ کو اتنی صبح صبح زحمت دی مگر بلانا ضروری تھا۔

سبھی خاموشی سے کرنل حماد کو سن رہے تھے۔

اوکے نائو ڈا پوائی نٹ۔

مس خان۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کرنل صاحب نے ذرا اونچی آواز میں پکارا تھا۔ سب نے دروازے کی سمت سر گھمایا تھا۔ اور آنے والی شخصیت کو دیکھ کر سبھی حیران ہو گئے تھے۔

حیران تو وہ بھی ہوئی تھی میجر حیدر آفان ملک کو دیکھ کر۔

اگر وہ دوبارہ کسی انسان کی شکل نہ دیکھنا چاہتی تھی تو وہ انسان میجر حیدر تھا۔ مگر اب پیچھے ہٹنے کا یارا نہ تھا وہ ہاں کر چکی تھی۔

تبھی وہ دوبارہ ٹھٹھکی تھی۔ کوئی اور بھی تھا جس کا وہاں ہونا انہونی تھا۔

زارا۔۔۔

وہ حیران تھی۔ اسے پوری پلاننگ کر کے یہاں تک لایا گیا تھا۔

زارا اسکی نظروں کی بے یقینی دیکھ رہی تھی مگر کرنل حماد اور میجر حیدر کے ہوتے وہ اسکی بے یقینی کو ختم نہ کر سکتی تھی۔

یہ کیپٹن علینہ ہیں۔ سوری بٹ ہمیں یہ کرنا پڑا آپ تک پہنچنے کے لیے علینہ کو آپ سے اسطرح ملنا پڑا۔ تاکہ وہ پوری طرح چھان بین کر لے کہ یہ دشمن کی کوئی چال تو نہیں۔ کہنے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے نہ۔

کرنل حماد پلو شے کی حیرانی بھانپ گئے تبھی تفصیلاً وضاحت دے رہے تھے۔

پلو شے انکی بات سن کر تھوڑی ریلیکس ہوئی تھی مگر کوئی اور الجھ گیا تھا۔

جو دو سال پہلے ہر چیز ختم کر آیا تھا۔ اب دوبارہ وہ پلو شے کا سایہ بھی نہ دیکھنا چاہتا تھا۔ میر مرزل کی انفارمیشن اکھٹی کرتے اس نے جب اسکی بیوی کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ تقدیر نے وہ چہرہ پھر اسکے سامنے لا

CLASSIC URDU MATERIAL

رکھا تھا۔ بس الگ نام اور الگ پہچان کے ساتھ۔ مگر اس نے اپنے دل و دماغ سے پلو شے کو جیسے نوچ پھینکا تھا۔ مگر اب وہ اتبجنسی والوں کو مل گئی تھی۔ وہ بے بس ہو گیا۔ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو یقیناً یہ بات ختم کر دیتا مگر سب کچھ اسکے ہاتھوں سے پھسلتا چلا گیا۔

اس نے دعا کی تھی کہ پلو شے کبھی راضی نہ ہو مگر اسکی دعا قبول نہ ہوئی تھی۔ وہ آگئی تھی۔ اسکے سامنے کھڑی پلو شے دو سال پہلے کی پلو شے سے مختلف تھی۔ اس نے حیدر کو بالکل انکور کر دیا تھا۔ حیدر نے اپنے چہرے کو نارمل رکھا اور لا تعلقی چہرے پر سجالی۔

سو۔۔۔۔۔ یہ ہیں پلو شے خان۔

اب یہ مشن ایم ایم کے لیے آپکی ٹیم کا حصہ ہوں گی۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ مشن سے ریلیٹڈ ہر ضروری چیز انہیں بتائی اور سکھائی جائے۔

مس خان کیس کی ڈیٹیلز آپکو میجر حیدر سے مل جائیں گی۔ اور اب سے آپ انہی کی ذمہ داری ہیں۔ وہی آپ کو اس مشن کے لیے تیار کریں گے۔

میجر حیدر۔۔۔۔۔

کرنل حماد نے حیدر کو پکارا جو لا تعلق سا بیٹھا تھا۔

اوکے سر آپ بے فکر رہیں۔

میری بے فکری کا ہی یہ نتیجہ ہے۔

کرنل حماد بھی طنز کرنے سے کہاں باز آئے تھے۔ اور پھر وہ کافی دیر سے حیدر کی عدم دلچسپی محسوس کر رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر اس عزت افزائی پر پہلو بدل کر رہ گیا۔ یہ سین ئی ریز بھی نہ مجال ہے جو کسی کے سامنے عزت رکھ لیں۔ ناممکن۔

ایک دن آپ ہمارے ہمارے لیے فخر کا باعث ہوں گی پلو شے۔
ان شاء اللہ سر۔ اس نے ذرا مسکرا کر جواب دیا۔

گڈ لک۔

کرنل حماد وہاں سے چلے گئے تھے۔ اب پلو شے ان کی ذمہ داری تھی۔

بلکہ صرف میجر حیدر کی ذمہ داری تھی۔

اور یہ بات دونوں کو ہی پسند نہ آئی تھی۔

مگر ہائے ری مجبوری۔۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔۔ ام پلو شے خان ہے۔

اوہ پلو شے۔۔۔ نائی س نیم۔

پلو شے نروس ہو رہی تھی۔ اب فراز کے شوخ لہجے پر اور کنفیوز ہو گئی۔

Ok lets back to the work...

حیدر فوراً اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

مس علیہ آپ ضروری چیزیں انہیں سکھا اور بتادیں۔ اور مس۔۔۔۔۔

حیدر نے اسے اجنبی نظروں سے دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خوشخبری

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page: [https://www.facebook.com/](https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/)

[ClassicUrduMaterial/](https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/)

ان شاء اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔ شکریہ

نوٹ

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنف / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنف / مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔ نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

ان نظامیہ کلاسک اردو میٹیریل

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے خان۔

پلو شے اسکی ایکٹنگ پر کھول گئی تبھی دانت پیس کر بولی۔

جی آپ ہی آپ کے پاس تین دن ہیں سیکھنے کے لیے۔ تین دن بعد آپ سے دوبارہ ملاقات ہوگی۔

اتنا کہتے ہی حیدر وہاں سے یہ جاوہ جا۔

حیدر کے جانے پر وہ کتنی ہی دیر حیران بیٹھے رہے۔ کتنے مزے سے وہ اپنی ذمہ داری ان لوگوں پر ڈال

گیا تھا۔ اور انہیں کچھ بھی کہنے کا موقع تک نہ ملا تھا۔

پلو شے۔۔۔

علینہ خود کو کمپوز کر کے اس کے پاس آئی تھی۔

پلو شے ایم سوری میں تمہیں دھوکہ نہیں دے رہی تھی۔ وہ میری جاب کی ڈیمانڈ تھی۔

اُس اوکے علینہ ام اس بارے میں بات نہیں کرے گا اب۔ تم بھی ریلیکس ہو جاؤ۔

پلو شے نے مسکرا کر اسکی ندامت دور کی۔

ہم تمہیں بہت زبردست ٹریننگ دیں گے۔

اور ام یہ وقت بہت اچھا بھی گزاریں گے۔ پلو شے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

اوہ یار ہمیں بھی ذرا دیکھ لو۔ ہم بھی ہیں ادھر۔

فراز اپنی سیٹ سے اٹھ کر انکی طرف آیا۔

سو مس پلو شے خان آئی ایم کیپٹن فراز۔ شی از کیپٹن ثانیہ اینڈ علینہ۔

نائی س ٹومیٹ یو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے خوشدلی سے سب سے ملی۔ صد شکر تھا کہ حیدر خود ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔ وہ ویسے بھی اسکے منہ نہ لگنا چاہتی تھی۔

تو ہم ٹریننگ سٹارٹ کریں۔ علیینہ کو کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔ آخر میجر حیدر اسی کا تو نام لے کر گئے تھے۔

ہاں ضرور مگر اس سے پہلے سب سے ضروری چیز۔

فراز نے ڈرامائی موڑ دیا۔

کو نسی؟؟؟ تینوں یک زبان بولیں۔

میر منزل کی کمپلیٹ لائی ف ہسٹری۔

اوکے آجاؤ پلو شے پہلے تم اسکے بارے میں جان لو پھر تمہارے لیے ٹریننگ آسان ہوگی۔

یا خدا یا کوئی اس قدر ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟

پلو شے تو اسکے بارے میں جان کر لرز گئی تھی۔

اس قدر بھی دہشت ناک کوئی ہو سکتا ہے بھلا۔

وہ اس سے زیادہ خطرناک ہے۔ اسی لیے تمہیں ضرورت سے زیادہ محتاط اور چوکنا رہنا ہوگا۔ ایک ذرا سی

بھی غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔

یاد رکھنا اس مشن میں صرف دو ہی آپشن ہیں۔ فتح یا شہادت۔

شکست کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

اسے سمجھاتے ہوئے وہ اس وقت بالکل ایک سنجیدہ اور ذمہ دار فوجی لگ رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے اسے محویت سے تک رہی تھی۔ وہ بولے بولے اچانک رکا۔ پھر ہلکا سا پلو شے کی جانب جھکا۔
کیا بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں میں؟؟؟

کیا؟؟؟

نہیں مطلب تم بنا پلکیں جھپکائے مجھے دیکھے جا رہی ہو تو شاید میں ضرورت سے زیادہ ہی ہینڈسم لگ رہا ہوں۔

نن نہیں وہ تو ام تمہاری باتوں کو سن رہا تھا۔

پلو شے شرمندہ ہو گئی۔

سن رہا تھا۔۔۔۔۔ سیریل۔۔۔ اوہ پلو شے یو آر سو کیوٹ۔

فراز نے کسی چھوٹی بچی کی طرح اسکے گال کھینچے۔

ہنستا مسکراتا مذاق کرتا وہ پہلے سے مختلف انسان لگ رہا تھا۔ جس کی سنجیدگی بس کام کی حد تک ہی تھی۔
کچھ لوگوں کا دھوپ چھاؤں سا مزاج بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ فراز بھی انہی میں سے تھا۔

ہونہ۔۔۔۔۔ پلو شے بی بی۔ تمہیں کیا لگا تھا۔ میں یعنی میجر حیدر آفان تمہیں ٹریننگ دے گا۔ ایسا ہرگز
نہیں ہو گا۔ کبھی نہیں۔ دیکھ لینا میں تمہیں اس قدر ستاؤں گا کہ تم اپنے فیصلے پر پچھتاؤ گی۔
حیدر خود کی ہی آگ میں جل رہا تھا۔

جبکہ دوسری طرف پلو شے شکر کر رہی تھی کہ کم از کم اسے میجر حیدر کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔
اگر اسے پہلے معلوم ہوتا کہ اسے میجر حیدر کے ساتھ کام کرنا پڑے گا تو وہ کبھی راضی ہی نہ ہوتی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

لیکن اگر وہ صرف اپنے بارے میں سوچتی تو وہ الل کو کیا منہ دکھاتی۔ نہیں نہیں اللہ پاک ام ایسا کرنے کا سوچے گا بھی نہیں۔

وہ میر منزل کے ظلم کا تصور کر کے جی جان سے کانپ گئی تبھی فوراً سے معافی مانگ لی۔

ارے ردا تم یہاں بیٹھی ہو۔ ہم کب سے تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔
کیوں کیا ہوا کونسا زلزلہ آگیا اب۔ ردا کتاب سے نظریں اٹھائے بغیر بولی۔

یار یونی میں کیا ہینڈسم بندہ آیا ہے۔
سارہ مرٹنے کے انداز میں بولی۔

تمہیں تو ہر دوسرا بندہ ہی ہینڈسم لگتا ہے۔ وہ اس پر افسوس کرتے ہوئے بولی۔
مگر یار وہ سچ میں ہی بہت ہینڈسم ہے۔ دعا کرو وہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ہو۔
اور ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ہونے سے کیا فائی دہ ہو گا۔

بہت ہی کوئی بورنگ انسان ہو تم۔

سارہ کا موڈ خراب ہو گیا۔

اچھا ام سوری یہ بتاؤ روحی کدھر ہے؟؟؟

اسکا ناراض چہرہ دیکھ کر ردا نے اپنی توجہ اس پر کی۔

اس نے کہاں ہونا ہے موٹی بھینس چرنے گئی ہے۔

سارہ نے منہ بنا کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی اسکی کمر پر زور کا دھموکا پڑا۔

کیا ارشاد فرما رہی تھی آپ میرے بارے میں۔

روحی اسکے ساتھ بیٹھی۔

کچھ بھی نہیں مم میں کیا کہوں گی؟؟؟

سارہ فوراً بھگی بلی بن گئی۔

اچھا چلو کلاس کا ٹائی م ہو رہا ہے۔

تم دونوں جاؤ مجھے کچھ کام ہے۔

ردا وہیں بیٹھی رہی۔

ارے یار چلو نہ کلاس بنک کرنا ضروری ہے کیا۔ بعد میں کام کرنا پڑے۔

روحی اسے کھینچ کر لے گئی۔

وہ تینوں جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئی ہیں۔ سارہ خوشی سے کھل گئی۔

ہائے آج میرا قبولیت کا دن تھا۔

کیوں کیا ہوا؟؟؟

وہ سامنے دیکھو۔

ردا نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ جہاں سارہ کا نیا کرش بیٹھا تھا۔

سارہ حسین تھی مگر اسکے ساتھ ہی حسن پرست بھی تھی۔ اور بلاشبہ سامنے بیٹھا وہ انسان نہایت وجیہ اور

چارمگ تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ردا بھی ایک پل کو اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگی پھر فوراً سے جا کر اپنے ڈیسک پر بیٹھ گئی۔
وہ خود کو سرزنش بھی کر رہی تھی کیا ضرورت تھی ایسے دیکھنے کی۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔
وہ خود کو ملامت کر رہی تھی تبھی پروفیسر کلاس میں داخل ہوئے۔
اپنے لیکچر کے بعد انہوں نے اس نئی شخصیت کو کھڑا کیا تھا۔ تاکہ وہ اپنا تعارف کروائے۔

Mbalajrathore. Graduated from london university.

وہ بہت سنبھل سنبھل کر بول رہا تھا۔ اسکے بولنے کا انداز دلکش تھا۔
ردا سوچ میں گم تھی تبھی پروفیسر نے اسے پکارا۔
یس سر۔۔۔

سو بالاج چونکہ آپ نیو سٹوڈنٹ ہیں۔ اور آپ کو پچھلا کور کرنا ہے۔ یہ ردا ظہیر ہیں۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی
سب سے بریلیئنٹ سٹوڈنٹ۔ یہ آپ کی سٹڈی میں ہیلپ کریں گی۔ ردا بیٹا کوئی مسیٰ نہ ٹو نہیں ہو گا۔
نن نو سر۔

اوکے گڈ لک۔

پروفیسر کو تو ردا نے ہاں کر دی۔ مگر اب وہ عجب مصیبت میں پھنس گئی تھی۔

بالاج ساحر تھا اور وہ اسکے سحر میں خود کو جکڑنے سے ڈر رہی تھی۔

وہ ایک پل میں ہی اسکی اسیر ہو گئی تھی۔

سوچا تھا محبت نہ کریں گے مگر تجھے دیکھا تو دل نے سوچنے کی مہلت نہ دی

CLASSIC URDU MATERIAL

ساری رات پلو شے نے سوچتے ہوئے گزار دی۔ تین بجے اسکی آنکھ لگی تھی۔ ابھی دو ہی گھنٹے گزرے تھے کہ اسکی آنکھ کھٹکے سے کھلی۔

نیند میں تو اسے کچھ سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔

اس نے اپنا وہم جانا اور سر جھٹک کر سونے کے لیے لیٹ گئی۔ ابھی آنکھیں بند ہی کی تھی کہ زور زور سے دروازہ بجایا۔ یوں لگتا تھا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔

وہ فوراً بستر سے اتری اور دروازے کی جانب بڑھی۔

جہاں ٹریک سوٹ میں فریش سا کیپٹن فراز آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا سب خیریت تو ہے؟؟؟

پلو شے اسکی حالت پر پریشان ہو گئی۔

یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے؟؟؟

کک کیوں کیا ہوا۔۔۔

پلو شے نے فوراً اپنا جائی زہ لیا۔

تم اب تک ریڈی نہیں ہوئی۔ میں پندرہ منٹ پہلے ناک کر کے گیا تھا۔ مجھے لگا تم ریڈی ہو چکی ہو گی۔

اور پلو شے کے سر پر سے اسکی باتیں گزر رہی تھیں۔

تیار کس لیے؟؟؟

پلو شے میڈم آپ ہوش میں تو ہیں۔ مت بھولے آپ کی ٹریننگ ہو رہی۔

فراز نے ذرا سخت لہجے میں کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

او کے ام ابھی پانچ منٹ میں تیار ہو کر آتا ہے۔
ہممم او کے پانچ منٹ مطلب پانچ منٹ ہی ہوں۔
فراز فوراً مڑ گیا۔

ورنہ پلو شے کی حالت دیکھ کر اسے ہنسی روکنا مشکل ہو رہا تھا۔
ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ تیار تھی۔

یہ لو کافی۔ اور ہاں یہ فیور بس آج کے لیے ہے۔ او کے۔
انداز حاکمانہ تھا مگر چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ پلو شے مزید کنفیوز ہو گئی۔
کافی پیتے ہی وہ روانہ ہو گئے۔

اور کتنا آگے جانا ہے؟؟؟
فراز تیز تیز دوڑ رہا تھا۔ پلو شے کو اس تک پہنچنا مشکل لگ رہا تھا۔ اس تک پہنچتے اسکی سانس پھول
گئی۔

آپ بہت آہستہ دوڑ رہی ہیں۔

مگر ام تو واک۔۔۔

آپ ٹریننگ پر ہیں۔

فراز نے فوراً اسکی تصحیح کی اور اس سے آگے نکل گیا۔

تیز دوڑ لے اور تیز۔

پلو شے کی حالت بری ہو گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک تو نیند نہ پوری ہوئی تھی اوپر سے بھوک ستا رہی تھی۔

اور کتنا دوڑنا ہے ام تھک گیا ہے۔

پلو شے کی ہمت جواب دے گئی۔

لارنس کالج تک۔۔۔۔

تم مذاق کر رہا ہے نہ۔

پلو شے کو اسکا دماغ گھوما ہوا لگ رہا تھا۔

لارنس کالج ابھی مزید آدھے گھنٹے کی دوری پر تھا۔

کم آن ہری اپ۔۔۔۔

فراز سخت مزاج ٹیچر بنا ہوا تھا۔ جو پلو شے کو ذرا سی بھی رعایت دیئے کے موڈ میں نہ تھا۔

خدا خدا کر کے لارنس کالج آیا۔

پلو شے وہی گھاس پر لیٹ گئی۔

فراز یقیناً اسکی قبر میں بنا کر جائے گا۔ کیونکہ دم تو ویلے ہی اسکا نکلنے کے درپے تھا۔

آپ لیٹ کیوں گئی ہیں۔ جلدی اٹھیں۔

فراز ملک الموت کی طرح اس کے سر پر کھڑا تھا۔

بس دو منٹ۔۔۔

وہ خوب ہی تھک گئی تھی۔

ہرگز نہیں ابھی اٹھیے فوراً۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ناچار اسے اٹھنا پڑا۔

یہاں سے دوڑ لگائی میں اور سوئی منگ پول میں جمپ لگائی میں۔

پلو شے نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ وہ یقیناً مذاق کر رہا تھا۔

آپ کیا دیکھ رہی ہیں جو کہا اس پر فوراً عمل کریں۔

فراز سختی سے بولا۔

آپ مذاق کر رہا ہے نہ کیپٹن فراز۔

پلو شے رونے والی ہو گئی۔

مری کی تخیل بستہ سردی صبح کے چھ بجے وہ اسے پول میں چھلانگ لگانے کا کہہ رہا تھا۔

آپ کو میں مذاق کے موڈ میں لگ رہا ہوں۔

فراز نے غصے سے کہا۔

ناچار پلو شے نے دوڑ لگائی۔

مگر پول کے کنارے پہنچ کر وہ رک گئی۔

اسکی ہمت نہ ہو رہی تھی کہ وہ چھلانگ لگاتی۔

واپس آئی میں اور پھر سے دوڑ لگائی میں۔

فراز کی آواز آئی مگر وہ ان سنا کر کے کھڑی رہی۔

اتنی سی عمر میں وہ مرنا نہ چاہتی تھی۔

ٹریننگ سخت تھی اور وقت کم۔ تبھی علیہ اور ثانیہ نے اسکی ذمہ داری نہ لی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

انہوں نے یہ کام فراز کے ذمہ لگایا تھا۔

فراز انتظار کرتا رہا مگر پلو شے ڈھیٹ بنی کھڑی رہی۔

وہ چلتا ہوا اس تک آیا۔

وہ آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔

پلو شے۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔

ام سے نہیں ہو گا یہ۔۔۔ وہ روئی صورت بنا کر بولی۔ صاف پتا چل رہا تھا ابھی رو دے گی۔

اُس اوکے پلو شے بی بریو۔

کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔ دیکھو کتنا آسان ہے۔ فراز نے کہتے ساتھ اسے ہاتھ بڑھا کر پول میں

دھکا دے دیا۔



میڈم کوئی بہانہ نہیں۔ آج میں آپکو سوئی منگ کا نہیں کہہ رہا مگر آپ کو دس منٹ پانی میں ہی رہنا

-4

پلو شے کے ہوش بحال ہوئے تو فراز نے نیا حکم جاری کر دیا۔

میجر جو انفارمیشن آپ نے منگوائی تھی۔ وہ آپکو ای میل کر دی گئی ہے۔

گلد

CLASSIC URDU MATERIAL

کال کاٹ کر وہ مسکرانے لگا۔

اس نے اسکی تمام انفارمیشن نکلوائی تھی۔ اسکا آنا جانا پسند ناپسند ہر چیز کا پتا کروایا تھا۔
اور اسکی پسند میں خود کو ڈھالنے کے لیے وہ تیار ہونے چل دیا۔

اوہ گاڈ آج تو دیر ہو گئی۔ مجھے جلدی جانا تھا۔ ردا جلدی جلدی تیار ہونے لگی۔

اچانک اسکی نظروں کے سامنے بالاج راٹھور کا چہرہ آسمایا۔

کل سے اسکے ساتھ یہی ہو رہا تھا۔

بالاج راٹھور تھا ہی ایسا کہ وہ خود کو اسکے بارے میں سوچنے سے روک نہ پا رہی تھی۔ اسکے بارے میں سوچنا

اسے اچھا لگ رہا تھا۔ تبھی اسکا خیال آتے وہ مسکرا دی تھی۔

وہ جلدی جلدی تیار ہو کر نکل گئی۔

وہ اپنے ہی خیالوں میں کارڈرائیو کر رہی تھی کہ اچانک اسکی گاڑی آگے کھڑی گاڑی سے جا ٹکرائی۔

واٹ دا ہیل؟؟؟

وہ غصے سے باہر آئی۔

اسکی گاڑی کی ہیڈ لائیٹ ٹوٹ گئی تھی۔

جبکہ اگلی گاڑی کا کافی نقصان ہوا تھا۔

مگر لڑکیاں اپنی غلطی مان جائیں یہ پھر ناممکن بات ہے نہ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ردا اگلے بندے پر چڑھ دوڑی۔ جبکہ وہ بے چارا اپنی گاڑی کو نہایت افسوس سے دیکھ رہا تھا۔ جسکا اچھا خاصا نقصان ہو چکا تھا۔

جب ردا کافی دیر تک خاموش نہ ہوئی تو وہ بھی غصے میں آگیا۔

میڈم غلطی آپکی ہے اور آپ مجھے باتیں سنارہی ہیں۔ سوری کریں مجھے اور اس گاڑی کا نقصان بھی آپ ہی پورا کریں گی۔ ایک تو میری نئی گاڑی کا اتنا نقصان کر دیا۔

اوہ ہیلو مسٹر میں نے نہیں بلکہ آپ نے میری گاڑی کا نقصان کیا ہے۔

ردا اس الزام پر تڑپ ہی تو گئی تھی۔

اچھا خاصا ہجوم اکھٹا ہو گیا تھا۔

مگر ردا مصر رہی کہ وہ بندہ اپنی غلطی مانے۔

تبھی اس بندے کا فون بجا اور وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

آپکو تو میں دیکھ ہی لوں گا مس ال میزڈ۔

وہ فوراً گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

ردا کھولتی ہوئی واپس اپنی گاڑی کی جانب آئی۔

وہ نہایت غصے سے یونیورسٹی آئی۔ جتنا اسکا موڈ آتے ہوئے اچھا تھا اب اتنا ہی خراب ہو چکا تھا۔

آج کا اسکا سارا دن ہی بے کار جانے والا تھا۔

وہ غصے سے کلاس کی جانب جارہی تھی۔

آؤچ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اپنے غصے میں اس نے سامنے ہی نہ دیکھا اور آگے سے آنے والے بندے سے ٹکرا گئی۔
اوہ ام سو سوری۔ آپ کو لگی تو نہیں۔ سوری میں اپنے دھیان میں تھا مجھے پتا ہی نہیں چلا۔
اس سے پہلے کہ ردا کچھ کہتی بالاج فوراً معذرت خوانہ انداز میں بولا۔
نن نہیں اُس اوکے۔ غلطی میری تھی۔

وہ فوراً اٹھتے ہوئے بولی۔

لگی تو اسے تھی۔ مگر بالاج کے انداز پر وہ چپ ہو گئی۔

جس انسان کے نام پر ہی آپ کا دل دھڑک جائے۔ وہ آپ سے معذرت کرے اب یہ تو اچھی بات
نہیں تھی نہ۔

بالاج اپنی چیزیں سمیٹ کر وہاں سے چلتا بنا۔

جبکہ ردا ذرا لنگڑا کر کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

البتہ اب اسکا غصہ رفو چکر ہو چکا تھا۔ اور چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ آگئی تھی۔

ارے تمہیں کیا ہوا۔ ایسے لنگڑا کر کیوں چل رہی ہو۔ اور دماغ کیا الٹ گیا ہے یا درد کو مسکرا کر شکست
دے رہی ہو۔

سارہ اور شناع فوراً اسکی جانب آئیں تھی۔

کچھ نہیں ٹکرا گئی تھی۔

ہینن ٹکرا گئی تھی۔ کس سے؟؟؟

بالاج راٹھور سے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا ایا۔۔۔ تم بالاج راٹھور سے ٹکرا گئی تھی۔ پھر اس نے تمہیں تھام لیا۔ پھر وہ تمہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔

اف کتنا رو مینٹک سین تھانہ۔ تبھی تم مسکرا رہی ہو۔

سارہ یک دم ایکسائیڈ ہو گئی۔

پھر بتاؤ نہ آگے کیا ہوا؟؟؟

ردا آکر بیٹھی تو شناع بے صبری سے بولی۔

کتنی بری بات ہے شناع اس بے چاری کی حالت دیکھو موٹی اور تم ایسے سوال کر رہی ہو اس سے۔ سارہ نے اسے شرم دلائی۔

ہاں تو بتاؤ پلو شے پھر کیا ہوا؟؟؟

ایک زور کا تمپڑ سارہ کی کمر پر آپڑا۔

آہ موٹی۔۔۔۔

وہ کمر سہلاتے ہوئے بولی۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس سے ٹکرا کر میں گر گئی۔ اس نے سوری کی اور چلتا بنا۔ جبکہ مجھے اچھی

خاصی چوٹ لگ گئی۔ تم ڈرامے ذرا کم دیکھا کرو۔ ردا نے اسکی خوش فہمی دور کی۔

ہونہ نہایت ہی ان رو مینٹک اور بور بندہ ہے یہ تو۔

سارہ نے منہ بنایا۔

جبکہ شناع اور ردا نے افسوس سے اسے دیکھا۔ اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے کی حالت بری ہو رہی تھی۔

فراز نے اسے اتنی سردی میں دس منٹ تک پول میں کھڑا رکھا۔
اور پھر واپس اسی گیلے ٹریک سوٹ میں ایک گھنٹہ واپسی کے لیے دوڑایا۔
مگر فراز پھر بھی خوش نہ تھا۔

آپ نے ایک گھنٹہ لگایا ہے۔ جبکہ آپکو بیس منٹ میں یہ فاصلہ کور کرنا ہے۔
اور بیس منٹ کا سن کر پلو شے بے ہوش ہوتے بچی۔
ایک گھنٹے کا فاصلہ جو دوڑ کر طے کیا گیا ہو وہ بھلا بیس منٹ میں کیسے طے ہو سکتا ہے۔
فراز اسے جلا دلگ رہا تھا۔

اس نے اسے دس منٹ دیے تھے فریش ہونے کے لیے۔
وہ بارہ منٹ پر آئی تھی۔
اس نے گھڑی دیکھی پھر بولا۔

میں نے دس منٹ کہا تھا آپ پورے دو منٹ لیٹ ہیں۔
آج آپ کو بریک فاسٹ نہیں ملے گا۔
وہ کہتے ہی مڑ گیا۔

مگر صرف دو منٹ ہی تو۔۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے آپ دو منٹ اپنی سانس روک کر کھڑی ہو جائیں۔ اگر روک لیتی ہیں تو ناشتہ ملے گا ورنہ نہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور پلو شے نے اس محلے کو کو ساتھ جب وہ ان کے مشن کے لیے راضی ہوئی تھی۔

وہ چپ چاپ فراز کے ہمراہ چل دی۔

ایک بات تو اسے پتا چل گئی تھی کہ فراز کے ساتھ ہوتے ہوئے اسے گاڑی میں بیٹھنا نصیب نہیں ہو گا۔ وہ عادتاً پیدل چلتا تھا یا اسے ٹاچر کر رہا تھا مگر وہ تمھکا ذرا بھی نہ تھا۔

وہ پیدل ہی چلتے ہوئے ان کے آفس تک آئے تھے۔

آفس بھی قریب نہ تھا۔ چالیس منٹ کی دوری پر تھا۔ فراز تیز تیز چل رہا تھا جبکہ پلو شے کو اس کے ساتھ ہونے کے لیے بھاگنا پڑ رہا تھا۔

یہ اس کی زندگی کے بدترین دنوں میں سے ایک تھا۔

وہاں پہنچ کر وہ ایک کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی آرہی تھی۔

فراز نے پرو جیکٹر آن کیا۔

اور اس پر آرمی آفیسرز کی ویڈیوز چلا دیں۔

یہ ویڈیوز دیکھو۔

ایک نیا حکم۔

پلو شے کو اپنا آپ دلدل میں پھنستا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ بے دلی سے دیکھ رہی تھی۔

وہ دلچسپی لے بھی لیتی اگر وہ منحوس انسان اس کے سامنے بیٹھ کر کھانا رہا ہوتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بمشکل اپنی بھوک پر قابو کر رہی تھی۔
ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا اسے وہ ویڈیوز دیکھتے۔ ویڈیوز کیا تھیں۔ ۵۵ منٹ کے کلپس تھے۔ کچھ ٹریننگ کے
کچھ لڑائی کے تو کچھ شہادت کے۔ تمہارا دھیان نہیں تھا ان ویڈیوز کی طرف۔
نن نہیں ام تو پورے دھیان سے دیکھ رہا تھا۔ پلو شے گر بڑا کر بولی۔
اس پورے عرصے میں فراز نے اس پر ایک بار بھی دھیان نہ دیا تھا مگر وہ اسکی بے زاری نوٹ کر چکا
تھا۔

او کے تو بتاؤ حوالدار تیمور کی شہادت کیسے ہوئی۔
گگ گولی لگی۔

ہر گز نہیں ان کا تو میں نے تمہیں ٹریننگ کلپ دکھایا۔ وہ تو اب تک زندہ ہیں۔
اور پلو شے پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

آپ آج فیل ہو گئی ہیں مس خان۔
فراز نے کسی ٹیچر کی طرح کہا۔ جیسے وہ کوئی نالائیق سٹوڈنٹ ہو۔

چلیں میرے ساتھ۔
فراز اسے علیینہ اور شاع کے پاس چھوڑ گیا۔

کیسا رہا دن پلو شے۔

پوچھنے کی دیر تھی کہ پلو شے پھٹ پڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم بات مت کرو ام سے۔ یہ یہ کیپٹن فراز امارے ساتھ ایلے کر رہا ہے جیسے ام کوئی پھانسی کا مجرم ہے۔ اب تک بھوکا رکھا ہے اس نے ام کو۔ اور ابھی بھی کہتا ہے ام فیل ہو گیا ہے۔

پلو شے نے بمشکل خود کو رونے سے باز رکھا۔ ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔

پلو شے پلو شے یہ تو ٹریننگ کا حصہ ہے ہمارے ٹرینر اور سینئر رز تو ایلے تھے کہ۔۔۔۔

وہ دونوں اسکا دھیان بٹانے کے لیے اپنی ٹریننگ کے قصے سنانے لگیں۔

تھوڑی ہی دیر میں فراز کھانا لے آیا۔

پلو شے تو نیدوں کی طرح کھا رہی تھی۔

مس خان۔۔۔۔

فراز کی اونچی آواز پر وہ ایک لمحے کو ڈر گئی۔

سیدھی بیٹھیں اور آرام سے کھائی ہیں۔

مگر ام کو بھوک لگ رہا ہے۔

پلو شے ڈھیٹ بنی رہی۔

تو ٹھیک ہے آپ کھانا نہیں کھائی ہیں گی۔

مگر ام۔۔۔۔

وہ رونے لگی۔

ارے پلو شے ریلیکس۔۔۔۔

وہ پریشان ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رو کیوں رہی ہو؟؟؟

تم جان بوجھ کر امارے ساتھ ایسا کر رہا ہے نہ ام کو پتا ہے۔

وہ سوں سوں کرتی بولی۔

تم کو امارا کام پسند نہیں آ رہا۔ ام کو اتنی صبح اٹھایا پھر دوڑایا پھر ٹھنڈے پانی میں گرایا پھر دوڑایا پھر ناشتہ بھی نہیں دیا۔ دو منٹ سے کیا ہوتا ہے۔ پھر امارے سامنے بیٹھ کر کھایا۔ اور اب بھی ڈانٹ رہا ہے۔

اچھا تو تمہارا دھیان میرے کھانے پر تھا۔

وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔

نہیں بالکل نہیں۔

تو پھر تمہیں کیوں نہیں پتا کہ میں کھا نہیں رہا تھا۔

کیا مطلب؟؟؟

پلو شے حیران ہوئی۔

مطلب یہ کہ دوڑایا اس لیے تاکہ تم تیز دوڑ سکو اچھے بچاؤ کے لیے۔ پول میں گرایا تاکہ خود کو مضبوط کر لو۔ ناشتہ اس لیے نہیں دیا تاکہ وقت کی قدر ہو کہ ایک سیکنڈ بھی ادھر ادھر ہو جائے تو کیا سے کیا ہو سکتا ہے۔ اور وہاں بیٹھا میں اس لیے کھا رہا تھا ایکچوئی لی جو میں نہیں کھا رہا تھا وہ اس لیے کہ تم اچھے کام پر بھی فوکس کر سکو اور ارد گرد بھی دھیان رکھ سکو۔ مگر تمہارا دھیان ایک بھی چیز پر نہ تھا نہ ویڈیو پر نہ مجھ پر۔ اور لاسٹ چیز یہ کہ تم خود پر قابو رکھ سکو۔ اچھے احساسات دوسروں پر عیاں نہیں کرو۔ ہر حال میں

CLASSIC URDU MATERIAL

اپنا کورقائی م رکھو یہی تم کو بچائے گا۔ چاہے تم دو دن بھی بھوکی رہو ایسے خود کو بے قابو نہ کرو۔ غصہ، بھوک، فیئنگز تینوں پر قابو رکھنا ہے اوکے۔

یہی تمہاری ٹریننگ کا اہم حصہ ہے۔

اور میں تمہیں وضاحت اسلیے دے رہا ہوں تاکہ تم دلچسپی سے کام کرونا کہ مجھے برا بھلا کہتی رہو۔ اور ویلے بھی میری وجہ سے جب کوئی بھوکا ہو تو کھانا میں بھی نہیں ہو۔ اور اس لیے غصہ کر رہا ہوں تاکہ میجر حیدر کو غلطی نکالنے کا موقع نہ مل سکے۔

اس نے اسے سچ بتایا اور پلو شے کو یقین نہ آیا وہ اسکی وجہ سے بھوکا تھا مگر ایک بار بھی اسے نہ جتلیا تھا۔ یہاں تک کہ محسوس بھی نہ ہونے دیا۔ یقیناً ابھی اسے فراز سے بہت کچھ سیکھنا تھا۔ اور یہ تو وہ بھی چاہتی تھی کہ حیدر کو ایک موقع بھی نہ دے اسکی غلطی نکالنے کا۔ یہ کل کی باتوں کا ہی اثر تھا جو پلو شے لگے دن فراز کے اٹھانے سے پہلے ہی اٹھ گئی تھی۔ اوہو بڑی بات ہے میڈم آج تو آپ نے دل خوش کر دیا جلدی اٹھ کر۔ پلو شے جواباً مسکرا دی۔

اوکے لیٹس سٹارٹ۔۔۔ اور آج پلو شے نے دس منٹ بچا لیے تھے۔

وہ ایک گھنٹے میں ہی لارنس کالج پہنچ کر سوئی منگ کا ٹاسک بھی پورا کر چکی تھی۔

وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ جہاں حیدر کو غلطی نکالنے کا موقع نہ ملے وہیں فراز کو بھی سختی نہ کرنی پڑے۔

آج فراز بالکل فریبنڈلی ہو کر اسے سکھا رہا تھا۔ مگر پھر بھی اس نے ذرا بھی لچک نہ دکھائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ اچھی بات تھی کہ پلو شے جلدی جلدی سیکھ رہی تھی۔

وہ اپنی تھکاوٹ ظاہر نہ کر رہی تھی۔ فراز نے آج بھی اسے بھوکا رکھا تھا مگر پلو شے کے ماتھے پر شکن نہ آئی تھی۔

وہ بھوک کنٹرول کرنا سیکھ رہی تھی۔

ان تین دنوں میں انہیں صرف چند باتیں ہی سکھانی تھیں۔

تبھی فراز نے اسے دو تین چیزوں کی ہی ٹریننگ دی تاکہ وہ اپنا بیسٹ دے سکے۔
وہ مسلسل تین گھنٹوں سے دوڑ رہی تھی۔

ایک ہی دن میں اس کی سپیڈ اچھی ہو گئی تھی۔

اوکے پلو شے چلو اب جاؤ اور فریش ہو جاؤ۔

ہمممم۔۔۔۔۔ پسینہ پونچھتے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے میں داخل ہوتے اسکی نظر بیڈ کی جانب گئی۔ اسکا دل مچل رہا تھا آرام کرنے کو مگر اپنے دل کو مار کو وہ شاور لینے چلی گئی۔
شاور لینے اور پھر کافی پینے کے بعد وہ کافی حد تک فریش ہو گئی تھی۔

ہاں مگر اسکی نیند پوری نہ ہو رہی تھی۔

وہ جب بھی سوتی علیحدہ یا شائع ہلکا پھلکا چیزوں کو ہلاتی جلاتی رہتیں۔ اور وہ کھٹکے سے فوراً جاگ جاتی۔ یہ بھی اسکے اعصاب کو مضبوط اور الرٹ کرنے کے لیے تھا۔

بمشکل وہ تین گھنٹے سوتی مگر جاگنے کے بعد اسے بتانا پڑتا کہ اسے کتنی بار جگایا گیا تھا اور کس وجہ سے وہ جاگی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شروع میں وہ آواز تیز ہوتی مگر پھر آہستہ آہستہ آواز کم ہو گئی۔
پلو شے کو مشکل ہوتی تھکاوٹ کی وجہ سے آنکھیں کھلنا مشکل ہوتا مگر وہ پوری کوشش کر رہی تھی۔ دل
میں اگر لگن ہو تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔
ایک چیز جو اسکے لیے مشکل ثابت ہو رہی تھی وہ فوکس تھا۔
وہ بیک وقت مختلف چیزوں پر دھیان نہ رکھ پاتی تھی۔
اسکے لیے اس نے ٹی وی موبائی ل اور کچن کا طریقہ نکالا۔
وہ تینوں چیزوں کو ایک ساتھ ہینڈل کر رہی تھی۔
چوتھے دن تک وہ بہت حد تک سیکھ گئی تھی۔
آج حیدر نے آنا تھا وہ کافی نروس تھی۔
علینہ شاع اور فراز میں سے کوئی نہ تھا۔
حیدر کے ساتھ کچھ اور آفیسرز تھے۔
مس۔۔۔۔؟؟؟
حیدر نے اسے ایسے دیکھا جیسے نام یاد نہ ہو۔
مس خان۔۔۔
نو۔۔۔
اس نے سختی سے اسے جھٹلایا۔

From now on your name is tanya...

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر نے پہلے مرطے پر ہی اسے نروس کر دیا تھا۔
وہاں کوئی اسکا ساتھ دیئے والا بھی نہ تھا جسکو دیکھ کر وہ ریلیکس ہو جاتی۔
مگر اس نے اپنے چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ نروس ہو رہی ہے۔
مگر وہ میجر حیدر سے چھپا رہی تھی اپنی نروسنس یہ اسکی بھول تھی۔
میجر حیدر ایجنسی کا منجھا ہوا بندہ تھا۔ اسکی زیرک نگاہیں بخوبی اسے جانچ رہی تھیں۔
اور یہی تو وہ چاہتا تھا کہ پلو شے فیل ہو جائے اور وہ اسے اس ایجنسی سے کہیں دور پھینک آئے۔
سو مس تانیہ آپکو ریس لگانی ہے ہمارے آفسیر کے ساتھ۔
اس نے اپنی ایجنسی کے سب سے بیسٹ ایٹھلیٹ کو اشارہ کیا۔
باقی سب حیران تھے مگر بولے کچھ نہیں۔
یہ سپاہی عمر ہیں۔ آپ کو ان کے ساتھ ریس لگانی ہے۔
مقصد اسے جتاننا تھا کہ اسکی ریس سپاہی کے ساتھ کروا رہا ہے تاکہ وہ کچھ تو اچھا کر دکھائے۔ یہ پلو شے
کی سوچ تھی۔
مگر میجر حیدر کا دماغ کچھ اور سوچ رہا تھا۔ وہ اس مشن کو پلو شے کے ہاتھوں برباد نہ کر سکتا تھا۔
ریس سٹارٹ ہوئی اور عمر پلو شے سے پندرہ منٹ پہلے پہنچ گیا۔
یہ بھی بہت بڑی اچیو منٹ تھی۔ پلو شے صرف پندرہ منٹ لیٹ تھی۔
مگر یہ بات میجر حیدر کو کون سمجھاتا۔
اس میں آپ فیل ہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سوئی منگ ٹیسٹ۔

اس بار اسکے ساتھ ایک لیڈی تھی۔

یہ پلو شے کے ساتھ چیئنگ تھی۔ کیونکہ وہ تھک چکی تھی۔ اور اسکی کمپیٹنٹ بالکل فریش تھی۔
مگر وہی ڈھاک کے تین پات۔

وہ اسے ہرا رہا تھا مگر پلو شے کے چہرے پر غصے کی رمت تک نہ تھی۔

یہ میجر حیدر کے لیے ہار تھی۔

سوئی منگ میں وہ صرف دو منٹ پیچھے تھی۔

وہ مسلسل اسکا ضبط آزما رہا تھا مگر پلو شے تھی کہ ڈھیٹ بنی اسکے سامنے کھڑی تھی۔

اسے ان تینوں پر بھی غصہ آ رہا تھا بھلا تین دن میں اتنا زیادہ اور اتنے اچھے سے سکھانے کی کیا ضرورت تھی۔

کیا رپورٹ ہے؟؟؟

بلو ٹوتھ لگائے وہ گالف کھیلنے میں مصروف تھا۔

سر نظر رکھی جا رہی ہے۔

ہممم جیسے ہی کوئی گڑبڑ محسوس ہو دوسرے پل کی مہلت مت دینا۔

او کے سر۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے اپنے جال میں پھنساؤ اور کوئی کمزوری ڈھونڈو۔ جس کمزوری کی وجہ سے وہ ہمارے ہاتھوں کی کٹھ پتلی بنی رہے۔

اوکے گڈ۔۔۔

کال بند کرتے اسکے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ تھی۔

کوئی اسکے ہاتھوں سے نکل جائے ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔

ردالائی بریری آگئی۔ پین کلر لے کر وہ آرام سے بیٹھی تھی۔

ہائے۔۔۔۔

میں یہاں بیٹھ جاؤں اگر آپ۔۔۔۔

جی جی آپ پلیز بیٹھیں۔

وہ ایکچوئی لی مجھے نوٹس کمپلیٹ کرنے تھے تو میں نے سوچا آج سے شروع کر لیا جائے۔

جی جی بالکل۔

ردا بالاج کے سامنے کنفیوز ہو رہی تھی۔

جبکہ بالاج اسکی حالت سے بے خبر بیٹھا نوٹس سڈی کر رہا تھا۔

بہت اچھے نوٹس بنائے ہوئے ہیں آپ نے۔

تھینکس۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر بالاج اس سے نوٹس کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا رہا۔ ردا نے بھی خود کو کمپوز کر لیا اور اسے بتاتی رہی۔

تھینک یو آپ نے سچ میں میری بہت ہیلپ کی ہے۔
اٹس مائی پلیجر۔

بالاج وہاں سے چلا گیا جبکہ ردا اسکے بارے میں سوچ کر من ہی من مسکراتی رہی۔
وہ بیٹھی پڑھ رہی تھی کہ اسے سیٹی بجانے کی آواز آئی۔

وہ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ یہ کون ہے جسے لائی بریری کے مینرز کا نہیں پتا۔ اور
لائی بریری ن بھی اسے کچھ نہیں کہہ رہے۔

وہ چلتی ہوئی اوپر آگئی۔

ایکسیوز می شاید آپ پہلی مرتبہ لائی بریری آئے ہیں جو آپ کو معلوم نہیں کہ لائی بریری میں خاموشی سے
بیٹھتے ہیں۔

جی مجھے۔۔۔۔

تم۔۔۔

تم تم یہاں بھی پہنچ گئی چین نہیں کیا تمہیں۔ گاڑی میری کاستیاناس تو کر دیا ہے اب یہاں بھی بد
روحوں کی طرح میرے پیچھے پڑی ہو۔

دیکھو تم لمٹ کر اس کر رہے ہو۔

اوہ رئی یلی اور تم کیا کر رہی ہو ہاں۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

طیب ہاتھ نچا کر بولا۔

اس سے پہلے کہ وہ جوابی کارروائی کرتی اسکی نظر اندر داخل ہوتے بالاج پر پڑی۔
تمہیں تو میں دیکھ لوں گی۔

مت دیکھنا کوئی کالی بلی میرا راستہ کاٹے مجھے بالکل پسند نہیں۔

تم۔۔۔۔۔ ہونہ مجھے تمہارے منہ ہی نہیں لگنا۔

وہ غصے سے وہاں سے چل دی۔

مس تانیہ آج میں آپکو شوٹنگ سکھاؤں گا۔ اور کل ٹیسٹ لوں گا۔ یاد رہے آپ صرف آج ہی سیکھیں
گی۔ حیدر اسے گن چلانا سکھا رہا تھا۔

گن دیکھ کر پلو شے کے ماتھے پر پسینہ آیا۔ مم میں گن نہیں سیکھوں گی۔

کیوں نہیں سیکھیں گی اور کس خوشی میں نہیں سیکھیں گی۔

حیدر تپ ہی تو گیا۔ اس لڑکی کے نخرے ختم نہیں ہو رہے تھے۔

پکڑو یہ گن۔۔۔۔۔

نہینننن۔ ام کو نہیں چلائی۔ ام کو مت مارنا۔

وہ کانوں پہ ہاتھ رکھے چیخ رہی تھی۔

حیدر بنا اسکے لفظوں پر دھیان دیے غصے سے باہر چلا گیا۔

کیپٹن فراز مس خان کو شوٹنگ سکھائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ غصے سے کہتا وہاں سے چل دیا۔
فراز اسکے رویے پر حیران ہوتا شوٹنگ روم کی طرف گیا۔
جہاں پلو شے سر گھٹنوں میں دیے رونے میں مصروف تھی۔
پلو شے ---

ام کو مت مارنا ---

وہ سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔
کوئی نہیں مار رہا ریلیکس ---

فراز اسکی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھی۔ ایسا کیا ہوا۔
تم ڈرو نہیں یہ پانی پیو۔
وہ مسلسل رو رہی تھی۔ علیینہ اور ثانیہ بھی نہ تھیں کہ وہ اسے سنبھال لیتیں۔
پانی پی کر وہ تھوڑا حواسوں میں لوٹی۔
تم جا کر ریسٹ کر لو۔

پلو شے چپ چاپ وہاں سے چلی گئی۔
جبکہ فراز سوچتا رہ گیا۔ کچھ تو تھا جو غلط ہوا تھا۔
تبھی اگلی صبح وہ اسکے کمرے کے باہر موجود تھا۔
گڈ مارنگ ---

گڈ مارنگ -- کل کی نسبت آج پلو شے کافی بہتر تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

واک پر چلیں۔

واک یاریں؟؟؟

پلو شے منہ بنا کر بولی۔

او کے بابا واک۔

وہ ہنستے ہوئے بولا۔

وہ دونوں باہر نکل گئے۔

پلو شے کو شہروز خان کی کال آگئی۔ سو وہ ان سے اور زر گل بیگم سے بات کرنے لگی۔

اس دوران فراز بالکل خاموش تھا۔

ایک بات پوچھوں تم سے۔

پلو شے نے کال بند کی تو فراز پتھر کو ٹھوکر مارتے ہوئے بولا۔

پوچھو۔

تم مری میں کیوں آئی ہو؟؟؟

یہ کیسا سوال ہے ہر کوئی گھومنے آتا ہے ام بھی تو گھومنے آیا ہے نہ۔ تم نے کیوں پوچھا۔

کیونکہ سب یہاں گھومنے انجوائے کرنے آتے ہیں مگر تم کسی سے بھاگ کر آئی ہو۔

پلو شے اسکی سوچ پر حیران رہ گئی۔

وہ کنفیوز نہیں تھا پورے یقین سے کہہ رہا تھا۔

پلو شے اسے دیکھ کر رہ گئی وہ اتجفنی والوں کے دماغ تک نہ پہنچ سکتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کہہ دیئے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

وہ اب بھی اسے نہ دیکھ رہا تھا۔

چلو چل کر ناشتہ کرتے ہیں۔

وہ اسے ایک چھوٹے سے چائے کے ہوٹل پر لے آیا۔

ناشتہ کرتے بھی وہ پلو شے کی بے چینی نوٹ کر رہا تھا۔ مگر اسے ہمت جٹانے کے لیے وقت دے رہا تھا۔

پھر پلو شے نے اپنی کہانی اسے سنانی شروع کی۔

وہ چپ بیٹھا اسے سن رہا تھا۔

جس کہانی میں تھے شہروز خان زرگل بیگم پلو شے اور جہانگیر خان۔۔۔۔۔

میر منزل اسلحہ خریدنے کے لیے گیا ہوا تھا۔

یہ بلٹ پروف ہے نہ۔

وہ جیکٹ الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

جی صاحب ایک دم فرسٹ کلاس جیکٹ ہے دس گولیاں بھی لگ جائیں نہ تو کوئی پرواہ نہیں۔
کیا سچ میں۔

وہ ابھی بھی بے دلی سے دیکھ رہا تھا۔

چی صاحب سوٹکا سچ بول رہا ہوں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہممم پہنوزا اسے۔

میر منزل نے وہ جیکٹ دکاندار کو پکڑائی۔

اس نے وہ جیکٹ پہنی۔

یہ دیکھیں صاحب ایک دم اصلی مال۔۔۔۔

ٹھاہ

دکاندار کی بات ابھی پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میر منزل نے گولی چلا دی۔

وہ جھٹکا کھا کر پیچھے لگا۔

صص صاحب بی یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟؟

دکاندار کا سانس سوکھ گیا۔

تم نے ہی تو کہا اصلی مال ہے۔ تو اسکی کوالٹی چیک کر رہا تھا۔

میر منزل نارمل انداز میں بولا۔

مگر صاحب ایسا کون کرتا ہے۔

دکاندار ابھی تک خوفزدہ تھا۔

تو کیا میں خود پر گولی چلا کر چیک کرتا؟ ایڈیٹ۔۔۔

اچھا ہے یہ جیکٹ پانچ پیک کر دو۔

کہتے ہی وہ وہاں چل دیا۔

جبکہ دکاندار اسکے پاگل پن کو دیکھ کر سمٹ سا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے کے ماضی کا سن کر فراز کو بہت دکھ ہوا تھا۔ یہ سوچ تو اور بھی تکلیف دہ تھی کہ پلو شے طلاق یافتہ ہے۔

اسے اس شخص پر بے پناہ غصہ آیا تھا جس نے اسکے ساتھ اتنا ظلم کیا تھا۔

وہ اسے احساس چھپانے کی ٹریننگ دے رہا تھا۔ مگر وہ تو پہلے ہی سے اتنا بڑا درد چھپائے پھر رہی تھی۔ دوسروں کو لا جواب کر دیئے والا کیپٹن فراز آج اس لڑکی کے سامنے بولنے کی صلاحیت سے جیسے محروم ہو گیا تھا۔

وہ سچ میں بہت بہادر لڑکی تھی۔

چلو آج میں تمہیں ایک اور چیز سکھاتا ہوں۔

وہ اسے بہلانے کو بولا۔

مگر ٹریننگ۔۔۔

وہ بھی ہو جائے گی تم چلو میرے ساتھ۔

وہ اسے زبردستی لے گیا۔

ہال میں لے جا کر اس نے پلو شے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔

یہ کیا کر رہے ہو؟؟؟

شششش آج ہم دو چیزیں سیکھیں گے۔

اور سب سے پہلی چیز ہے ڈر کو قابو میں کرنا۔

وہ اسے ٹیبل کی جانب لے آیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جیسے ہی پلو شے کا ہاتھ وہاں پڑی چیزوں پر پڑا وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

نن نہیں فرازام سے نہیں ہو گا۔

چپ بالکل چپ۔

پتا ہے میرا منزل کون ہے۔

جس نے اپنے لاڈلے گھوڑے کو صرف اس بات پر گولی مار دی کیونکہ وہ زخمی ہونے کی وجہ سے ہار گیا تھا۔

پلو شے تھوڑی ریلیکس ہوئی۔

وہ --- وہ انسان ہے جس نے داتا دربار میں بلاسٹ کیا۔

پلو شے اس کی باتوں پر دھیان دیئے لگی۔

ایک بار ایک بچہ تھا بارہ سال کا۔ اس نے اسے جنت کی راہ دکھائی۔ اور اسکے ننھے جسم کے ساتھ ہم باندھ دیا۔

پلو شے کا ہاتھ گن کی جانب بڑھا تھا۔

ایک لڑکی جس نے اسکے خلاف اپنے بھائی کو مارنے کی رپورٹ کروائی۔ لگے دن اسکی لاش جنگل سے ملی جسے کئے نوچ کر کھا رہے تھے۔

اب کہ پلو شے کی گرفت سخت ہو گئی تھی گن پر۔

ایک سکول بس پر اس نے فائی رنگ کروائی تاکہ حکومت اسکے بندے واپس کر دے۔ اور جانتی ہو ان

بچوں کی ڈیڈ باڈیز بھی پوری نہیں ملی تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھاہ

پلو شے نے گن چلا دی۔

اور پے در پے کئی وار کر ڈالے۔ یوں جیسے میر منزل اسکے سامنے ہو اور وہ اسکے جسم میں یہ گولیاں اتار رہی ہو۔

فراز چپ ہو گیا تھا اور خاموشی سے اسکا یہ جنون دیکھ رہا تھا۔

خالی پسٹل اس نے ٹیبل پر پھینک کر پٹی اتاری۔

ام سے زیادہ تکلیف دہ کہانیاں ہیں لوگوں کی۔ ام ان کے لیے میر منزل سے ضرور لڑے گا۔ پلو شے کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

فراز نے اسے نشانہ بازی سکھائی۔ کچھ اسکے جنون کا دخل تھا اور کچھ وہ نشانے بازی میں اچھی تھی۔

تبھی چار گھنٹوں کی محنت کے بعد وہ زبردست نشانہ لگا رہی تھی۔

ا م مسم پلو شے تماری سننے کی اور محسوس کرنے کی حس کتنی تیز ہوئی ہے۔

اچھی ہوگئی ہے ام کو آواز سے اسکی ڈائی ریکشن کا پتا چل جاتا ہے۔

اوہ دیٹس گریٹ۔۔۔ ایسا کرو آنکھوں پر پٹی باندھو۔

کیوں؟؟؟

باندھو تو سہی۔

ہمم اب میں جہاں جہاں آواز پیدا کروں گا تم نے وہاں وہاں نشانہ لگانا ہے۔

ٹھیک ہے ام تیار ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پہلے فراز نے ایک جگہ پر آواز پیدا کی۔ پھر دو تین چار اور ساتھ وہ بڑھاتا جا رہا تھا۔
گریٹ۔

تم بہت جلدی سیکھ رہی ہو۔ مجھے خوشی ہے میری سٹوڈنٹ بہت لائی ق فائی ق ہے۔
ہاں وہ تو ہے لیکن اگر تم ام کو وہ نیند سے جگا کر سننے کا ٹریننگ نہیں دیتا تو ام آج اتنا اچھا نشانہ نہ
لگا پاتا۔

پلو شے کے چہرے پر کامیابی کی خوشی تھی۔

کیا بات ہے ردا تمہارا موڈ کیوں خراب ہے؟؟؟

سارہ کافی پیٹے بولی۔

وہ خود کو سمجھتا کیا ہے آخر میں اسکا منہ توڑ دوں گی۔

سارہ کو اچھو لگا۔

تم بالاج راٹھور کی بات کر رہی ہو؟؟؟

سارہ کو صدمہ لگا۔

نہیں اس کی بات پر نہیں وہ ایک اور ڈھیٹ انسان یونیورسٹی میں آگیا ہے۔

وہ منہ بنا کر بولی۔

ہینڈسم ہے کیا؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

سارہ اللہ کے واسطے اس انسان سے تم بات بھی کرنے کی کوشش مت کرنا۔ کرش آنا تو بہت دور کی بات ہے۔

ایک تو تمہیں ہر انسان سے ہی مسئی لہ ہے۔

سارہ بھی کافی پیٹنے میں مصروف ہوگئی۔

جبکہ شناع حسب معمول ان دونوں کی باتوں سے لاپرواہ پیٹ کا دوزخ بھرنے میں مصروف تھی۔

او کے مس تانیہ۔

کال می مس خان۔

بٹ آئی ٹولڈیو۔

سواٹ مائی نیم از پلوشے خان ناٹ تانیہ۔ اینڈ سٹریجرز کال می جسٹ مس خان۔

پلوشے بے رخی سے بولی۔ جب وہ بے اعتنائی برت رہا تھا تو کوئی اسکے دل کو بھی آگ نہیں لگی ہوئی تھی۔

محجر حیدر نے اسے ایک نظر دیکھا۔ منہ میں اسکے زبان آگئی تھی۔ اور ضرورت سے زیادہ ہی چلتی بھی تھی۔

مس تانیہ گن اٹھائی یں اور نشانہ لگائی یں۔

کل حیدر غصے میں چلا گیا تھا مگر پھر جب ٹھنڈے دماغ سے سوچا تو خود کو کوسا۔ اسے نکالنے کا وہ گولڈن چانس مس کر آیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی اس نے دن بارہ بجے کال کر کے اسے بلا لیا۔

یہ اسکی بد قسمتی تھی کہ تب تک پلو شے نے مزید پریکٹس کر کے اپنے شوٹنگ ٹھیک کر لی تھی۔

میجر حیدر طنزیہ مسکرا رہا تھا کہ اب وہ ڈر کر پھر کل کی طرح کرے گی۔

مگر یہ کیا پلو شے فل کانفیڈنس سے گن لیے نشانے لگا رہی تھی۔

سامنے دیکھتے ہوئے وہ پیچھے کی سمت کا نشانہ لگا رہی تھی۔

اور حیدر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ کل نائک کر رہی تھی کیا؟؟؟ کوئی ایک دن میں کیسے بدل سکتا ہے مھلا؟؟؟

تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟؟؟

حیدر نے اسکے بازو سے اسے زور سے پکڑا۔

کیا مطلب ہے آپکا مسٹر حیدر۔

یہ سب کیا ڈرامہ ہے۔

وہ خونخوار تیور لیے بولا۔

میں وہی کر رہی ہوں۔ جس کے لیے میں یہاں موجود ہوں۔ وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر دوہو بولی۔

یہ سب تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔

وہ جھٹکے سے اسے دور کرتا تن فن کرتا وہاں سے جا چکا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے میجر حیدر کیا تمہاری گھٹیا سوچ کی مجھے خبر نہیں۔ تم مجھے ہرا نہیں سکتے۔

وہ بے دردی سے آنسو پونچھتے وہاں سے نکل گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہر گزرتے دن کے ساتھ ردا کا دل اس سے بغاوت کرتا جا رہا تھا۔
وہ بالاج راٹھور کے سحر میں جکڑتی جا رہی تھی۔
مگر دوسری طرف اسکی اور طیب کی دشمنی بھی عروج پر تھی۔
کوئی بھی دن ایسا نہ گزرتا تھا جب انکی تکرار نہ ہوتی تھی۔

پلو شے نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب حیدر کے سامنے کم سے کم ہی جائے گی۔
مگر دوسری جانب حیدر بھی سوچ چکا تھا کہ وہ پلو شے کو واپسی کا راستہ دکھائے گا۔
اسی لیے حیدر نے ٹریننگ کا ذمہ اپنے سر لے لیا۔
اور وہ جو سمجھ رہی تھی کہ پہلے کی ٹریننگ مشکل تھی۔
اب اسکو سچ میں دانتوں پسینہ آگیا تھا۔
مس تانیہ ایلے بیٹھیں۔

مجھے دیکھیں میں کیسے بیٹھا ہوں۔ آپکو دیکھ کر تو ایلے لگ رہا جیسے کسی جانور کی کھال کرسی پر دھری ہو۔
اور پلو شے چڑ کر سیدھی بیٹھتی۔ مگر ایلے بیٹھ بیٹھ کر اسکی کمر اکڑ جاتی۔
وہ ہاتھ سے بریانی کھا رہی تھی۔ تبھی اس نے کانٹا اسکے ہاتھ پر مارا۔
آؤچ یہ کیا بد تمیزی ہے۔

فورک استعمال کریں اور ساتھ میں نائی ف۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر۔۔۔

نو اگر مگر۔۔۔

اسپیگھی ہیں یہ چائی نیز ڈش۔ چائی نہ میں چوپ سٹک استعمال ہوتے ہیں۔

مگر میں پاکستان میں ہوں اور میں نے چائی نہ نہیں جانا۔

سو واٹ ٹریننگ میں دے رہا ہوں میری مرضی چلے گی۔

آپ کے حکم مان کر تو میں بھوکی رہ جاؤں گی۔

تو کیا آپ کو بھوک کنٹرول کرنا نہیں آتا کیا؟؟؟

مگر میجر حیدر۔۔۔

فوج میں اگر مگر کی کوئی گنجائی ش نہیں ہوتی۔

پلو شے دانت پیس رہ گئی۔

فراز علیہ اور ثانیہ سوائے اسکی حالت پر رحم کھانے کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔

مس ثانیہ کل آپ میرے ساتھ ڈنر کریں گی۔ اور ایک بات اور اچھے سے تیار ہو کر آئی لے گا۔

پلو شے نے تیاری پر خوب محنت کی تھی۔

بلیک فراک پہنے وہ بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

آرام آرام سے وہ سیرھیاں اتر کر آئی۔

یہ کیسا ڈریس پہنا ہے مس۔۔۔؟؟؟

حیدر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں کیا ہوا امارے ڈریس کو۔

کیا آپ کو نہیں پتا کہ ڈنر پر جانے کے لیے کیسے ڈریسز پہنتے۔

آپ کو کیا مس ئی لہ ہے میجر حیدر۔ ام ایلے ہی کپڑوں میں کمفرٹیبل ہوتا ہے۔

وہ بھی غصے سے بولی۔ احساس ہتک سے اسکا چہرہ تپ رہا تھا۔

جاؤ اور چلیں کرو۔

ام نے آپکے ساتھ نہیں جانا۔ تن فن کرتی وہ کمرہ نشین ہو گئی۔

حیدر بھی غصے سے وہاں سے چل دیا۔

اس لڑکی نے اسکا اچھا خاصا موڈ خراب کر دیا تھا۔

مگر آج اسکا دن بھی خراب تھا۔

پلو شے کو کرنل حماد نے کال کی تھی۔ جواباً اس نے بھی ساری بھڑاس نکالی تھی۔

کرنل حماد نے اس وقت تو اسے کچھ نہ کہا تھا مگر لگے دن دونوں کا بلا لیا تھا۔

ہاں تو اب بتائی میں کیا مس ئی لہ ہے۔

یہ مس ئی لہ ہے۔

دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کرنل حماد حیران ہو گئے۔ وہ دونوں ہی بچپنا دکھا رہے تھے۔

او کے اب بتائی میں کیا بات ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سر اسکا بی ہیوئی یرنان سیریس ہے۔ یہ کچھ بھی اچھے سے سیکھ نہیں رہی۔ نہ ہی یہ میری کوئی بھی بات مانتی ہے۔

حیدر شکایتی انداز میں بولا۔

یہ جھوٹ بول رہے ہیں سر بلکہ یہ تو۔۔۔۔۔

پلو شے نے انہیں ساری بات بتائی۔

جیسے جیسے وہ بتاتی جا رہی تھی حیدر کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔

ہممم تو آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہیں گے میجر حیدر۔۔۔؟؟؟

کرنل حماد غصے سے بولے۔

وہ سر میں۔۔۔

کیا میں جب میں نے آپکو کہا تھا کہ پلو شے آپکی ذمہ داری ہے تو پھر یہ سب کیا ہے؟؟؟

ام سوری سر۔

حیدر شرمندگی سے بولا۔ مگر دل ہی دل میں وہ پلو شے کی گردن اڑا دیئے کے منصوبے بنا رہا تھا۔ جسکی

زبان بند نہیں ہوئی۔

اوکے میجر حیدر اس سے زیادہ ضروری کام آپ کر رہے تھے۔ آپ وہی کریں۔ آپ کو اس کیس سے

الگ کر دیتا ہوں میں۔

سر آپ ایسا کیسا کر سکتے ہیں۔ حیدر بوکھلا گیا۔

ہممم دس ازلاست وارنگ۔ وہ تنبیہی انداز سے بولے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر سر ام ان سے نہیں سیکھنا چاہتا ام کیپٹن فراز سے ہی ٹریننگ لے گا۔
پلو شے ناراض لہجے میں گویا ہوئی۔

او کے بیٹا جیسے آپ کمفرٹبل فیل کریں۔

پلو شے نے شکر کا سانس لیا کہ اس جلاذ کا سایہ اس پر سے ہٹا۔

وہاں سے وہ دونوں کھانا کھا کر نکلے۔

بیٹھو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔

امارے پاؤں سلامت ہیں۔ بے رخی سے کہتی وہ پیدل چل دی۔

ویلے بھی وہ ایک ہفتے سے فراز کے ساتھ پیدل مارچ ہی کر رہی تھی۔

سوا بھی بھی وہ پیدل ہی چل دی۔

صرف پانچ دن رہ گئے تھے پلو شے کو میر منزل کے سامنے لانے میں۔ وہ لوگ اسے کیا سکھارہے تھے کیا

نہیں۔ حیدر اس بات سے انجان تھا۔

بالآخر وہ دن آ ہی گیا جب پلو شے کو میر منزل سے ملنا تھا۔

وہ باڈی گارڈز کے ہمراہ گاڑی میں گئی تھی۔

سر بیرئی یرگے ہوئے ہیں شاید آگے سے روڈ خراب ہے۔

او کے گاڑی موڑ لو۔

میر منزل اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

واٹ دا ہیل؟؟؟

کسی نے اسکی گاڑی کو زور سے ہٹ کیا تھا۔

شاید کسی کی موت لکھی تھی۔ جو میر منزل کی گاڑی کو ہٹ کیا ہے۔

ڈرائیور نے دماغ میں پہلی سوچ یہی آئی تھی۔

اسکے گارڈز نے فوراً گاڑی کو گھیر لیا تھا۔

مگر جو بھی کوئی تھا وہ گاڑی کا شیشہ نیچے نہ کر رہا تھا۔

سروہ گاڑی لاک کر کے بیٹھا ہے۔

اسکے گارڈز نے آکر اسے آگاہ کیا۔

لگتا ہے اسے اپنی زندگی پیاری نہیں ہے۔

میر منزل غصے سے گاڑی سے نکلا۔

اس نے پستل کا رخ گاڑی کی طرف کیا۔

قرب تھا کہ وہ ٹریگر دبا دیتا گاڑی کا شیشہ نیچے ہوا تھا۔

اور اندر بیٹھی ہستی کو دیکھ کر میر منزل کے ہاتھ لرز گئے تھے۔

پستل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی۔

اسکے گارڈز حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

وہ میر منزل جس کے ہاتھ کبھی لوگوں کی جان لیتے ذرا نہ کانپے تھے۔ آج وہ خود کانپ گیا تھا۔

اس نے گاڑی میں بیٹھے ہی چیک نکال کر میر منزل کی جانب بڑھایا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی ایک اور گاڑی آئی تھی۔

اس میں سے ایک آدمی گاڑی کے ہمراہ عجلت میں اتر۔

وہ تانیہ بے بی آپ ٹھیک تو ہیں نہ۔ اور یہ لوگ۔

آنے والے آدمی کے گاڑی نے گنز میر منزل اور اسکے گاڑی پر تان لی تھیں۔

تانیہ گاڑی سے اتری تھی۔

میری گاڑی کا نقصان ہوا ہے خان مجھے یہ گاڑی دوبارہ نہ دے۔

گاڑی کے جھرمٹ میں وہ مغرور چال چلتی دوسری گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

اور منزل تو سکتے کی کیفیت میں چلا گیا۔

وہ اسکے سامنے وہاں سے چلی گئی اور وہ کھڑا دیکھتا رہا۔

اسکے پیچھے ہی دوسری گاڑی بھی چلی گئی۔

میر منزل کے گاڑی حیران تھے یہ دیکھ کر کہ کوئی میر منزل کا نقصان کر کے زندہ اور صحیح سلامت واپس

چلا گیا تھا۔ مگر میر منزل کی یہ حالت ناقابلِ فہم تھی۔

وہ بہت شاکد سا واپس جا بیٹھا تھا۔

گھر جا کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے صنم۔

وہ اسکی صنم کی شادی کی تصویر تھی جس کے سامنے وہ جا کھڑا ہوا تھا۔

ایک بار پھر وہ چہرہ اسکے سامنے آگیا تھا۔ اور ساتھ ہی ماضی کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بیٹھا کوئی فائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک کسی نے اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔

تم جانتی ہو میں تماری آہٹ سے ہی تمہیں پہچان جاتا ہوں۔

وہ محبت سے اسکے ہاتھ ہٹاتا ہوا بولا۔

افوہ میرو کبھی تو سرپرائی زڈ ہو جایا کرو۔

صنم نروٹھے انداز میں بولی۔

جاناں میں اب جھوٹ تو نہیں بول سکتا نہ۔ اسپیشلی تم سے تو بالکل بھی نہیں۔

ہاؤ کیوٹ مگر میں امپریس نہیں ہوئی۔

چلو ہم نے شاپنگ پر جانا ہے۔

مگر میں ضروری کام کر رہا ہوں۔

ہاں تو کیا ہوا میرے لیے سب سے ضروری میری شادی کی شاپنگ ہے۔ تو مسٹر منزل داگریٹ اینڈ

موسٹ سکسیس فل بزنس مین چلیں اور میرے ڈرائیور اور باڈی گارڈ کی خدمت سرانجام دے کر اس

بات کو اپنے لیے اعزاز مانیں کہ میں آپکو خدمت کا موقع دے رہی ہوں۔

مگر صنم۔۔۔۔

وہ ہمیں یاد کرتے ہیں فرصت کے لمحات میں

مگر یہ سچ ہے کہ انہیں فرصت نہیں ملتی

اوکے بابا جو حکم میڈم کا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مام میں اور میرو شاپنگ کے لیے جارہے ہیں۔

او کے بیٹا شکر ہے تمہیں یاد تو آیا تین دن رہ گئے ہیں اور تم لوگوں کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔

خالہ جانی فکر مت کریں آپ آپکی شہزادی کے شایانِ شان ہی ہو گا سب۔

اچھا خیر سے جاؤ۔

رفعت انہیں کہہ کر کاموں میں مصروف ہو گئی ہیں۔

میر منزل کی ماں اسے جہنم دیتے وقت ہی دنیا سے چل بسیں۔

رفعت اور سکینہ کا بہن اور جیٹھانی کا دہرا رشتہ تھا انکا۔ سوان کے بیٹے کو رفعت نے کلیجے سے لگا کر رکھا۔

میرو چھ سال کا تھا جب انکی گود میں ننھی سی صنم آئی۔

میرو کو تو جیسے کوئی پسندیدہ کھلونا مل گیا تھا۔ وہ ہر وقت اسے اٹھائے پھرتا تھا۔

میر منزل کے والد میر خاقان منزل پر سوتیلی ماں نہ لانا چاہتے تھے سوانہوں نے دوبارہ شادی نہ کی۔ کچھ بیوی سے محبت اس قدر تھی کہ کسی اور کو وہ جگہ نہ دے سکتے تھے۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا میر منزل کے لیے ننھی سی صنم لازم ہوتی جا رہی تھی۔

اسکی اس قدر دیوانگی کو دیکھتے ہوئے میر خاقان اور میر اذہان نے ہمیشہ کے لیے صنم کو میر منزل کے نام کر دیا۔

مگر وہ دونوں ہی ان کی خوشی نہ دیکھ پائے تھے۔ اور ایک دن میٹنگ کے لیے جاتے ہوئے انکی گاڑی ٹرک کی زد میں آگئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایکسیڈنٹ اس قدر شدید تھا کہ دونوں بھائی موقع پر ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔
میر منزل اس وقت میٹرک کا اسٹوڈنٹ تھا جبکہ صنم فورتمہ سٹینڈرڈ میں تھی۔

رفعت کا صدمے سے برا حال تھا۔ پہلے بہن اور اب شوہر اور بھائی باپ جیسے جیٹھ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

انکے قُل ہونے کی دیر تھی کہ لوٹے والوں کا تانتا بندھ گیا۔
جانے کہاں کہاں سے قرضدار آں دھمکے جن کا پہلے نام و نشان بھی نہ تھا۔
رفعت عدت میں تھیں کچھ کر نہ سکتی تھیں۔ تب میر منزل ہی اس گھر کا بڑا بن گیا۔
وہ بیک وقت رفعت صنم اور بزنس تینوں کو سنبھال رہا تھا۔
اسے مشکل پیش آرہی تھی مگر جہاں کچھ برے لوگ تھے وہیں کچھ اچھے بھی تھے۔
میر گروپ آف کمپنیز کے منیجر منزل کے سرپرست بن گئے۔

جنہوں نے میر منزل کو بزنس کے داؤ پیچ سکھائے۔ انہوں نے ہی اسے اس قدر مضبوط کیا کہ وہ ہر ایک کو منہ توڑ جواب دے سکے۔

ایک ہفتے کے نقصان کو پورا کرنے کے لیے اسے پورے دو سال گئے۔ اسکے بعد ہی اس نے دوبارہ پڑھائی شروع کی۔

مگر اس دوران رفعت کو بزنس کے ہر معاملے میں شامل کیا تاکہ کسی اور برے وقت میں وہ بزنس سنبھال سکیں۔

صنم نہایت لاڈلی اور ضدی تھی۔ مگر اس سب کے باوجود میر منزل نے زبردستی اسے بزنس میں گھسیٹا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے لیے ایک ہی ٹھوکر بہت تھی۔ انکی کی پڑھائی مکمل ہوتے ہی رفعت نے انکی شادی کی تیاری شروع کر دی تھی۔ ایک ہفتہ پہلے انکا نکاح ہوا تھا اور اب پورے رسم و رواج سے انکی رخصتی ہونی تھی۔ بالآخر وہ دن بھی آن پہنچا۔ جس کا میر منزل اور صنم نے بے صبری سے انتظار کیا تھا۔ وہ دولہا بنا اسے اپنے سنگ لے جانے آیا تھا۔ وہ دن انکی زندگی کا سب سے خوبصورت دن تھا۔ لگے دن ولیمہ تھا۔ وہ پریوں کی ملکہ کی سی شان سے اسٹیج پر بیٹھی تھی۔ اور اسکے ہمراہ بیٹھا کوہ قاف کا شہزادہ۔

مگر میر منزل کا دل بے چین تھا۔ نجانے کیوں مگر اسکا دل گھبرا رہا تھا۔ اپنی بے چینی دور کرنے کے لیے وہ صنم کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔ کیا ہوا میرو پریشان لگ رہے ہو؟؟؟ صنم پریشان ہو گئی تھی۔ ایسی کوئی بات نہیں جاناں بس آج تھوڑا سا عجیب لگ رہا ہے۔ بابا ہا سیرلسلی شرمنا تو مجھے چاہیے اور گھبرا تم رہے ہو۔ ہی ہی بہت ہنسی آرہی ہے تمہیں دیکھ لوں گا تمہیں میں۔ اوہ اچھا۔

ہم کو ملی ہیں آج یہ گھڑیاں نصیب سے
جی بھر کے دیکھ لیجیے ہم کو قریب سے
پھر آپ کے نصیب میں یہ رات ہو نہ ہو

CLASSIC URDU MATERIAL

شاید پھر اس جنم میں ملاقات ہو نہ ہو
صنم اسکے پاس بیٹھی شرارتاً یہ گنگنا رہی تھی۔

اور یہ تو اسکی عادت تھی۔ وہ موقع کی مناسبت سے شعریا گانے ڈھونڈ لیتی تھی۔
مگر اس وقت میر مرزل کو بالکل پسند نہ آیا تھا۔ گھٹن بڑھنے لگی تو وہ اٹھ کر باہر آگیا۔
صنم مسکراتے ہوئے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

کھلی ہوا میں آکر بھی اسے چین نہ مل رہا تھا۔ اوہ میرے اللہ میں یہاں کیوں آگیا۔ مجھے صنم کے ساتھ رہنا
ہے۔

خود کو کوستا وہ واپس اندر کی جانب بڑھا۔

مگر اچانک گولی کی آواز سن کر وہ جیسے ڈھے گیا۔
اسکا دل رک گیا۔

بمشکل قدم اٹھاتا وہ اندر کی جانب بڑھا۔

جہاں خوف و ہراس اور چیخ و پکار کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

اسکے دل نے جیسے اسے انہونی کا سگنل دیا۔

وہ پاگلوں کی طرح لوگوں کو دھکیلتا اسٹیج کی طرف بھاگا۔

قدم زنجیر ہو گئے۔ دل دھڑکنے سے انکاری ہو گیا۔ رفعت بالکل خاموش اس کے پاس بیٹھی تھیں۔
ساکت و جامد۔

اور وہ اسکی زندگی اسکی دلہن خون میں لت پت پڑی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

صص صصم ---صصم ---

اسکا سر اٹھا کر اس نے گود میں ڈالا۔

نن نہیں صصم نہیں تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ صصم نہیں ---

وہ دیوانا ہو رہا تھا۔

مم مجھے اچھے مم مرنے کا غم نہیں للل یکن

ہائے میں تت تجھ سے بب بچھڑ جاؤں گی

اسکی سانسیں ٹوٹ رہی تھیں۔

نہیں صصم نہیں مم میں تمہیں بچا لوں گا۔ پپ پلیر نہیں تم حوصلہ کرو۔

اس نے اسے بازوؤں میں اٹھایا۔

مم میرو ---

اسے بولے میں دقت ہو رہی تھی۔

میں بچا لوں گا۔ میں ٹھیک کر دوں گا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صصم ---

اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا جو بے جان ہوگئی تھی۔

اسکے ہاتھوں میں وہ دم توڑ چکی تھی اور وہ اسے بچا بھی نہ سکا۔

اسکی آوازیں بھی دم توڑ گئی تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسکی آواز اسکی مسکراہٹ یہاں تک کہ اسکا احساس بھی ساتھ ہی لے گئی تھی۔
پلو شے سارے راستے اپنے دھڑکنے دل کو قابو کرتی آئی تھی۔ میر منزل سے سامنا اسکے لیے بے حد مشکل
تھا۔

گاڑی سے نکلنے ہوئے اور چیک اسکے منہ پر مارتے وہ پوری جی جان سے کانپ رہی تھی۔
بمشکل وہ گھر آئی تھی۔ اس گھر میں وہ دو دن پہلے ہی شفٹ ہوئی تھی۔ جس میں اسے اب مشن مکمل
ہونے تک رہنا تھا۔

وہ آتے ہی صوفے پر گر سی گئی تھی۔
پانی۔۔۔

حیدر نے گلاس اسکی جانب بڑھایا۔
نجانے وہ وہاں کب آیا تھا۔ پلو شے نے غور کرنا مناسب نہ سمجھا۔
ڈرگئی ہو۔

وہ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے بولے۔
ہمممم۔۔۔

مگر تم نے اچھا پر فارم کیا۔
وہ آج بہت دھیمے لہجے میں بات کر رہا تھا۔
تاگہ پلو شے کا ڈر ختم ہو اور وہ تھوڑی ریلیکس ہو جائے۔

کیا آپ وہاں تھے؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے نے بے ساختہ اس سے سوال کیا۔

ہاں میں تھا اور ہر قدم پر ساتھ رہوں گا۔

پلو شے نے ایک نظر اسے دیکھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

تبھی وہ اٹھ کر وہاں سے کمرے میں چلی گئی۔ کچھ بھی تھا مگر اس شخص کے الفاظ اسے ہمیشہ پر سکون کر دیتے تھے۔

میر منزل نے اسے ڈھونڈنے کے لیے زمین آسمان ایک کر دیے تھے۔

مگر نہ اس نے ملنا تھا نہ وہ ملی۔

وہ پاگل ہوا جا رہا تھا۔

میر۔۔۔

وہ کال پر کسی کو سخت سست سنا رہا تھا۔ تبھی رفعت اسکے پاس آئی۔

کیا بات ہے کیوں اتنے پریشان ہو؟؟؟

خالہ جانی مجھے چین نہیں مل رہا میرا بس نہیں چل رہا میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں۔

بیٹا سراب کے پیچھے مت بھاگو۔ وہ چہرہ تمہارا نصیب نہیں ہے تبھی تو حاصل ہو کر بھی چھن گیا۔

نہیں خالہ جانی اس بار نہیں۔ پہلے میں کمزور تھا مگر اب میر منزل دنیا روند دیئے کی صلایت رکھتا ہے۔

اسکے لہجے میں غرور تھا۔

بیٹا کیا ظلم کرنے سے بھی کبھی سکون ملتا ہے کیا؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

رفت کا دل کٹتا تھا اسکو ظالم وحشی کے روپ میں دیکھ کر۔
ہاں ملتا ہے سکون مجھے لوگوں کو بھی ایسے ہی خون میں لت پت دیکھ کر۔
اور اب کی بار اگر وہ چہرہ میری زندگی میں واپس آیا ہے تو میں اسے ہر قیمت پر حاصل کر کے رہوں گا۔

ردا اور بالاج کی کافی انڈراسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔ وہ ہر وقت ہر جگہ ایک ساتھ پائے جاتے۔
ردا اپنی قسمت پر نازاں ہوتی۔ وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جو کسی چیز پر نظر ڈال دیں وہ ان کی ہو جاتی۔
ہاں البتہ طیب سے اسکی لڑائی یاں کم ہو گئی تھیں۔ وجہ سارہ تھی۔
کب ان دونوں نے ایک دوسرے کو پسند کیا اسے کچھ پتا نہ تھا۔ جلد ہی وہ دونوں منگنی کرنے والے
تھے۔

تبھی یونیورسٹی میں عجیب و غریب خبریں گردش کرنے لگیں۔
یونیورسٹی میں ڈرگز عام ہونے لگیں۔
کچھ پتا نہ چل رہا تھا کہ کون ہے اسکے پیچھے۔
ایک مہینہ یہ باتیں زبان زد عام رہیں مگر پھر جیسے ختم ہو گئی ہیں۔
کراچی فیسٹیول کی تیاریاں شروع ہوئی ہیں تو ردا سارہ اور شائع تینوں نے ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
ردا میں نے سنا ہے اس بار جو چیف گیسٹ آ رہا ہے وہ بہت ہی ہینڈسم ہے۔
اچھا کیا سچ میں؟؟؟

شائع کو فوراً دلچسپی محسوس ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہاں ہائے پتا نہیں کتنا ہینڈسم ہے وہ؟؟؟

شرم کرو سارہ منگنی ہونے والی تمہاری۔

ردا نے اسے شرم دلائی۔

ہاں تو کیا ہوا یا راب اچھی چیزوں کی بندہ تعریف بھی نہ کرتے۔

کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا۔

ردا کے سیل پر میسج وصول ہوا تو وہ وہاں سے چلی گئی۔

بالآخر وہ دن بھی آن پہنچا جس دن تقریب ہوئی تھی۔

لگتا ہے کوئی بڑی شخصیت آنے والی ہے تبھی اتنی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

سیکیورٹی سخت کر دی گئی تھی۔

ہر چیز اچھی طرح چیک کی جا رہی تھی۔

خدا خدا کر کے چیف گیسٹ کی آمد کا اعلان ہوا۔

سب کی نظریں اس راستے پر تھیں۔

وَأَوۡوُءُ-----

ایک ساتھ کئی آوازیں بلند ہوئی ہیں۔

وہ تھا ہی اتنا شاندار کہ لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اسے دیکھ کر مبہوت ہو گئے۔

شان بے نیازی سے چلتا ہوا وہ چیف گیسٹ کی مخصوص کرسی پر جا بیٹھا۔

سارہ یہ چھایا سحر ٹوٹا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب یہ ردا کہاں چلی گئی ہے اوفوہ اس لڑکی کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا۔ اتنا ہینڈسم بندہ اس نے دیکھا بھی نہیں۔

فنکشن سٹارٹ ہو چکا تھا۔ مگر ہر طرف ایک محسوس نہ کی جانے افراتفری کا سماں تھا۔ جیسا ایک بڑا دھماکہ ہونے والا تھا۔

اور چیف گکیٹ کی کرسی پر بیٹھا میر مزمل مسکراہٹ دبانے اس دھماکے کا انتظار کر رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ اپنے پلان پر عمل کر ڈالے میر مزمل نے انہیں انکار کر دیا۔

غداروں کا کچھ دین مذہب نہیں ہوتا۔ ان کے لیے کوئی سرحد معنی نہیں رکھتی۔ کچھ وفادار غداروں کا بھیس اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ غدار وفاداروں کا بھیس اوڑھ لیتے ہیں۔ جس طرح ایجنسی میں کچھ میر مزمل کے وفادار تھے اسی طرح میر مزمل کی پلٹوں میں بھی ایجنسی کے آفیسرز موجود تھے۔

کراچی جامعہ میں فیسٹیول ہو رہا تھا۔ اور اس تقریب کا مہمان خصوصی تھا میر مزمل۔ میر مزمل ملک کی جانی مانی شخصیت تھا وہ کہیں نہ کہیں مہمان خصوصی مدعو کیا جاتا تھا۔ مگر اس بار کچھ تو گڑ بڑ تھی۔

میر مزمل کا شیطانی دماغ کچھ تو گڑ بڑ سوچ رہا تھا۔ اس لیے ایجنسی کو الٹ رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جلد ہی اسکا پلان انکے سامنے آگیا تھا۔

جامعہ میں کچھ نامعلوم افراد جو میر مزمل کے ہی کارندے ہوتے اس پر حملے کی غرض سے گھسیں گے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بروقت اسے بچا لیا جائے گا۔

مگر وہاں افراتفری پھیلا دی جائے گی۔ اور اسی رش و شور میں کم از کم بیس پچیس لڑکیوں کو اٹھا لیا جائے گا۔ اور پھر وہ لڑکیاں اسمگل کر دی جائیں گی۔

وہ یقیناً لڑکیاں چن چکے تھے۔ کوئی تھا جو انہیں وہاں کی معلومات فراہم کر رہا تھا۔

سازش گھنآؤنی تھی اور اس قدر ہی خطرناک۔

اتجنسی کے لیے یہ ایک چیلنج تھا۔

تبھی پوری ٹیم کو آفس بلایا گیا تھا۔

ہمیں کچھ ایسا پلان کرنا ہو گا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

وہاں موجود سبھی لوگ اپنی اپنی رائے دے رہے تھے۔ مگر حیدر مسلسل پلو شے کو سوچنے میں مصروف تھا۔

ہر ایک کا پلان سنا جاتا اور پھر انکار ہو جاتا۔ کوئی بھی پلان فول پروف نہیں تھا۔

پھر کیا کیا جائے ایسا تو کوئی پلان سمجھ میں نہیں آ رہا۔ پلان ایسا ہونا چاہیے کہ میرے مزمل چاہ کر بھی کوئی تباہی نہ پھیلا سکے۔

کرنل حماد پریشانی سے بولے۔

ایسا پلان ہے سر۔

حیدر نے اب کہ اپنی خاموشی توڑی۔

ایسا کوئی پلان نہیں ہے میجر حیدر۔

آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ اتنا کہتے ہی وہ وہاں سے نکل گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے سو رہی تھی۔ جب اسکے اپارٹمنٹ کی بیل بجی۔
وہ بمشکل آنکھیں کھولتی دروازے تک آئی۔

میجر حیدر۔۔۔۔

حیدر کو دیکھ کر اسکی نیند بھک کر کے اڑ گئی۔

آپ یہاں؟؟؟

تم کیا ہر وقت سوتی ہی رہتی ہو؟

حیدر اندر آتا برہمی سے بولا۔

کوئی کام نہیں تھا تو اسلیے سوئی تھی۔

جواباً وہ بھی منہ بنا کر بولی۔

او کے جاؤ فریش ہو کر آؤ جلدی سے۔

ہمممم۔۔۔۔

اسکے لہجے کی سنجیدگی دیکھ کر پلو شے نے بھی کچھ کہنا ضروری نہ سمجھا اور فریش ہونے چلی گئی۔

وہ جب تک فریش ہو کر آئی حیدر کافی بنا چکا تھا۔

دونوں کے درمیان گہری خاموشی چھائی رہی۔ پلو شے اسکے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔

ہمیں آج شام کراچی کے لیے نکلنا ہو گا۔

بالآخر اس نے بات کا آغاز کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں کس لیے؟؟؟

وہ حیران ہوئی۔

میر منزل کو تباہی سے روکنے کے لیے۔

مطلب؟؟؟ میں کچھ سمجھی نہیں۔

یہ دیکھو۔

وہ اسے فیسٹیول کی پکس دکھانے لگا۔ ایک ایک بات وہ اسے بتا اور سمجھا رہا تھا۔

پلو شے دھیان سے سننے لگی۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ ام یہ کر لے گا۔

مجھے لگتا ہی نہیں مجھے پورا یقین ہے۔ اور تم کو کرنا ہو گا۔

اسکے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کو بنا کسی نقصان کے بچا سکیں۔

ٹھیک ہے ام پوری کوشش کرے گا۔

ہممم گڈ اور ایک بات اور۔ اپنا بولے کا سٹائل آئی مین اگر چیلنج نہیں کر سکتی تو کوئی بات نہیں

کوشش کرنا کہ انگلش میں ہی بات کرنا اوکے۔

ام سیکھ رہا ہے لہجہ اپنا بدل لے گا۔

زیادہ ضرورت تو نہیں ہے مگر تمہیں اپنی شناخت چھپانے میں آسانی ہو گی۔

ٹھیک ہے۔ کب نکلنا ہے؟؟؟

تین گھنٹے بعد۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھیک ہے۔

وہ اٹھنے لگی تبھی واپس بیٹھ گئی۔

ام کراچی جا رہا ہے تو کیا ام بابا اور مورے کو دیکھ سکتا ہے۔

اسکے لہجے میں آس تھی۔

پلو شے اگر انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو؟؟؟

ام دور سے دیکھے گا ام وعدہ کرتا ہے۔

ٹھیک ہے۔

تھینکس۔

وہ تیار ہونے چل دی۔

جبکہ حیدر سوچ میں پڑ گیا۔

پہلے تو پلو شے اسکو دیکھنا بھی پسند نہ کرتی تھی۔ مگر اب کم از کم وہ بات کرنے لگی تھی۔

ہاں پہلے جیسی اپنائیت نہ تھی وہ اس کے لیے ایسے تھا جیسے کرنل حماد۔ بس مشن کی حد تک وہ بات

کرتی تھی ورنہ وہ اسے اجنبی کر چکی تھی۔

یہ بات تکلیف دہ تھی۔ نفرت سہی جاتی ہے مگر آپ کسی کے لیے اجنبی ہو جائیں یہ زیادہ تکلیف دہ

ہوتا ہے۔

مگر کم اس نے بھی تو نہ کیا تھا نہ۔

ایک پرانی یاد نے اسے ملامت کی تھی۔

سب تیاریاں ہو چکی تھیں۔ بس میر منزل کے حکم کا انتظار تھا۔ اس کے حکم کی دیر تھی اسکے آدمی جامعہ کو گھیر کر فائی رنگ شروع کر دیتے۔

پچھلے سال کے سٹوڈنٹ آف دائی پر کی انوائسمنٹ ہو رہی تھی۔

میر منزل شاطرانہ مسکراہٹ سجانے بیٹھا تھا۔

وقت آگیا تھا ابھی اس نے بلوٹو تھ آن کیا ہی تھا کہ تانیہ اسٹیج پر آتی اسے نظر آئی۔

میر منزل کی سانس ساکن ہو گئی تھی۔ اس نے بلوٹو تھ کان سے کھینچ کر اتارا تھا۔ پلکیں جھپکائے بنا وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ جواب مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھی۔

یہ کیسا کھیل کھیلا تھا قسمت نے اسکے ساتھ۔ کامیابی کے دروازے پر اسکو مات دے دی تھی۔ جیسے

شہاد کی روح اسکی جنت کے دروازے پر نکال لی گئی تھی۔ آج ایسا ہی میر منزل کے ساتھ ہوا تھا۔

اسکے چہرے کا ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ اور اسکی حالت دیکھ کر گیم پلانر کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آگئی تھی۔

پرسنل اسٹیک سے تو ہر کوئی گھائی ل ہو جاتا ہے تو پھر میر منزل کیسے نہ ہوتا۔

اسکے آدمی اسکے حکم کے منتظر تھے اور حیران ہو رہے تھے۔ آخر کس چیز نے اسکو روک دیا۔

تقریب ختم ہو چکی تھی مگر پکچر تو ابھی شروع ہوئی تھی۔

تانیہ اسٹیج سے اترتے ہی غائب ہو چکی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل نے فوراً اپنے بندوں کو اسے ڈھونڈنے کو کہا تھا۔ مگر نہ اسکو ملنا تھا نہ وہ ملی۔ وہ پاگل ہو رہا تھا۔ وہاں موجود لوگوں کو اسکا پتا کرنے کا کہہ کر وہ وہاں سے نکل آیا۔

ڈھونڈو اسے ہر حال میں وہ مجھے چاہیے۔ تمہارا وہاں ہونے کا فائی دہ کیا ہے ہاں؟؟؟

میر منزل غصے سے فون پر بول رہا تھا۔
مجھے تمہاری بکواس نہیں سننی سمجھی تم۔

اس نے غصے سے فون پٹھا۔

وہ جو اسکے غصے پر خائف تھی کھٹکے کی آواز پر فوراً باہر نکلی۔ کو ریڈور خالی تھا۔ مگر کوئی تو تھا جو اسکی باتیں سن رہا تھا۔

گڈ جاب پلو شے تم نے آج ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔
حیدر اسے علی کے اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا۔ وہ دونوں ہی بہت خوش تھے۔ پوری انجینسری نے جیسے شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔

اور جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا تھا وہ خاموش تھی۔ تب بھی وہ ہلکا سا ہی مسکرائی تھی۔ جب حیدر نے اسے مبارک دی تھی پھر کرنل حماد سے بات کرتے بھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ زبردستی مسکرا رہی ہو۔ شاید اسے اب تک جھجھک ہے۔ وہ یہی سوچ کر مطمئن تھا۔

مگر اب علینہ، فراز اور ثانیہ سے بات کرتے ہوئے بھی اسکا رویہ ایسا ہی تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بہت بدل گئی تھی بلکہ بہت عجیب ہو گئی تھی۔ حیدر اسکے رویے پر حیران تھا۔
ورنہ وہ جس پلو شے کو جانتا تھا وہ تو اب تک پورے کراچی کو بتا چکی ہوتی۔

تمہیں خوشی نہیں ہوئی کیا؟؟؟

وہ رات کو کھڑکی کے پاس سمندر کا نظارہ کر رہی تھی جب حیدر اسکے پاس آیا۔
ام خوش ہے۔

وہ واپس اپنے شغل میں مصروف ہو گئی تھی۔

بہت بدل گئی ہو تم۔

پلو شے نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔
وقت کے ساتھ انسان بدل جاتا ہے۔

اسے جواب دے کر بھی وہ حیران ہی تھی۔ اسے لگا نہیں تھا کہ حیدر اس سے گزرے سال کی کوئی
بات کرنے لگا۔

وہ خاموش تھا۔ سمندر کے جیسے۔ پلو شے انتظار کرتی رہی کہ وہ اس سے شاید کچھ اور پوچھے مگر وہ اسے گڈ
نائی ٹ بول کر چلا گیا۔

ایک درد کی لہر اسکے دل میں اٹھی۔ تو وہ صرف اتنا ہی اس سے بات کرنے لگا جتنی اسے ضرورت ہو گی۔
جانے کیوں ہم اتنے پاگل ہوتے ہیں کہ زخم دیئے والے کو دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنا کیا گیا ظلم
دیکھے۔ ہمارے بدلاؤ کی وجہ کھوجے۔ اور ہم بے حس ہو جائیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر پلو شے اتنی خوش قسمت نہ تھی شاید۔ یا پھر میجر حیدر اس قدر بے حس تھا کہ اسے پلو شے کی بے حسی چبھتی نہ تھی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟؟؟

گڈ جاب میجر حیدر۔۔۔

آپ کا پلان فنٹاسٹک تھا۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس طرح کا بھی کوئی حل نکالا جاسکتا ہے۔ سریہ تو بس ایک آئی بیڈیا میرے دماغ نے کلک کیا تو میں نے اس پر عمل کر لیا۔ اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا تیر ٹھیک نشانے پر لگا۔

ہممم یہ تو ہے۔ تو اسکا مطلب آپ اب اتنے مچھوڑ ہو گئے ہیں کہ ٹیم ورک کر سکیں۔ کرنل حماد نے بھی موقع جانے نہ دیا۔

وہی سینئر رز کی گندی عادت۔۔۔ یہ حیدر کا ذاتی خیال تھا۔
اوکے میجر

From now on palwashy is your responsibility.

جیسا آپ کو ٹھیک لگے سر۔

Have a good day.

وہ ان کے آفس سے نکل آیا۔

میر منزل نے جامعہ کے ریکارڈ سے تانیہ کی تمام انفارمیشن نکلوائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تانیہ شاہ کسی پولیٹیشن کی بیٹی تھی۔ پانچ سال پہلے ماں باپ کی وفات ایک حادثے میں ہوئی تھی۔ اس وقت وہ لندن میں تھی۔ دو سال پہلے یہ پاکستان آئی تھی۔ اور جامعہ میں ایڈمیشن لیا تھا۔ پچھلے سال کی ٹاپر تانیہ شاہ اب میر مزمل کی ضد بن گئی تھی۔

اسکی انفارمیشن میر مزمل کو بھیجتے بھی سوچ تھی جو اسکے دماغ میں گردش کر رہی تھی۔

آخر کیا کنکشن ہو سکتا ہے میر مزمل کا تانیہ شاہ سے۔ کچھ تو ہے جس کی وجہ سے میر مزمل جیسا انسان نہیں درندہ اسکے پیچھے پاگل ہوا جا رہا ہے۔

جو بھی ہے پتا تو کرنا پڑے گا۔ یہی وہ لڑکی ہے جس کی وجہ سے میر مزمل میرے ہاتھوں میں تڑپتی ہوئی مچھلی کی مانند آسکتا ہے۔ اس لڑکی کو اپنے قابو میں کرنا پڑے گا۔

چلو کوئی تو ہے جس کی وجہ سے میر مزمل کمزور پڑ سکتا ہے اپنا ارادہ بدل سکتا ہے۔ اپنی اتنی اہم ڈیل اس نے کینسل کر دی۔ جامعہ پرائیک سے روک دیا کیونکہ وہ لڑکی یہاں موجود تھی۔ گڈ ویری گڈ میر مزمل تم نے خود ہی اپنی دکھتی رگ میرے ہاتھوں میں تھمادی ہے۔ اب میں جب چاہوں اسے دبا سکتی ہوں۔ ایک زہریلی ہنسی اس کمرے میں گونجی تھی اور ایک سایہ اس کمرے کے باہر سے تیزی سے ہٹا تھا۔

جیسا ہم نے سوچا تھا بالکل ویسا ہی ہو رہا ہے۔ میر مزمل تمہاری انفارمیشن نکلوا چکا ہے۔

مگر میجر حیدر کیا ضروری تھا امارے والدین کو مردہ دکھانا۔ جیسے جھوٹا بیک گراؤنڈ بنایا۔ ویسے ہی نقلی والدین بھی بنا دیتا نہ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے کو رہ رہ کر یہ خیال ستا رہا تھا کہ اسکے والدین والی جگہ پر مرحوم لکھا گیا تھا۔ بے شک جھوٹ ہی سہی مگر وہ خود کو راضی نہ کر پا رہی تھی۔

دیکھو پلو شے کا نشس مت ہو۔ ہم جتنے تم سے منسلک لوگ اس ڈرامے میں شامل کریں گے۔ تمہارے لیے اتنا ہی مس ئی لہ ہو گا۔ دو لوگوں میں رہے تو راز ہوتا ہے جب ذادہ شامل ہوں تو وہ کہانی بن جاتا ہے۔ تم سمجھ رہی ہو نہ۔

اگر تمہاری فیملی ہو گی تو وہ تمہارے بارے میں زیادہ جان جائے گا۔ مگر ابھی وہ صرف اتنا ہی جان پائے گا جتنا ہم چاہیں گے۔

ٹھیک ہے۔ ام پوری کوشش کرنے کا اور سب بہت اچھے سے کرنے کا ان شاء اللہ۔
گڈ ہم آپ سے یہی توقع کرتے ہیں پلو شے۔
وہ مدہم سا مسکرائی تھی۔

اسکے یہ انداز حیدر کو الجھن میں ڈال دیتے تھے۔ وہ کبھی بھی اتنی مینرڈ نہیں رہی تھی کہ ہلکا سا مسکرا دیتی۔ وہ قہقہے لگانے والوں میں سے تھی۔

تمہیں تو لمبے بال پسند تھے نہ۔۔۔

حیدر کو یاد تھا کہ پلو شے کو اپنے بالوں سے عشق تھا۔ پھر کیوں اس نے اپنے بال اتنے چھوٹے کروا لیے تھے کہ بمشکل کندھوں تک آتے۔

اور کچن میں جاتی پلو شے کی تھی مگر پلٹی نہ تھی۔ اذیت ہی اذیت تھی جو اس کے رگ و پے میں بھر گئی تھی۔ انجانے میں حیدر نے اسکے زخم ادھیڑ دیے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل سائی کو کیس تھا اسے کسی پاگل خانے میں ہونا چاہیے۔

ہر ایک کا یہی خیال تھا۔

نجانے قسمت تانیہ شاہ کے ساتھ کیا کرنے والی تھی۔

اور نجانے میر منزل اسکا کیا حال کرتا۔

پلو شے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔ وہ جتنا بھی خود کو مضبوط ظاہر کرتی مگر ماضی اسکی روح کو جھنجھوڑ دیتا تھا۔

وہ باہر بالکونی میں جا بیٹھی۔ کھلی فضا میں بیٹھ کر وہ خود کو پرسکون کر رہی تھی۔

ماضی کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا۔ ہاسپٹل کا منظر اسکی آنکھوں کے سامنے آگیا تھا۔

دو ہفتوں بعد جب وہ ہوش میں آئی تھی تو اسے اپنے بال نظر نہ آ رہے تھے۔ اس نے اپنا وہم جانا۔ شاید

لمبے عرصے تک بے ہوش رہنے اور دوائی یوں کی کثرت نے اسکے نروس سسٹم کو مفلوج کر دیا تھا۔

مگر مورے اسے دیکھ کر اس قدر روکیوں رہی ہیں؟؟؟ شاید ماں ہیں نہ تبھی ام کو اس حال میں نہیں

دیکھ پارہی ہیں۔

مگر بابا کیوں اس سے رخ موڑ کر کھڑے ہیں؟؟؟ انکی آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں؟؟؟

وہ حیران ہو رہی تھی۔ دماغ پر زور ڈالنے سے اسکے سر میں ٹیسس اٹھ رہی تھیں۔

آآآہہ۔۔۔۔۔ سر کے درد کو دبانے کے لیے اس نے ہاتھ رکھا مگر۔۔۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح سر پر دونوں ہاتھ پھیرنے لگی۔ اسے بال محسوس ہی نہ ہو رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

زخموں اور درد کی پرواہ کیے بغیر وہ بستر سے اتری تھی۔ شہروز خان اور زر گل بیگم نے اسے روکنا چاہا تھا مگر وہ کسی کے کہنے میں نہ آرہی تھی۔

گرتی پڑتی وہ واش روم میں جا گھسی۔ کتنی ہی دیر وہ بے یقینی کی کیفیت میں کھڑی رہی۔ صدمے سے اسکی آواز تک نہ نکل رہی تھی۔

اسکے بال نہ رہے تھے۔

اسکے سر پر ایک بھی بال نہ تھا۔

پیچھے ہوتی وہ دیوار سے جا ٹکرائی۔ پھر فرش پر بیٹھ کر جو وہ رونا چیننا شروع ہوئی۔ تو کسی سے سنبھل نہ رہی تھی۔

اسکے بال اسکا عشق تھے۔ وہ کیسے نہ روتی۔ کیسے نہ پیٹتی۔

شہروز خان سے اسکی یہ حالت دیکھی نہ جارہی تھی۔ وہ مرد تھے رونا نہ چاہتے تھے۔ مگر لاڈلی بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر وہ خود کو روک نہ پا رہے تھے۔

پلو شے کی حالت اس قدر خراب ہو گئی کہ مجبوراً ڈاکٹرز کو اسے بے ہوش کرنا پڑا۔

بے ہوشی بھی اس کے لیے خطرناک تھی۔ زیادہ وقت کے لیے بے ہوش رہنے سے وہ کومہ میں جا سکتی تھی۔ مگر ہوش میں بھی وہ کہاں ٹھیک تھی۔

م مسلسل ایک مہینہ وہ ٹریٹمنٹ لائی ز لیتی رہی۔ سکون آور دوائی یوں کا انبار تھا جو اسکی ٹیبل پر لگا تھا۔ مگر پلو شے کو سکون نہ مل رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب یہ کیفیت تھی کہ وہ گم صم ہو گئی تھی۔ اسکی آنکھوں میں حزن اتر آیا تھا۔ زندگی سے بھرپور لڑکی کی موت ہو چکی تھی۔ جو زندہ تھی وہ بھی زندوں میں شامل نہ تھی۔

تمارے سر میں بہت زیادہ چوٹ لگا تھا۔ ڈاکٹرز کو سٹیج لگانے کے لیے تمارا بال کاٹنا پڑا۔ زرگل بیگم نے بہت ہمت کر کے اسے وجہ بتائی۔

مگر اس نے کوئی رد عمل نہ دیا۔

اب اس کے لیے سب کچھ بے معنی تھا۔ اسکی آنکھیں خالی ہو گئی تھیں۔ اسکا دل خالی ہو گیا تھا۔

میر منزل دو گھنٹوں سے کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ مگر گھوڑا سنبھل نہ رہا تھا۔

اسے مزہ آتا تھا جنگلی گھوڑوں کو قابو کرنے میں۔ وقت گزرنے کے ساتھ اسکا جنون بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ گھوڑا قابو میں نہ آ رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ اسے کچل دیتا میر منزل لپک کر اس پر چڑھ گیا۔ گھوڑے نے بہت کوشش کی اسے گرانے کی مگر جیت میر منزل کی تھی۔ سو کچھ ہی دیر میں گھوڑا پرسکون ہو گیا۔ پسینے سے شرابور ہانپتا ہوا وہ نیچے اترا۔

میجسٹری مائی بوائے آئی لائی ک یو۔۔۔۔ مجھے وہ لوگ پسند بھی نہیں جو فوراً اپنا آپ دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ یقیناً ہم ساتھ میں اچھا وقت گزاریں گے۔ وہ اسکی پیٹھ تھپتھپاتا چل دیا۔

جیت کا نشہ ہی الگ تھا الگ ہی اسکا سرور تھا۔

سرشاری سے چلتا وہ اس قدر وجہ لگ رہا تھا کہ اسکے ملازم بھی اسے پلک جھپکے بنا دیکھ رہے تھے۔

وہ اس قدر ہینڈ سم تھا کہ ہر روز اسے دیکھنے والوں کا بھی دل نہ بھرتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر جب دل سیاہ ہو جائے تو چمکتا چہرہ کسی کام کا نہیں رہتا۔
میر منزل اس بات کی زندہ مثال تھا۔

پلو شے۔۔۔۔۔

جی۔

تم ٹھیک ہو؟؟؟

جی۔

لگ تو نہیں رہا۔ حیدر اسے ایکسرے کرتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔
ایسی کوئی بات نہیں آپ کو ایسے ہی محسوس ہو رہا ہے۔ ام ٹھیک ہے۔
وہ نظریں چراتی وہاں سے جانے لگی۔
کچھ تو ہے پلو شے جو تمہیں سونے نہیں دے رہا۔

کاش میں نے تمہارا اعتبار نہیں توڑا ہوتا اور آج میں تمہاری بے چینوں کی وجہ جان پاتا۔ میں جانتا ہوں تم
اب مجھے کبھی بھی نہیں بتاؤ گی۔

دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے کسی عورت کے دل میں دوبارہ جگہ بنانا۔ کیونکہ وہ جب محبت کرتی
ہے تو انتہا کی کرتی ہے مگر جب دل سے نکال دیتی ہے تو پھر واپس کبھی وہ مقام نہیں دیتی۔
کبھی کا پڑھا جملہ اسکی سماعتوں میں گونجا تھا۔
ام کو پریکٹس کرنی تھی نہ آج میجر حیدر۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں آج تم ریسٹ کرو ہم کل پریکٹس کریں گے۔

مگر ام آج ہی پریکٹس کرنا چاہتا ہے۔

پلو شے کے لہجے میں ضد تھی۔

وہ شاید اپنی سوچوں سے فرار چاہتی تھی تبھی مصروف رہنا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے۔

حیدر نے بھی اسکا چہرہ دیکھتے بحث ضروری نہ سمجھی۔ اور کل کے بارے میں انسٹرکشن دیئے لگا۔

تمہیں ڈانس آتا ہے کیا؟؟؟

بولے بولے اچانک اس نے عجیب سوال کیا۔

ڈانس۔۔ نہیں تو۔۔۔ کیوں؟؟؟

نہیں وہ کل تم نے پارٹی اٹینڈ کرنی ہے نہ تو تبھی پوچھا۔

ام کو ڈانس نہیں سیکھنا۔

پلو شے کے لہجے میں ناگواری در آئی۔

اوکے کوئی بات نہیں میں تو اس لیے پوچھ رہا تھا کہ شاید تم سیکھنا چاہو تو مجھے بھی نہیں آتا۔

اس نے فوراً وضاحت دی۔

نہیں ام کو نہیں پسند۔

ہممم اوکے لیٹس بیک ٹو دا ورک۔

ایک اور سامنا ہونا تھا تانیہ شاہ اور میر منزل کا۔ جس کے بعد وہ باقاعدہ اسکے روبرو ہو جاتی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ پلو شے کو کوئی مس ئی نہ ہو۔

اسکا رویہ بہتر ہوتا جا رہا تھا پلو شے کے ساتھ۔ پھر نجانے کیوں وہ پہلے اسکے اتنا خلاف تھا۔ یہ سوچ اسکی الجھنوں کو بڑھا رہی تھی۔

شام کو وہ اسے ڈنر کرانے لے گیا تھا۔ حیدر نے فیملی کیبن بک کرایا تھا۔

پلو شے عبایا پہنے نقاب کیے ہوئے تھی۔ یہ اسکی سیفیٹی کے لیے تھا۔

اس فائی یوسٹار ہوٹل میں بیٹھے لوگوں نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔ ایک اتھے ہینڈسم اور ڈیشنگ بندے کے ساتھ ایک باپردہ لڑکی۔

شاید وہ کچھ زیادہ ہی ذہنی پستی کا شکار لوگ تھے۔ جو ایسا چاہ رہے تھے۔ کہ کاش اس گڈ لکنگ کے

ساتھ کوئی بیوٹی کوئی مین ہوتی۔ کوئی ماڈل یا پھر کوئی ماڈرن سوسائٹی کی۔

ان سب کی سوچوں اور نظروں سے بے نیاز پراعتقاد چال چلتے وہ دونوں فیملی کیبن کی جانب بڑھ گئے۔

ام ایک بات پوچھے میجر۔

پوچھو۔۔۔

وہ دونوں رات کے پہر ساحل پر چہل قدمی کر رہے تھے۔ جب پلو شے نے اپنی الجھن کو ختم کرنے کا

سوچا۔

آپ پہلے تو راضی نہیں تھا ام سے بہت سے پیش بھی آتا تھا تو پھر اب کیوں میری مدد کر رہا ہے؟؟؟

کیونکہ میں سمجھ گیا ہوں کہ زندگی ہمارے حساب سے نہیں چلتی۔ ہمیں ہی زندگی کے حساب سے چلنا پڑتا

ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دونوں کے درمیان گہری خاموشی چھا گئی۔

کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو اس سب کے لیے جو میں نے تمہارے ساتھ کیا؟؟؟؟۔۔۔۔۔ میں بے سکون ہوں پلو شے ایک پل بھی چین سے نہیں رہا میں۔
وہ بے بسی سے بولا۔

ام نے معاف کیا میجر حیدر۔۔۔
اسکا انداز سپاٹ تھا۔

حیدر کو اتنی جلدی معافی ملنے کی امید نہ تھی۔ اسے لگا تھا پلو شے چیخے گی چلائے گی۔ اس سے ماہ و سال کا حساب مانگے گی۔ مگر اسکے برعکس ہوا تھا۔
شاید اس نے ہی معافی مانگنے میں دیر کی تھی ورنہ پلو شے تو کب کا اسے معاف کر چکی تھی۔
معاف کر چکی تھی اور دل سے نکال چکی تھی۔
وہ واپسی کے لیے چل دیے۔

واپسی کے سفر میں دونوں ہی اپنی اپنی سوچوں میں مگن تھے۔
ایک اذیت میں تھا اور دوسرا پرسکون تھا۔
بالاج۔۔۔ بالاج

وہ پارکنگ کی جانب جا رہا تھا جب ردا اسکے پیچھے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔
کیا بات ہے؟؟؟

تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے ہو؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ایسا تو کچھ نہیں ہے بس کچھ گھر کی ٹینشن تھی جسکی وجہ سے شاید تمہیں ایسا لگا۔
کیا میرے ساتھ کافی پیئیں گی آپ مادام؟؟؟
بالاج ذرا سا گھٹنا موڑ کر اسکے آگے جھکا۔
باہا با ضرور ہم ضرور پینا چاہیں گے صاحب۔
تو چلیں پھر۔

بالاج نے اسکے لیے دروازہ کھولا اور وہ بڑی شان سے جا کر بیٹھ گئی۔
اچھا لگتا ہے جب کوئی آپ کو بہت اسپیشل محسوس کرواتا ہے تو۔
کچھ ایسی ہی حالت ردا کی بھی تھی۔ وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی تھی۔
اور پھر بالاج نے سارا دن ہی اسکے ساتھ گزارا تھا۔ پہلے کافی پھر شاپنگ اسکے بعد شاندار ساڈنر اور لانگ
ڈرائیو۔
سرشار سی وہ گھر واپس آئی تو کچھ عجیب سا اسے احساس ہوا۔
جیسے کوئی اسکے کمرے میں آیا ہو۔
اس نے ہر ایک چیز چیک کی سب کچھ اپنی جگہ پر موجود تھا مگر پھر بھی وہ مطمئن نہ تھی۔
لگے دن سب ٹھیک تھا۔ اس نے بھی اس بات کو ذہن سے جھٹک دیا۔ مگر اسکے لگے دن سے اسے یوں
محسوس ہونے لگا جیسے کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے۔ اس پر نظر رکھی جا رہی ہے۔
وہ اس صورتحال سے پریشان ہو گئی۔ اس نے ہر ممکن کوشش کی کہ کچھ پتا چلا سکے پھر کچھ سمجھ ہی
نہ آ رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر ایسا ہر روز ہونے لگا۔ وہ جب واپس آتی اسے یوں محسوس ہوتا کہ جیسے کمرے کی تلاشی لی گئی ہو۔
مگر کوئی سراغ نہ ملتا۔

اسے کوئی پہچھا کرتا محسوس ہوتا مگر کوئی نہ ہوتا۔

پھر اس نے فرش پر ڈسٹ ڈالی اس طرح جو بھی ہوتا اس کے نشان اسے مل جاتے۔

وہ آرام سے یونیورسٹی چلی گئی۔ واپس آئی تو کوئی نشان نہ تھا۔

سو وہ مطمئن ہو گئی۔ یہ طریقہ اسے صحیح لگا۔

اس سب سے وہ فارغ ہوئی تو اسے بالاج کا خیال آیا۔

اتنے دنوں سے وہ اس سے ٹھیک سے ملی تک نہ تھی۔

وہ اسے ڈھونڈتے گراؤنڈ میں آئی جہاں وہ ایک سائیڈ پر کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس نے فوراً کال کاٹ دی۔

کیسی ہو ردا اتنے دن سے تم نے ٹھیک سے بات تک نہیں کی کیا ناراض ہو۔

نہیں میں ناراض کیوں ہوں گی تم سے بالاج۔

بالاج کو اسکی نظریں کچھ کھوجتی ہوئی محسوس ہوئی ہیں۔

مگر اس نے اپنا وہم جانا۔ اسلیے ردا کو لے کر کینٹین کی جانب بڑھ گیا۔

اوہو بڑے لوگ۔۔۔

وہ دونوں کینٹین آئے تو سارہ نے انہیں دیکھ کر ہانک لگائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جی جی آپ سے بڑے ہی ہیں ہم۔
بالاج نے اسکے سر پر چپت لگائی۔
اور سناؤ طیب پھر کب تک کا ارادہ ہے تم دونوں کا۔
بالاج نے معنی خیزی سے پوچھا۔
وہ سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے جبکہ ردا سارہ اور شناع کا جائی زہ لینے میں مصروف تھی۔
سارہ کی جب سے منگنی ہوئی تھی وہ مزید خوبصورت ہو گئی تھی۔
شناع بھی بلاشبہ کافی خوبصورت تھی مگر سارہ کے مقابلے ذرا کم تھی۔
اوہ ہیلو میڈم اگر آپکا ایکسپریس کمپلیٹ ہو گیا ہو تو چلیں کلاس کاٹائی م ہو رہا ہے۔
سارہ اسے لیے کلاس کی جانب بڑھ گئی۔
جبکہ بالاج سارہ کی بات پر ٹھٹکا۔
وہ خود بھی محسوس کر رہا تھا کہ ردا کچھ دنوں سے کچھ الجھی الجھی سی ہے۔
شاید مجھے اس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا مسئلہ ہے وہ کیوں اس قدر الجھی ہوئی تھی۔
مگر اس دن اسے موقع ہی نہ مل سکا کہ وہ اس سے پوچھے کہ وہ اس قدر اپ سیٹ کیوں ہے۔

پلو شے آج تمہارا اصل امتحان ہے۔ آج تمہیں اسکے پاس جانا ہے۔
اس کے لیے ضروری ہے کہ تم خود پر قابو رکھو۔ ڈرنا بالکل نہیں اوکے۔
یہ واج پہن لو۔ اگر کچھ بھی گڑبڑ ہوئی تو تم اسکو کھول کر یہ بٹن دبا دینا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ دیکھو یہ میری واچ سے کنیکٹ ہے۔ جیسے ہی تم بٹن پریس کرو گی مجھے سگنل مل جائے گا۔ اور میں تم تک آ جاؤں گا اوکے۔

ہممم۔ ان شاء اللہ میجر حیدر ام کو یہ بٹن دبانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔
بیسٹ آف لک۔

میر منزل کچھ ہی دیر میں یہاں سے گزرے گا اوکے۔
اوکے۔

وہ دونوں مری جانے والے راستے پر موجود تھے۔ روڈ کے سائیڈ پر سیمنٹ کے بیرٹی یز بنائے گئے تھے۔
جس کے نیچے مری کی گہری خطرناک کھائی یاں تھیں۔

حیدر کے گاڑی سے نکلنے ہی پلو شے نے گاڑی سیمنٹ کے بے بیرٹی پر کے ساتھ ہٹ کی۔
گاڑی صرف اس سے ٹکرائے نیچے نہ جائے اس وجہ سے انہوں نے چھوٹی گاڑی استعمال کی۔
حیدر نے اسے پوری ٹیکنیک سمجھائی تھی۔ کہ کس طرح اور کتنے زور سے گاڑی ہٹ کرے تاکہ وہ صرف بے ہوش ہو جائے اسے زیادہ چوٹ نہ لگے۔

گاڑی اس طرح کھڑی تھی کہ روڈ بلاک ہو گیا تھا۔

حیدر نے جا کر اسے دیکھا تھا۔ ماتھے سے خون بہہ رہا تھا مگر چوٹ شدید نہیں تھی۔ وہ نیم بے ہوش تھی۔
اب بس میر منزل کے وہاں سے گزرنے کی دیر تھی۔ وہ اسے یہاں سے لے جاتا۔ حیدر دعا کر رہا تھا کہ
میر منزل سے پہلے کوئی اور وہاں سے نہ گزرے۔

دس منٹ گزر چکے تھے مگر میر منزل کا نام نشان نہ تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر نے پلان چوٹے میں جھونکا اور پلو شے کی جانب بڑھنے لگا۔
تبھی گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی محسوس ہوئی۔ وہ فوراً چھپ گیا۔

میر منزل کوئی فائی ل دیکھ رہا تھا۔ کہ اسکے آگے والی گارڈز کی گاڑی اچانک رکی۔ مجبوراً اسکی گاڑی بھی رکی۔

کیا ہوا جمال گاڑی کیوں روکی۔

پتا نہیں سر شاید آگے ایکسیڈنٹ ہوا ہے کوئی۔

ڈرائیور کو گاڑی ذرا سے نظر آئی تھی۔

سر گاڑی میں کوئی لڑکی ہے۔ اور بے ہوش ہے۔

اسکے گارڈز نے آکر اطلاع دی۔

وہ گاڑی سائیڈ پر کرو لڑکی ہے یا لڑکا زندہ ہے یا مردہ آئی ڈونٹ کئی یر۔ راستی کلیئی رکرو تم۔ میر منزل بے زاری سے بولا۔

اوکے سر۔۔

اسکے گارڈز نے افسوس سے اسے دیکھا وہ بے حسی کی انتہا پر تھا۔ گاڑی میں ایک زخمی وجود تھا اور پھر بارش کی غضب کی ہو رہی تھی۔ انہیں اس لڑکی پر ترس آیا تھا۔ مگر وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ گاڑی کو وہ دھکیل کر سائیڈ پر کر رہے تھے۔

سائیڈ پر کر کے وہ آگے بڑھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

راستہ تھوڑا خراب تھا کچھ بارش بھی تھی۔ وہ آہستہ سے گاڑی آگے بڑھا رہے تھے۔
دوسری گاڑی کی لائیٹ گارڈز نے آن کر دی تھی اس امید پر کہ شاید کوئی اسے دیکھ لے اور بچا لے۔
جونہی میر منزل کی گاڑی اس گاڑی کے قریب سے گزری بے ساختہ ہی اسکی نظر سائیڈ پر پڑی تھی۔
کیا خوب طمانچہ پڑا تھا اسکے منہ پر۔

اسٹاپ۔۔۔ اسٹاپ دا کار۔

وہ چیخا تھا۔

ڈرائیور نے ذرا آگے جا کر گاڑی روکی تھی۔

میر منزل فوراً گاڑی سے اترتا تھا۔

اسکے گارڈز چھتری لے کر اس کے پاس آتے اس سے پہلے ہی وہ بھاگ کر اس گاڑی کی جانب بڑھا
تھا۔

تت تانیہ۔۔۔ صغم۔

وہ پاگل ہو رہا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھول کر اس نے فوراً اسے باہر نکالا۔
آنکھیں کھولو صغم۔

وہ پورا بھینگ گیا تھا۔ سردی کی شدت بڑھ گئی تھی مگر اسے فرق نہ پڑ رہا تھا۔

گارڈ نے دروازہ کھولا وہ اسے بازوؤں میں لیے گاڑی میں بیٹھا۔

جلدی کرو گاڑی تیز چلاؤ۔

اس نے غصے سے ڈرائیور کو کہا۔

جج جی سر---

میں نے کہا تیز چلاؤ۔

اب کہ وہ چیخا۔

سر موسم خراب ہے تیز ڈرائی یونگ سے ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔

آئی ڈونٹ کئی یر میں نے کہا تیز چلاؤ۔

صنم۔۔ صنم آنکھیں کھولو صنم۔

وہ ساتھ ساتھ اسکے ہاتھوں کو زور زور سے سہلا رہا تھا۔

اسکے گارڈز اسکی دیوانگی دیکھ رہے تھے۔ اور اللہ کی اس قدرت پر حیران تھے۔

ابھی جو شخص بے پرواہ تھا کہ گاڑی میں کون اور کس حال میں ہے اب وہی شخص اسکے لیے پاگل ہو رہا تھا۔

ان کے جانے کے بعد حیدر نے سکون کا سانس لیا۔

پہلے جب گارڈز پلو شے کی گاڑی کو دھکیل رہے تھے اسکا خون کھول اٹھا تھا۔

وہ بخوبی دیکھ رہا تھا کہ گارڈ اسکے پاس آیا تھا مگر یقیناً اس نے منع کر دیا ہو گا۔

کس قدر گھٹیا انسان تھا یہ۔

وہ گاڑی سائیڈ پر لگا کر جا رہے تھے۔

حیدر اب انکے جانے کا منتظر تھا کہ اچانک گاڑیاں کی تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور میر منزل دیوانوں کی طرح پلو شے کی جانب بڑھا تھا۔
اسکی دیوانگی دیکھ کر حیدر طنزیہ ہنسا تھا۔
جب اچھے کسی پیارے کو تکلیف پہنچتی ہے تبھی تو احساس جاگتا ہے میر منزل۔
وہ وہاں سے جا چکے تھے حیدر بھی مری کی جانب بڑھ گیا تھا۔

السلام علیکم۔۔۔۔
وعلیکم السلام آپ کون۔
کرنل حماد آپ شہروز خان ہیں۔
جی۔۔۔
اندر چل کر بات ہو سکتی ہے کیا؟؟؟
جی آئیے۔
شہروز خان انہیں ڈرائی نگ روم میں لے آئے۔
میں

NCTA (national counter terrorism authority)

کا چیف ہوں۔

جی۔۔۔ شہروز خان حیرت پر قابو پا کر بولے۔ حساس ادارے کا چیف ان کے گھر کیوں آیا تھا۔
در اصل بات یہ ہے کہ ہماری ایجنسی ایک مشن پر ہے جس میں آپکی بیٹی پلو شے ہماری مدد کر رہی ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دراصل-----

کرنل حماد نے انہیں شروع سے لے کر اب تک کی ساری بات بتائی۔ کہ انہیں پلو شے کی ضرورت کیوں ہے اس مشن کے لیے۔

شہروز خان گم صم سے ان کی بات سن رہے تھے ایک بار بھی انہوں نے کرنل حماد کو ٹوکا نہ تھا۔ شاید آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ جب ہمارے پاس اس قدر قابل آفسیروز ہیں تو ہم آپ کی بیٹی---- امارا بیٹی بہت کمزور ہے کرنل صاحب۔

وہ اس قدر خطرناک دشمن سے نہیں لڑ سکتا۔ ابھی تو وہ اتنے بڑے حادثے سے سنبھلا ہے۔ ہم نے مری اسکو اسلیے بھیجا تاکہ وہ اس پریشانی والے ماحول سے نکلے۔ ام کو امارا بیٹی واپس چاہیے صحیح سلامت۔ ایک ہی تو امارا بیٹی ہے۔ مگر شہروز خان۔۔۔

بس کرنل صاحب آپ امارے گھر آیا یہ امارے لیے بہت عزت والا بات ہے مگر ام آپ کو اپنے بیٹی نہیں دے سکتا۔ آپ ام سے امارا جان مانگ لو ہم انکار نہیں کرے گا اس ملک پہ ام سب قربان کر سکتا ہے۔ مگر ام پلو شے کے معاملے میں خود غرض ہے۔ ام پلو شے کو قربان نہیں کر سکتا۔ ام کو معاف کر دو آپ۔

کرنل حماد نے انہیں مزید قائل کرنا مناسب نہ سمجھا وہ کبھی راضی نہ ہوتے۔ تبھی وہ مایوس ہو کر وہاں سے نکل گئے۔ مگر جاتے جاتے وہ اپنا وزینگ کارڈ وہیں رکھ کر گئے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کرنل حماد نے کال کر کے حیدر کو پلو شے کو واپس بھیجنے کا کہا تھا۔ ساتھ ہی شہروز خان کے ری ایکشن کے بارے میں بھی بتایا تھا۔

مگر حیدر کا جواب سن کر ان کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔
کیا اتم نے وہاں بھیج دیا۔ میجر حیدر آپ ایک دو دن ویٹ تو کر لیتے۔
او کے صبح جیسے ہی پلو شے واپس آئے آپ اسے بھیجنے کی تیاری کریں۔

کرنل حماد کی کال سے حیدر مزید پریشان ہو گیا۔
پہلے ہی اسے پلو شے کی ٹینشن تھی اب یہ نیا پنڈورا باکس کھل گیا تھا۔
ردا کے خلاف بھی کوئی ثبوت نہ مل پایا تھا اب تک۔
اور سب سے بڑی بات کہ اب وہ پلو شے کو بھیج نہ سکتے تھے۔
وہ میر مزمل کی نظروں میں آچکی تھی۔ ایک الگ نام اور پہچان کے ساتھ۔
اب اگر وہ اسے بھیج دیئے تو اسکی جان کو خطرہ ہوتا میر مزمل سے۔
شہروز خان کتنے بھی قابل بزنس مین کیوں نہ ہوتے وہ کبھی پلو شے کو میر مزمل سے بچا نہ سکتے تھے۔
ایک کے بعد ایک پریشانی آکھڑی ہوئی تھی۔
پلو شے کا فون بج رہا تھا۔

شہروز خان اسے کال کر رہے تھے۔

اس نے اسکا فون ہی بند کر دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جو بھی ہوتا دیکھا جاتا اس وقت سب سے ضروری پلو شے تھی۔
سو اس نے خود کو ہر پریشانی سے آزاد کر کے صرف پلو شے پر دھیان رکھا۔

میر منزل پلو شے کو اپنے گھر لے آیا تھا۔

ڈاکٹر اسکا چیک اپ کے کے گیا تھا۔ ماتھے پر ہلکی سی چوٹ تھی۔

اسکے علاوہ وہ ٹھیک تھی۔ خوف سے وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

میر منزل اسکے قریب ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

اسکے ہوش میں آتے ہی اسے کسی چیز کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ اسکے چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔ یہ وہ چہرہ تھا جس سے اس نے سب سے زیادہ محبت کی تھی۔

وہاں بیٹھے بیٹھے جانے کب اسے نیند نے اسے آگھیرا۔

وہ دولہا بنا بیٹھا تھا اور اسکے پاس پریوں جیسی خوبصورت سی صنم بیٹھی کھلکھلا رہی تھی۔ اچانک ہی منظر بدلا

تھا وہ اب اسکے ہاتھوں میں خون سے لت پت بے جان پڑی تھی۔

خوف سے اسکی آنکھ کھل گئی۔

سامنے دیکھا تو تانیہ ساری دنیا سے بے نیاز سکون سے سو رہی تھی۔

وہ اٹھ کر کھڑکی کی جانب چلا گیا۔

یادیں پھر اسکے کمرے میں آٹھری تھیں۔

برنس ڈیل کی وجہ سے اسکی ایک کمپنی سے لڑائی ہو گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے ان کے ساتھ ڈیل کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے انہیں کافی نقصان ہوا تھا۔
کاروباری دشمنی ذاتی دشمنی پر آگئی تھی۔

جس طرح عین ڈیل کنفرم ہونے کے وقت میر منزل نے انکار کر دیا تھا اسی طرح انہوں نے بھی اس
کے سب سے بڑے خوشی کے دن پر اسے دھچکا دیا تھا۔
اسکی زندگی کی سب سے قیمتی چیز اس سے چھین لی تھی۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

ایک موتی ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے چھلکا تھا۔

صبح فجر کے قریب پلو شے کی آنکھ کھلی۔ اسکے کپڑے ابھی تک گیلے تھے۔ جس کی وجہ سے اسے بخار ہو رہا
تھا۔

قریب ہی صوفے پر میر منزل بے سدھ سویا تھا۔

وہ بغیر کوئی آواز کیے بیڈ سے اتری۔

بخار تیز ہو رہا تھا مگر اسے ہمت نہیں ہارنی تھی۔

دبے قدموں وہ باہر نکلی۔

سارے گھر میں مدھم سی روشنی تھی۔ پورا میر ولا نیند میں ڈوبا تھا۔

وہ گھر کی پچھلی سائیڈ پر چلی گئی۔

وہاں پر سوئی منگ پول تھا۔ پتھروں کی مدد سے ننھی سے آبشار بنائی گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پتھروں سے اوپر جاتی دیوار پر چڑھ گئی۔

چونکہ وہ بلیک ڈریس میں تھی تو اسے زیادہ پریشانی نہیں تھی۔ شکر تھا میر نے اسکے کپڑے نہیں بدلوائے تھے۔ شاید ان کے پاس کوئی عورت نہیں تھی۔

مگر حفاظت کے لیے رکھے کتوں کا خوف اسے ضرور تھا۔ اگر وہ دیکھ لیتے تو وہ یقیناً پکڑی جاتی۔ جس طرف آبشار تھی وہ دیوار اونچی تھی۔

مگر صرف یہی دیوار تھی جس پر سکیورٹی وائی رز نہیں تھیں۔

وہ واپس اس دیوار سے نیچے اتر آئی۔ اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔ یہاں وہاں چیک کرتی وہ کچن کی طرف آگئی۔

اسکا ایک دروازہ باہر لان میں کھلتا تھا۔

وہ آرام سے کھولتی ہوئی باہر نکل گئی۔

وہاں سے وہ کیاریوں اور درختوں کی اوٹ لیتے ہوئے گیٹ تک پہنچ گئی۔

گارڈز وہاں پر پہرہ دے رہے تھے۔

پلو شے نے غور کیا تو وہ چار تھے۔ اور دو کتے تھے۔

وہ پریشان ہو کر واپس آئی۔ کچھ دیر وہ لائونج میں یہاں وہاں ٹہلتی رہی۔ پھر سارے دراز چیک کرنے لگی۔

ماپوس ہو کر وہ کچن میں آگئی۔ ساتھ ہی وہ ادھر ادھر نظر بھی رکھ رہی تھی۔ کچن میں اسے دھاگہ مل

گیا۔ وہ آٹے کے تھیلے والا دھاگہ تھا اور کاغذی مقدار میں پڑا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے نے فوراً انہیں گرہ لگا کر جوڑا اور کچن میں دو تین کپ اور چمچ باندھ کر دھاگہ باہر تک لے گئی۔ دیکھنے میں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے بچاؤ کے لیے یہ سب کر رہی ہے۔ مگر دراصل یہ اک پلان تھا کہ میر منزل کو شک نہ ہو۔

ورنہ میر ولا سے کوئی خود سے نکل جائے یہ ناممکن تھا۔

گھر کا نقشہ اسے بخوبی پتا تھا مگر میر منزل جیسا شاطر انسان ذرا سی غلطی بھی پکڑ سکتا تھا۔ گیٹ کی پاس پہنچ کر اس نے دھاگہ کھینچ لیا۔

چھناکے کی زوردار آواز گونجی تھی۔

گارڈ فوراً اندر کی جانب بھاگے تھے۔

لمحوں میں گھر روشن ہو گیا تھا۔

چونکے کلمے بندھے ہوئے تھے تبھی پلو شے انکی طرف سے بے فکر تھی۔

کلمے اسے دیکھ کر غرائے تھے مگر وہ انہیں زبان چڑا کر باہر نکل گئی۔

کتوں کے بھونکنے کی آواز پر انہوں نے دھیان نہ دیا۔

میر منزل آواز سن کر آیا تو سامنی سی بتن دھاگے سے بندھے نیچے گرے ہوئے تھے۔

وہ فوراً کمرے کی طرف بھاگا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔

سردھاگے کا سراگیٹ کے پاس پڑا ہے۔ شاید کسی نے۔۔۔

تو تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟ وہ چلی گئی ہے جا کر ڈھونڈو اسے۔

میر منزل غصے سے دھاڑا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

گارڈز باہر کی جانب بھاگے۔
میر منزل اپنے کمرے میں آگیا۔
وہ اب ساری فوج دیکھ رہا تھا۔
فوج دیکھ کر اسکا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اب اسکے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔
انٹر سٹنگ۔۔۔ انٹیلیجنٹ گرل۔

گارڈز مایوس ہو کر واپس آ گئے تھے۔ وہ انہیں نہیں ملی تھی۔
میر منزل نے سخت سست سنا کر انہیں جاب سے نکال دیا تھا۔
ایک بار پھر وہ اسکے اتنے قریب آ کر پھر سے دور ہو چکی تھی۔

حیدر پریشانی سے ٹھل رہا تھا۔ جو وقت انہوں نے مقرر کیا تھا اس سے آدھا گھنٹہ اوپر ہو گیا تھا۔ مگر پلو شے
اب تک واپس نہ آئی تھی۔

رات کو ایک پل کے لیے بھی وہ سویا نہ تھا۔
انتظار کرنا بے سود تھا اس نے وہاں جانے کی ٹھانی۔ تبھی ڈور بیل بجی تھی۔
لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہ دروازے کی جانب بڑھا۔
تھکی ہاری ہانپتی ہوئی وہ دروازے پر موجود تھی۔

شکر اللہ کا تم ٹھیک ہو۔

پلو شے آکر صوفے پر گر گئی۔ بخار تیز ہوتا جا رہا تھا۔ بہت مشکل سے وہ گھر تک آئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

تم آرام کرو تمہیں بخار ہو رہا ہے۔ بلکہ میں ناشتہ بناتا ہوں پھر تم میڈیسن لے کر ریسٹ کرنا۔
ہممم ام کو بھی چیلنج کرنا۔

پلو شے۔۔۔

جی۔ وہ جاتے جاتے پلٹی۔

تمہارے بابا کی کال آرہی تھی۔ ان سے بات کر لینا۔
ٹھیک ہے۔

چیلنج کر کے اس نے شہروز خان کو کال ملائی تھی۔

وہ فون نہ اٹھا رہے تھے۔

تبھی ڈور بیل بجی تھی۔

حیدر نے دروازہ کھولا تھا۔ فراز علیہ اور ثانیہ تھے۔

پلو شے آکر انکے پاس بیٹھ گئی۔

فراز بھی کچن میں چلا گیا۔

ویلے تم لوگوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے کہ تین تین لیڈیز کے ہوتے ہوئے ہم بے چاروں کو کام کرنا
پڑ رہا ہے۔

فراز انہیں ناشتے کے لیے بلانے آیا تھا مگر دہائی دینا نہ بھولا۔

اچھا تو پھر جب ہم کام کر رہی ہوتی ہیں تب تم لوگوں کو بھی شرم سے ڈوب مرنا چاہیے نہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علینہ نے بھی حساب برابر کیا۔

ویلے پلو شے میجر صاحب تمہارے ساتھ رہتے ہوئے کافی سدھر گئے ہیں۔

ثانیہ نے اسے ٹھوکا دیا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر علینہ اور ثانیہ نے کچن سمیٹا۔ گو کہ کچن سمیٹا ہوا تھا کیونکہ حیدر بے ترتیبی کا

قائل نہ تھا۔ بس ناشتے کے برتن ہی تھے۔

پلو شے میڈیسن لے کر وہیں بیٹھی تھی۔

اتنے دنوں بعد تو وہ آئے تھے۔

ڈور بیل دوبارہ بجی۔

اس وقت کون آیا ہو گا۔

میں دیکھتا ہوں۔

فراز گیا تھا واپسی پر اس کے ساتھ کرنل حماد انر شہروز خان تھے۔

بابا۔۔۔

پلو شے بھاگ کر ان کے پاس گئی تھی۔

باپ کا لمس پاتے ہی اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

باپ بیٹوں کو ماں سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ تبھی وہ ان کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔

پلو شے میرا بچہ میری جان۔ سنگھا چال دا بچا؟؟؟

کیا ہوا تم کو اتنا تیز بخار کیوں ہے تم کو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ نہیں ہوا بابا وہ بارش تھی نہ کل تو سردی لگ گئی۔ ام ٹھیک ہے۔

ام تم کو لینے آیا ہے تم ابھی امارے ساتھ واپس جائے گا۔ کسی مشن کے لیے اپنا جان خطرے میں ڈالنے کا ضرورت نہیں ہے تم کو۔

وہ سب وہاں سے جا چکے تھے تاکہ شہروز خان اور پلو شے آرام سے بات کر سکیں۔

ایم سوری بابا مگر ام اب ایسے مشن کو درمیان میں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔
مگر بیٹا وہ بہت خطرناک آدمی ہے۔

ام جانتا ہے بابا اسی لیے ام چاہتا ہے اسے ضرور سزا ملے اور اگر ام مدد کر سکتا ہے تو ام ضرور مدد کرے گا۔

ام تم کو نہیں کھو سکتا بیٹا۔

ام جانتا ہے بابا مگر ملک کو امارا ضرورت ہے۔

ام کو بھی تمہارا ضرورت ہے پلو شے۔ تم جانتا ہے ام ایک پل بھی رات کو سو نہیں سکا۔ تمہارا نمبر بند تھا
تم کو نہیں پتا بچہ ام نے رات کتنی مشکل سے گزارا۔

بابا ام سمجھ سکتا ہے۔ مگر ام نہیں چل سکتا آپ کے ساتھ۔

مگر پلو شے۔۔۔۔

تم تم یہاں کیا کر رہا ہے؟؟؟

بابا یہ مشن میں امارا مدد کر رہا ہے۔ میجر حیدر ہے یہ۔

یہ کیوں ہے یہاں پلو شے تم جانتا ہے نہ کہ اس نے۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں بابا وہ میرا نصیب تھا ام کو اس سے کوئی گلہ نہیں ہے۔

ایم سوی انکل میں جانتا ہوں میرے سوری سے سب ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ اور جو میں نے کیا اس کا ازالہ بھی ممکن نہیں۔

ام کو تم سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ اور بابا ام اس کو معاف کر چکا ہے۔ غلطی تو امارا تھا نہ کہ ام نا محرم رشتے بنا رہا تھا۔ اگر ام ایسا نہ کرتا تو ام کو رونا نہیں پڑتا نہ۔

حیدر نے حیرت سے اسکو دیکھا تھا کیا تھی یہ لڑکی۔ خود بھی اس نے اسے ایک لفظ تک نہ کہا تھا اور اب کسی اور کو بھی نہ کہنے دے رہی تھی۔

آج پہلی بار حیدر آفان کے ضمیر نے اسے بری طرح ملامت کیا تھا۔ وہ شرمندگی کی گہری کھائی میں جا گرا تھا۔

شہروز خان غصے سے وہاں سے نکلے تھے۔ پلو شے ان کے پیچھے گئی تھی۔

بابا ناراض ہو کر مت جائی یں۔

تم اپنے ساتھ بہت غلط کر رہا ہے پلو شے۔ کیوں خود کو اذیت دے رہا ہے تم۔

نہیں بابا اب ہی تو ام پر سکون ہے۔ اور ام کو حیدر سے کوئی گلہ نہیں ہے آپ بھی معاف کر دیں۔

امارے ساتھ چلو پلو شے۔

بابا وہ اب ام کو جانتا ہے وہ ام کو کہیں سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔

ام تم کو بہت دور لے جائے گا پلو شے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ امارى حفاظت تو كر لے گا بابا مگر ان لڑكيوں كا كيا هو گا۔ جن كو وہ بچ ديتا ہے۔ بدترين زندگى گزارنے پر مجبور كرتا ہے۔ ان لڑكوں كا كيا قصور ہے جن كو وہ نشتے پر لگا ديتا ہے۔ وہ بچے جو اس نے يتيم كر ديے۔ وہ عورتیں جو اس نے بيوہ كر ديں۔ بابا ام كو ان سب لوگوں كے ليے لڑتا ہے۔ ام اتنا خود غرض نہیں بابا كه بس اپنا سوچے۔ آپ ام كو تو بچا لے گا بابا پر كيا آپ ان سب كو بچا سكتے گا۔ كيا خود كو معاف كر سكتے گا۔

بابا آپ امارى همت ہیں۔ ام كو همت ديں بابا۔

پلو شے۔۔۔ انھوں نے بے ساختہ اسے خود سے لگایا تھا۔ ام كو تم پر فخر ہے بچہ۔ تم امارا غرور ہے پلو شے۔

اللہ تم كو كامياب كرنے كا ان شاء اللہ۔

ضرور بابا ان شاء اللہ۔

اب بهي كيا آپ ايلے هي چلے جائی یں گے ركيں گے نہیں۔

ارے نہیں بيٹا بس تم ٹھيك ہے نہ تم كو ديكه ليا نہ بس ام اب جائے گا۔ اگر رك گيا تو پھر تم كو ركے نہیں دے گا بيٹا امارا حوصلہ ٹوٹ جائے گا۔

رب وارث بچہ رب وارث۔

وہ چلے گئے تھے مگر پلو شے كو اب ہر چیز بہت آسان لگ رہی تھی۔ اسكے باپ كا ساتھ اسكے ساتھ تھا اب كوئی بهي اسے ہرا نہیں سكتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بیٹیوں میں سچ میں یہ وصف ہوتا ہے کہ وہ باپ کو منالیتی ہیں۔ چاہے انسان کو ساری دنیا بھی راضی کرنے کی کوشش کیوں نہ کر لے مگر انسان صرف بیٹیوں کے لیے جھک جاتے ہیں۔ کرنل حماد نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ انہیں دیکھ کر مسکرا دی تھی۔

راستہ اب اتنا مشکل نہ لگ رہا تھا۔ منزل پر پہنچنا آسان لگ رہا تھا۔ سر پرسوں آپ تک آرڈر پہنچ جائے گا۔ اور اس قدر شاندار ہو گا کہ آپ خود کہیں گے۔ واہ کیا شاہکار ہے۔

اوکے سر ضرور۔

کال کاٹ کر وہ کچھ پلان سوچنے لگی۔

آخر کار ایک آئی بیڈا اسکے ذہن میں آ ہی گیا۔

شاطرانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ وہاں سے چل دی۔

ردا کل ہم شاپنگ کے لیے جائیں گے۔

تو جاؤ سب کو بتانا ضروری ہے کیا؟؟؟

سب کو نہیں تمہیں بتا رہی ہوں کیونکہ تم نے جانا ہے میرے ساتھ۔

شائع کا تو تمہیں پتا ہے نہ اسے شاپنگ کے لیے منانا کتنا مشکل ہے تو تم چلو گی میرے ساتھ۔ اوکے جی جو حکم آپکا۔

بڑی فرمانبردار ہو گئی ہو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہمیشہ سے ہوں۔

خوش فہمی ہے آپکی۔

کرم نوازی ہے جناب کی۔

بس کر دے میری ماں۔

سارہ نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے۔

بہت جلدی بس نہیں ہو جاتی آپکی۔

رد آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

باہا باکل دیکھتے ہیں کس کی بس ہوتی ہے۔

اوکے سی یو۔۔۔

میجر کل جامعہ سے وہ ایک لڑکی کو کڈنیپ کرنے والے ہیں۔

آپ خود بھی الرٹ رہیے گا اور اپنی ٹیم کو بھی کہہ دیجیے۔

اوکے سر۔

لگلے دن وہ اور اسکی ٹیم پوری طرح الرٹ تھی۔

مگر دشمن شاطر تھا۔

میجر کیا کر رہے ہیں آپ۔

کیا مطلب سر؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

سارا دن کا تھکا ہارا وہ ابھی گھر آیا تھا کہ اسے کال آگئی۔
میجر لڑکی کڈنپ ہو چکی ہے آج دن بارہ بجے۔
وااٹ؟؟؟ مگر کیسے ہماری تو پوری نظر تھی۔
مگر اس کڈنپ پر نہیں تھی۔

کیا مطلب سر؟؟؟
لڑکی یونی سے نہیں ایکسپو سنٹر سے کڈنپ کی گئی ہے۔
اور یہ سن کر اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔
وہ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا تھا۔ اس پر ہی اس نے نظر نہ رکھی تھی۔

بالاج روم میں آیا تو اسکا فون بج رہا تھا۔
بالاج وہ۔۔۔۔۔

کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟؟؟
وہ آج ہم دونوں شاپنگ۔۔۔۔۔ ایک وین آئی۔۔۔۔۔ وہ اسے کڈنپ کر کے لے گئے۔
بے تحاشارو نے دھونے اور ہچکیوں کے درمیان اسے کچھ کچھ باتیں ہی سمجھ آئی تھیں۔
اور جو آئی تھیں وہ اسکا خون کھولانے کو کافی تھی۔
تم ہو کہاں؟؟؟
مم میں انڈسٹریل ایریا۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم وہاں کیا کر رہی ہو؟؟
مم میں اس گاڑی کا پیچھا کر رہی تھی۔
میں پہنچتا ہوں۔

غصے سے اسکی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں۔
وہ گاڑی اڑاتا ہوا وہاں تک پہنچا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو اور کہاں سارہ؟؟؟
بالاج کا غصہ کم نہ ہو رہا تھا۔

کیوں بہت فکر ہو رہی ہے کیا؟؟؟ وہ وہیں پر ہے جہاں اسے ہونا چاہیے۔ اور اب تم وہاں پہنچو گے جہاں تمہیں ہونا چاہیے۔

ردا نے گن اس پر تانی تھی۔ تم ہی تھے نہ وہ جو مجھ پر نظر رکھ رہے تھے۔ تو کیسا لگا مسٹر بالاج میرا یہ روپ دیکھ کر۔ میں نے ہر طرح سے تمہاری چھان بین کروائی اور تم وہی نکلے جو یہاں سب کو معلوم ہے ایک پولیٹیشن کے بیٹے۔ ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ تم کوئی آفیسر ہو گے۔ یا پھر میرے مزمل کے جیلے۔ دونوں صورتوں میں تم خطرناک ہوتے۔ مگر تم میری جاسوسی کیوں کر رہے تھے ہم۔ ایسے بھی تو تم خطرہ ہو نہ میرے لیے۔ ردا معصوم صورت بنا کر بولی۔ خیر حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ جانے ہو میں کون ہوں؟؟؟ میں ردا ظمیر ہوں جو چڑیلوں کو مٹھی میں دبوچ کر مارتی ہے تو اسکی فرسٹریشن ختم ہوتی ہے۔ آج پہلی بار میں کسی انسان کو مارنے جا رہی ہوں۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے نہ یہ تمہارے لیے اعزاز کی بات ہے کہ تم پہلے شخص ہو جو میرے ہاتھوں مرے گا۔ پر تم فکر مت کرنا تمہیں میں آسان موت دوں گی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آخر کو مجھے تم سے محبت بھی ہے اور پھر مجھے تم پر شک بھی ہے کہ تم میری جاسوسی کر رہے تھے تو مجبوراً مجھے تمہیں مارنا ہی پڑے گا۔ وہ کیا ہے نہ ڈارلنگ خود سے بڑھ کر مجھے کوئی بھی نہیں سوگڈ بائے۔
ٹھاہ۔

ویلے پتا ہے کیا تمہاری ایک عادت اچھی بھی ہے اور بری بھی۔
بالاج پیٹ پر ہاتھ رکھے نیچے بیٹھا تھا۔ کہ ردا اسکے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔
تم گن نہیں رکھتے پاس۔
ویلے میرے لیے اچھا ہوا اور دیکھو تمہارے لیے برا۔
ساتھ ہی اس نے ایک گولی اس کے بازو پر ماری تھی۔
اور اب تمہرڈ اور لاسٹ گولی اوکے سویٹ ہارٹ۔
اس سے پہلے کہ وہ فائی رکتی کسی نے آکر اسکی ناک پر کلوروفارم سے بھیکا رومال رکھ دیا۔
نیچے گرے بالاج کو اس نے کوئی توجہ نہ دی تھی۔
وہ ردا کو لے کر وہاں سے چلتا بنا تھا۔

وہ سب پریشان بیٹھے تھے۔ انکی ناک کے نیچے سے لڑکی کڈنیپ کر لی گئی تھی۔
وہ لوگ میجر سے بھی کال کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر اسکا کچھ پتا نہ چل رہا تھا۔
تبھی فون بجا تھا۔
یس۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

واٹ؟؟؟ کب؟ کہاں ہے وہ؟

اوکے میں پہنچتا ہوں۔

فون پھینک کر وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

سراز اوری تھنگ اوکے؟؟؟

فراز اسے دیکھ کر سمجھ گیا کہ گڑبڑ بڑی ہے۔

مم میجر۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

علی کو گولی لگی ہے۔ وہ ہاسپٹل میں ہے۔

علینہ نے بمشکل اپنی چیخ کو روکا تھا۔

مجھے ابھی جانا ہوگا۔

سر میں بھی چلتا ہوں۔

وہ دونوں فوراً گاڑی لے کر راولپنڈی کے لیے نکلے۔

علی کو راولپنڈی سی ایم ایچ میں ریفر کیا گیا تھا۔

علینہ۔۔۔۔

ثانیہ اسکے پاس آئی تھی۔

وہ جو خود کو رونے سے باز رکھ رہی تھی ضبط کھو بیٹھی۔

اسکی حالت دیکھ کر پلو شے بھی اسکے پاس آگئی۔

ان دونوں نے اسے رونے دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ثانیہ واقف تھی علینہ کی علی سے محبت سے۔ اور پلو شے کو بھی اسی نے بتایا تھا۔

اور آج پلو شے کو محسوس ہو رہا تھا کہ آسان نہیں ہوتا ملک پر قربان ہو جانا۔

پچھے رہ جانے والے آپ سے محبت کرنے والے جی نہیں پاتے۔

جانے ایسی کتنی ہی خاموش محبتیں تھیں جو ملک پر قربان ہو گئی تھیں۔

علینہ سنبھالو خود کو وہ ٹھیک ہوں گے۔ تم تو بہت بہادر ہو نہ ہر روز ہم کتنے ہی ساتھیوں کو زخموں سے چور دیکھتے ہیں۔

ان کے زخموں پر بھی دل کٹتا ہے ثانی۔ مگر محبت کو اس حال میں نہیں دیکھا جاسکتا۔ میرے اختیار میں ہوتا تو میں کبھی ایک فوجی سے دل نہ لگاتی۔ اللہ کی قسم ثانیہ۔ کیا مجھے نہیں معلوم کہ ہم ہر روز سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں۔ مگر میرے اختیار میں نہیں تھا۔ جس کے لیے میں ایک خراش بھی نہ لگنے کی دعائی میں مانگتی ہوں آج اسے گولیاں لگی ہیں ثانیہ۔ مم مجھے صبر کیسے آئے۔ وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔

ردا کو ہوش آیا تو خود کو ایک کمرے کے فرش پر پایا۔ اسکا سر چکرا رہا تھا۔
ہوش آگیا میری چڑیا کو۔

آواز پر اس نے بے یقینی سے سر گھما کر دیکھا۔
میر منزل بڑی شان سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔

مم مم باس ---

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا کہے۔

تو یہ ننھی چڑیا میر منزل کے پر کترنے کے چکر میں تھی۔

نن نہیں باس میں تو۔۔۔

تم تو بس اپنا بزنس چلانے کے چکر میں تھی۔ میر منزل اسکی بات کاٹ کر غصے سے بولا۔

باس میں۔۔۔

بکواس بند کرو تم۔

جانتی نہیں ہو کیا کہ میر منزل کو غداروں سے کتنی شدید نفرت ہے۔ پھر تم نے ایسا کرنے کا سوچ بھی کیسے لیا ہم۔۔۔

میر منزل غصے سے دھاڑا پھر ایک دم پرسکون ہو کر بولا۔

اتنا واہیات بزنس ہی ملا تھا کیا تم کو ہم۔۔۔ لڑکیاں بیچ رہی تھی تم۔ اپنی ہی دوست کو بیچ ڈالا تم نے۔

چھی چھی کتنی بری بات ہے یہ ہے نہ۔۔۔

تو کیا سزا ہونی چاہیے اسکی؟؟؟

بھوکے شیر۔۔۔

طیب کو اس نے اب دیکھا تھا۔ تو کیا اس نے غلط بندے کو مار دیا۔

اب کیسی طبیعت ہے؟؟؟

ٹھیک ہوں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویلے تمہیں اتنی چوٹ لگی نہیں جتنا تم پرٹنڈ کر رہے ہو۔

حیدر نے اسکے بازو پر دھموکا جڑا۔

آآہہ درد ہو رہا ہے یار۔

تو کیا ہوا۔ صرف بازو پر ہی درد ہے ڈرامے مت کر۔ اگر اتنا ہی پروٹوکول چاہیے تھا تو بلٹ پروف جیکٹ ہی

نہ پہنتا نہ۔

پاگل ہے کیا میں کیا وہاں مرا پڑا ہوتا اور کل تم لوگ میرے جنازے کو سیلیوٹ کر رہے ہوتے۔

ہاں تو تب تمہیں عزت ملتی نہ۔ ویلے ایک کام تم نے اچھا کیا خود کو راولپنڈی ریفر کروالیا۔ ورنہ میں کراچی ہرگز نہ آتا۔

اچھا۔ علی استزائی یہ ہنسا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر علی دنیا کے دوسرے کونے پر بھی موجود ہوتا تو اس تک سب سے پہلے پہنچنے والا انسان

حیدر آفان ہوتا۔

چل بہت ہو گئے ڈرامے میں ڈاکٹر سے بات کر کے ڈسچارج پیپر بنوا رہا ہوں شرافت سے میرے ساتھ

مری چل۔

کیا یار کبھی تو پروٹوکول دے دیا کر مجھے۔ یہ حسرت لے کر ہی مر جاؤں گا میں۔

علی آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔

حیدر کے آجانے سے وہ جیسے سکون میں آگیا تھا۔

علی کے گھر پر اطلاع نہیں دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویسے بھی جب تک فوجی اسٹیبیل نہیں ہو جاتے فوج انہیں اپنے پروں میں ہی سمیٹے رکھتی ہے۔

حیدر اسے مری واپس لے جا رہی تھا۔

کیا سوچ رہے ہو ہم؟؟؟

ردا سے ملنا چاہیے۔

دماغ تو نہیں چل گیا۔

اوں ہوں گیم تو ابھی سٹارٹ ہوئی ہے۔

مطلب؟؟؟

کیپٹن فراز ردا کی تمام ایکٹیویٹیز کی فائل آپ مجھے بھیجیں گے۔

اوکے سر۔

کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔

حیدر الجھ گیا وہ کیا سوچ رہا تھا اسے کچھ خبر نہ تھی۔

چاند چڑھے گا تو دنیا دیکھے گی۔

علی کوئی کر توت نہ کرنا اب تم۔

تم میرے ٹیلیٹ پر شک ہی کرتے رہنا ہر وقت۔

ٹیلیٹ اور تجھ میں اللہ معاف کرے۔

جیلز عوام کو نئے منہ۔

علی میں تجھے گاڑی سے پھینک دوں گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چپ ہو جاؤ اور چلو ڈرائی یور۔۔۔۔۔

ڈرائی یور کی ایسی کی تیسری تجھے تو میں بتاتا ہوں۔

حیدر گاڑی سے باہر نکلا تو علی نے ہمت کر کے فوراً گاڑی لاک کر دی۔

اور پچھلی سیٹ ڈرائی یونگ سیٹ پر آگیا۔ فراز فرنٹ سیٹ پر تھا۔

اب بے چارہ سینیٹی رز کی لڑائی میں کیا بولتا۔ (میسنا)

حیدر باہر سے دروازہ پیٹ رہا تھا مگر علی گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

وہ کچھ کہہ رہا تھا مگر علی گاڑی لے گیا۔

کراہیہ ہے نہ تیرے پاس مری میں ملیں گے۔

آگے جا کر اس نے گاڑی روک کر ہانگ لگائی تھی اور یہ جاوہ جا۔

حیدر جتنی گالیاں اسے دے سکتا تھا وہ دے رہا تھا اسکے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

سو غصے سے کھولتا بس اسٹیشن کے لیے رکشہ ڈھونڈنے لگا۔

بھوکے شیروں والا آئی بیڈیا ویلے برا نہیں ہے۔ مگر میرا مزمل اتنی آسان موت کسی خدار کو نہیں دے سکتا۔

تو کیا کیا جائے آپ کے ساتھ پھر مس ردا۔

ردا فرش پر گری ہوئی تھی۔ جبکہ میرا مزمل صوفے پر بیٹھا نیچے جھک کر بولا۔

بب باس پپ پلیر۔۔۔۔۔

ردا سہمی ہوئی بچی لگ رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جانتی ہو کیا تمہیں موت نہیں دینی چاہیے بلکہ تمہیں موت سے بدتر زندگی دینی چاہیے۔
آئی بیٹا ہے تو پھر سزا کیا ہونی چاہیے۔
سر میڈ نہیں ہے ہمارے پاس۔
طیب مسکراتے ہوئے بولا۔
اوہ دیٹس گریٹ طیب سو مس ردا ظہیر آپ اب سے میر ولا کی میڈ ہوں گی۔
اور میڈ کیا کیا کام کرتی ہے آپ کو تو پتا ہو گا ہی ہے نہ۔۔۔
اور چالاکی کرنے کی سوچنا بھی مت۔ میری نظر تم پر ہی ہو گی۔
میر مزمل وہاں سے چلا گیا۔
تو کیسا لگ رہا ہے مس ردا ظہیر۔ طیب کینگی سے ہنسا۔
تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔ ردا نفرت سے بولی۔
باہا با جتنا بھی گھٹیا ہوں مگر تم سے کم ہوں سوئیٹ ہارٹ۔ ویلے آپس کی بات ہے میری منگیت کو کہاں
پہنچایا تم نے۔
موقع آنے دو تمہیں بھی وہیں پہنچاؤں گی۔
باہسہ میں تو ڈر گیا۔ یہ تو وہی بات ہوئی نہ پھر رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔ ویلے کچھ بھی ہے ہو تم
بہت گھٹیا عورت۔ اس انسان پر ہی گولی چلا دی جو تم سے محبت کرتا تھا۔ چلو اچھا ہی ہوا اب ڈائی ن
سے محبت کی تھی تو بھگتنا تو تھا ہی نہ۔
بکو اس بند کرو تم۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ردا غصے سے سرخ ہو گئی۔

ارے ارے تو جنگلی بلی کو غصہ آرہا ہے۔ سنا نہیں باس نے کیا کہا۔ میاؤں میاؤں جا کر پوچھا لگاؤ۔
ہا ہا ہا اسمگلر بننے چلی تھیں میڈ بن گئی یں واہ کیا بات ہے۔ عورتیں کتنی ترقی یافتہ ہو گئی ہیں۔
اسکی بے بسی کا مذاق اڑاتا وہ مزے سے چل دیا۔

جبکہ ردا وہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
پتا نہیں سارہ شیخ تک پہنچی ہوگی بھی یا نہیں۔ اور اگر نہیں پہنچی تو پھر کیا ہو گا۔
میر منزل کے شکنجے سے نکل کر بھاگ بھی گئی تو کیا شیخ اسے چھوڑ دے گا۔
یہ میں کہاں پھنس گئی ہوں۔ آگے مگر مچھوں سے بھرا کنواں ہے تو پیچھے گدھوں سے پُر کھائی۔
اور بالاج۔۔۔

میں نے کتنا برا کیا اس کے ساتھ۔
ایک موقع ملا تھا مجھے ایک اچھی اور محبت سے بھری زندگی گزارنے کا مگر میں نے زیادہ کے لالچ میں
تھوڑے کو بھی گنوا دیا۔

کاش وہ زندہ ہوا اسے کچھ نہ ہوا ہو۔ میں اسے سب سچ بتا دوں گی۔ اور معافی بھی مانگ لوں گی۔
میں اس سے کہوں گی کہ وہ مجھے یہاں سے بہت در لے جائے۔ پھر دیکھتی ہوں کہ کیسے یہ میر منزل
مجھ تک پہنچتا ہے۔

اسکا شیطانی دماغ پلاننگ کر رہا تھا مگر اب دیکھنا یہ تھا کہ پلڑا کس کا بھاری ہوتا۔
ردا کا یا بالاج کا۔ اووو پسسس مطلب میجر علی کا۔ کیونکہ ہمارے میجر علی ہی تو بالاج تھے نہ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات کے دس بج چکے تھے اور ان لوگوں کا کچھ پتا نہ تھا۔ علینہ دوپہر سے فراز کو کال کر رہی تھی مگر وہ کال ریسپو نہیں کر رہا تھا۔ ٹینشن سے اسکی حالت خراب ہو گئی تھی۔
پلو شے اور ثانیہ نے زبردستی اسے دودھ کے ساتھ ٹیبلٹ دے کر سلایا تھا۔
لگتا ہے وہ لوگ آگئے۔

گاڑی کا ہارن بجا تھا۔
وہ دونوں اسے سوتا چھوڑ کر نیچے آگئی ہیں۔

آپ ٹھیک ہیں نہ میجر علی؟؟؟

یس کیپٹن ثانیہ ایم فٹ اینڈ فائی ن۔

علی ذرا سا مسکرا کر بولا۔

وہ صوفے پر آکر گر سا گیا۔

گاڑی لاک کرنے کے چکر میں وہ جلدی سے آگے آیا تھا زخم تازہ تھا سو دکھنے لگا تھا۔ مگر پھر بھی وہ ڈرائیو کرتا رہا تھا۔

اسلام آباد سے وہ لوگ باہر نکلے تو علی کی بس ہو گئی۔

کیپٹن فراز آپ ڈرائیو کریں۔

خود وہ پسینہ سیٹ پیچھے کر کے آرام سے لیٹ گیا۔

رات دس بجے وہ مری پہنچے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فراز اسے پلو شے کے اپارٹمنٹ میں ہی لے آیا تھا۔ کیونکہ علیہ اور ثانیہ وہیں پر تھیں۔

علیہ اسے کالز پر کالز کر رہی تھی مگر وہ جان بوجھ کر نہیں اٹھا رہا تھا۔

دوپہر کو ٹینشن کی وجہ سے اور بعد میں اسکو تنگ کرنے کی غرض سے۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو پلو شے اور ثانیہ کو منتظر پایا۔ علیہ میڈم کہیں نہیں تھی۔

تم دونوں کیا گھورتی رہو گی۔ بھوک لگ رہی ہے اور بیمار بھی ہوں میں۔

علی نے مصنوعی غصے سے گھورا۔

حیدر کی نسبت علی سب سے فرینڈلی تھا۔ جبکہ حیدر کا خوب رعب تھا ان پر۔

وہ ام بس کھانا لگانے جا رہا تھا۔

پلو شے ہڑبڑا کر اٹھی۔

تم رہنے دو پلو شے۔ ویلے بھی تمہیں تیز بخار تھا۔ تو کیپٹن ثانیہ آپکو میں درخواست لکھ کر دیتا ہوں۔

وہ کس لیے؟؟؟ ثانیہ حیران ہوئی فراز کا دماغ چل گیا تھا کیا؟؟؟

وہ میں درخواست لکھ کر دیتا ہوں نہ کہ پلو شے کو بخار ہے اور ہمیں بھوک لگ رہی ہے تو آپ زحمت

کریں تھوڑی سی۔

فراز سنجیدہ تاثرات لیے بولا۔

جبکہ علی کا زوردار قہقہہ گونجا تھا۔

ثانیہ نے کھا جانے والی نظروں سے فراز کو گھورا۔

میں میجر حیدر کا ویٹ کر رہی تھی۔ کہاں ہیں وہ؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے یہ سست انسان اب تک نہیں پہنچا۔
علی کو بھی یک دم اسکی یاد آئی۔
کیا مطلب وہ آپ لوگوں کے ساتھ نہیں تھے۔
نہیں۔

کیوں؟؟؟

وہ دونوں ہی حیرت سے تک رہی تھیں۔
مطلب ہم اسے پنڈی میں ہی چھوڑ آئے تھے۔
علی نے ایسے بتایا جیسے بہت ہی قابلِ فخر کارنامہ انجام دیا ہو۔
پلو شے مجھے چٹکی کاٹنا ذرا۔۔۔
ثانیہ کو تو زیادہ ہی صدمہ لگ گیا تھا سن کر۔
کاٹ تو ام لے گا مگر کاٹنی کیوں؟؟؟
اس نے بھی معصومیت کی انتہا کر دی۔
یہ دونوں میجر حیدر کو۔۔۔ میجر حیدر دی گریٹ ہٹلر کو راستے پر چھوڑ کر آ گئے۔
آؤچ۔

پلو شے نے زور سے اسے چٹکی کاٹی تھی۔
اب کیوں کاٹی۔۔۔؟؟؟ وہ اپنا بازو سہلا رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم نے خود ہی تو کہا تھا کاٹے کو اور ام نے کہا تھا وجہ بتاؤ اب تم نے وجہ بتایا تو ام نے چٹکی کاٹ دیا تم کو۔

باہا پلو شے یو آر سو کیوٹ سیر یسلی کوئی اس قدر بھی کیوٹ ہو سکتا ہے بھلا۔ اور ام کو سمجھ نہیں آیا ام تم بتائے گا۔

پلو شے یو آر رئی ملی سو سوئی یٹ۔

علی سچے دل سے بولا۔

اہمممم۔۔۔

گلا کھنکارنے کی آواز پر علی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیدر بازو لپیٹے کھڑا تھا۔

اوہ میجر صاحب آپ پہنچ گئے کافی جلدی نہیں پہنچے۔

علی شرارتی انداز میں بولا۔

تمہاری تو ایسی کی تیسی۔

حیدر اس پر جھپٹا تھا۔ علی کو بھاگنے کا موقع ہی نہ ملا۔

حیدر نے خوب اسکی درگت بنائی تھی۔

اونے بس کر۔ اونے مریض ہوں میں۔

علی دہائی یاں دے رہا تھا۔

پلو شے تو علی کے بازو سے خون نکلتا دیکھ کر ڈر گئی جبکہ ثانیہ اور فراز حیدر کا یہ روپ دیکھ کر حیران تھے

جو صرف علی کے لیے تھا۔

علی کی خوب درگت بنا لینے کے بعد حیدر نے ہی اسکی دوبارہ ڈریسنگ کی تھی۔

ویلے حیدر ایک بات تو بتا۔ تیرا سفر کیسا تھا۔

حیدر اسکی ڈریسنگ کر رہا تھا جب علی کو پھر شرارت سو جھی۔

حیدر نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔

آج کے دن جتنی اسے خواری ہوئی تھی اتنی تو اسے پی ایم اے میں ٹریننگ کے دوران بھی نہیں کاٹنی پڑی تھی۔

پہلے تو اسے رکشہ نہ مل رہا تھا۔ دھوپ میں کھڑے ہو کر اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔

یہ مریکے لوگوں کو پنڈی کی گرمی کہاں برداشت تھی۔

ٹریننگ کے بعد بھی وہ مری میں ہی تھا کسی گرم علاقے سے اسکا پالانہ پڑا تھا۔

مگر اب یہ علی کی مہربانی تھی کہ وہ سزا کاٹ رہا تھا۔

بہت مشکل سے ایک رکشہ والا مانا تھا مگر پیسے بھی اس نے اچھے خاصے لیے تھے۔

اتنے پیسوں کے پیٹرول میں وہ آرام سے مری پہنچ جاتا جتنے پیسے رکشہ والا اس سے بس اسٹیشن تک

کے مانگ رہا تھا۔ ناچار اسے جانا پڑا۔

پرانے زمانے کی بس پر وہ بیٹھا تھا۔ وہ بھی بس پر چڑھنے کے لیے اسے خاصی بھاگ دوڑ کرنی پڑی تھی۔

پھر بس کا ہارن ماشاء اللہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی صور پھونک رہا ہو۔ رہی سہی کسر اونچی آواز میں گے

گانوں نے کر دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈرائی یور بھی یوں لگتا تھا جیسے پہلے ٹرک چلاتا رہا تھا۔ عطا اللہ عیسیٰ خیلوی کے گانے اس نے ایک منٹ کے لیے بند نہ کیے تھے۔

حیدر کا بس نہ چل رہا تھا اٹھ کر ڈرائی یور کی پٹائی کر دے اور اس بھونپو کے آگے باندھ دے اس خبیث کو۔

ساتھ ہی وہ خود کو بھی کوس رہا تھا۔ کیا ضرورت تھی اس ذلیل انسان کے سامنے اپنا ٹیمپرز لوز کرنے کی۔

وہ تو عادتاً ہی بکواس کرتا رہتا تھا۔ ابھی جتنا ضبط کر رہا تھا اس وقت کر لیتا تو یہ خواری تو نہ کاٹنی پڑتی اس کو۔

یہ دن اسکے بدترین دنوں میں سے تھا اب علی کے پوچھنے پر پوری جزئیات سمیت اسے یاد آگیا تھا۔

یاد آنے پر اسکا ایک بار پھر دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر علی کی اچھی خاصی پھینٹی لگا دے۔

مگر پھر ڈریسنگ اسے ہی کرنی پڑتی سو اپنی ہی خواری کا خیال کرتے اس نے اپنے ارادوں پر مٹی ڈالی۔ سر آپ ٹھیک ہیں آپ کو زیادہ چوٹ تو لگی۔

علینہ صبح اٹھ کر نیچے آئی تو سامنے ہی علی بیٹھا ہوا تھا۔

کیپٹن علینہ آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کافی لیٹ آئی ہیں پوچھنے کے لیے۔

وہ ابرو اچکائے اس سے پوچھ رہا تھا۔ گویا کہہ رہا ہوا بھی کیا ضرورت تھی پوچھنے کی۔

علینہ رونے والی ہو گئی اسکی بات سن کر۔ ساتھ ہی اسے پلو شے اور ثانیہ پر بھی شدید غصہ آیا جنہوں نے اسے نیند کی گولی کھلائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سر میں ---

اسکی طبیعت خراب تھا اسلیے ام نے اسکو ٹیبلٹ دے کر سلا دیا تھا۔
پلو شے ناشتے کی ٹرے اٹھائے کچن سے نکلی تھی۔ اور علیہ کی روتی صورت دیکھ کر فوراً اسکے دفاع میں
بول پڑی تھی۔

مگر بیمار تو آپ بھی تھی پلو شے آپ تو نہیں سوئی۔
علی بھی خوب ہی تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔
کیونکہ ام اور ثانیہ باتیں کر رہا تھا تبھی جاگ رہا تھا۔ اور آپ اب زیادہ اسکو تنگ مت کرو اچھا نہ۔
پلو شے نے اسے جھاڑا۔ ویلے بھی کراچی میں انکی کافی دوستی ہوگئی تھی۔
اچھا مادام جو آپ کہیں۔ علی شرارت سے اسکے آگے جھکا۔
اور علیہ نے اسکا یہ انداز بخوبی نوٹ کیا تھا۔ اس کے اندر حسد نے سر اٹھایا تھا۔
وہ غصے سے وہاں سے پلٹ گئی۔

اب کیسی طبیعت ہے تمہاری۔
ناشتے کی ٹیبل پر حیدر نے اس سے پوچھا تھا۔
شکر ہے تمہیں میرا خیال آیا۔ دوست ہی تو دوست کے کام آتا ہے۔
ورنہ یہاں تو مجھے گولی لگنے کا سن کر لوگ پہلے ہی بیمار پڑ گئے تاکہ میری خاطر نہ کرنی پڑے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علی انہیں تنگ کر رہا تھا مگر علیہ کو اپنی ہتک محسوس ہوئی تھی۔ بے ارادہ ہی اسکی نظر پلو شے پر پڑی جو علی کو گھور رہی تھی اور علی اسے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔

علیہ کا دل چاہا وہ پلو شے کو کہیں غائب کر دے۔

ہوتا ہے نہ کہ جب آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اسکے لیے ان سیکور بھی ہوتے ہیں۔

یہی علیہ کے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔ اسے علی اور پلو شے کی فریکنس سخت کھل رہی تھی۔

میجر علی تو آج سے پہلے کبھی کسی لڑکی سے فری نہیں ہوئے اور پلو شے بھی تو کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی۔ میجر حیدر کی مثال اسکے سامنے تھی۔ وہ انکے سامنے زیادہ آنے سے بھی کتراتے تھے۔

مگر اب علی اور پلو شے کی فریکنس -----

علیہ وہاں سے اٹھ گئی۔

ارے علیہ ناشتہ تو کر لو۔

پلو شے نے اسے اٹھتے دیکھ کر روکا۔

مجھے بھوک نہیں تم لوگ کرو ناشتہ۔

چبا چبا کر کہتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

حیدر کو کسی کام سے اسلام آباد جانا پڑ گیا۔ وہ پلو شے کی ذمہ داری علی کو سونپ کر گیا۔

اور یہ واقعہ تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے جیسا ثابت ہوا۔

علیہ کے دل میں پلو شے کے لیے میل آ گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے ایک بار بھی پلو شے سے جانے کی کوشش نہ کی خود سے ہی سب کچھ سوچ لیا۔ اور اسی سوچ کے پیش نظر وہ پلو شے سے بد دل ہو گئی۔

پلو شے بھی مصروف تھی علی اسکے لہجے کو گروم کر رہا تھا۔ تاکہ وہ شاہ گے خان نہیں۔
پلو شے کی سالگرہ تھی۔ علی نے سرپرائی زپارٹی پلان کی تھی۔

پلو شے کو ثانیہ بازار لے گئی تھی۔ جبکہ فراز اور علینہ کو علی نے پلو شے کے اپارٹمنٹ میں بلا لیا تھا۔
وجہ جان کر علینہ مزید چڑگئی۔

طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر اس نے کسی کام میں حصہ نہ لیا۔
یہ گھر اتنا اندھیرے میں کیوں ڈوبا ہوا ہے۔

پلو شے اور ثانیہ واپس آئی ہیں تو ہر طرف اندھیرا ہی تھا۔
شاید لائیٹ خراب ہوئی ہے۔

آرام سے چلتی وہ اندر آئی ہیں۔

سرپرائی ز۔۔۔۔۔

زوردار آواز کے ساتھ ہی ہر طرف روشنی ہو گئی۔ سامنے ہی فراز علی اور علینہ کھڑے تھے۔

ہپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔

ہپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔

ہپی برتھ ڈے ڈییر پلو شے ہپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔۔

علی نے اسے کندھے سے لگایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تھینکس۔ اُس رُئی پُلی امیزنگ۔

چلو پھر کیک کاٹیں۔

ہممم۔۔۔

کیک کاٹ کر اس نے سب سے پہلے علی کو کھلایا پھر ثانیہ کو پھر فراز۔ اسکے بعد علینہ کے پاس آئی۔

تمہیں مبارک ہو یہ کیک۔

علینہ نے اسکے منہ میں ڈال دیا۔

تم نہیں کھائے گا کیا؟؟؟

نہیں مجھے کیک پسند نہیں۔

مگر تھوڑا سا کھا لیتی۔

تھینکس پلو شے۔ بٹ آئی ڈونٹ۔

کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر علی اور فراز چلے گئے تھے۔

جبکہ ثانیہ بھی تھکاوٹ کا کہہ کر سونے چلی گئی۔

علینہ باہر لان میں بیٹھی تھی سو پلو شے اسکے پاس چلی آئی۔

کیا بات ہے علینہ تم کچھ اپ سیٹ ہے کیا؟؟؟

نہیں تو تمہیں ایسا کیوں لگا؟؟؟

ام کو لگ رہا ہے بہت دن سے تم پریشان ہے۔ ام کو بتاؤ۔ پتا ہے بتانے سے مس ئی لہ حل بے شک

نہ ہو مگر دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہونہہ تم میرے دل کا بوجھ ہلکا کرو گی۔ حیرت ہے دل کا بوجھ بڑھانے والے ہی گھٹانے کی بات کر رہے ہیں۔

علینہ طنزیہ ہنسی۔

کیا مطلب ہے عیینہ ام سمجھا نہیں۔

یہی تو مسئی لہ ہے پلو شے کہ تم سمجھی نہیں کچھ بھی۔

تم صاف صاف بتاؤ ام کو بات کیا ہے؟؟

جانتی ہو کسی کی محبت پر جانے بوجھتے نظر رکھنا گھٹیا پن کے زمرے میں آتا ہے۔

پتا ہے کیا انسان پہاڑ سے گر جائے مگر کسی کی نظروں سے نہ گرے۔

علینہ یہ تم کیا بات کر رہا ہے ام نے ایسا کیا کیا ہے جو تم ام کو اس طرح کہہ رہا ہے۔۔۔۔

پلو شے کو عیینہ کا انداز کھٹک رہا تھا مگر اسکی بات اسکے سر سے گزر رہی تھی۔

تو ٹھیک ہے پھر میں تمہیں صاف صاف ہی بتاتی ہوں۔ تم جانتی تھی نہ کہ میجر علی سے میں محبت کرتی

ہوں مگر تم نے جانے بوجھتے میری محبت پر نظر رکھی۔ کیوں کیا تم نے پلو شے کیا تمہیں میجر علی ہی لے

تھے۔ کیا دنیا میں باقی لڑکے ختم ہو گئے تھے۔ جو تم نے۔۔۔۔

بس عیینہ اب اور نہیں۔ تم ام کو گھٹیا کہہ رہا ہے مگر خود تمہارا سوچ کس قدر چھوٹا ہے تم کو اندازہ بھی

نہیں۔ میجر علی کو ام صرف اپنا دوست اور بھائی مانتا ہے۔ اسکے آگے اور کچھ بھی نہیں۔ اور ام کو اس

رشتے نے ہی آج اس مقام پر پہنچایا ہے۔ تم کو میجر علی مبارک ہو عیینہ۔ مگر تم نے آج ام کو بہت

تکلیف پہنچایا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے خود کو بمشکل رونے سے باز رکھ رہی تھی۔ مگر دل اس قدر دکھاتا تھا کہ آنسو رک نہ رہے تھے۔ وہ وہاں سے بھاگتی ہوئی چلی گئی۔

اور میجر حیدر جو اسکو برتھ ڈے وش کرنے آیا تھا اپنی جگہ شکڈرہ گیا تھا۔
علینہ پہ ایک نظر ڈال کر وہ کسی کو بھی خبر ہوئے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

پلو شے روتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی تھی۔ علینہ اسکے بارے میں ایسا سوچتی ہوگی وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ پلو شے کو جس رشتے نے اتنی تکلیف دی تھی وہ دوبارہ کیسے وہ رشتہ بنا سکتی تھی۔
آج پھر اسکی رات اذیت بھری ہی ہونی تھی۔

حیدر رات گیارہ بجے دوبارہ گاڑی اسلام آباد کے راستے پر ڈال چکا تھا۔
علینہ سے تو وہ بعد میں نیپٹ لیتا مگر پلو شے کیوں اس قدر اذیت میں تھی یہ جاننا زیادہ ضروری تھا۔
اسے پلو شے سے اپنی پہلے ملاقات یاد آئی تھی۔

پلو شے کم آن آج ہم خوب چل کریں گے اوکے۔۔

او کے ڈن مگر کارام ڈرائی پو کرے گا۔

او کے میڈم جی جو حکم۔ آج تو پیپرز سے ہماری جان چھوٹ گئی۔ ڈی یو نیورسٹی گڈ

بائے تے تے تے تے تے

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے کا آج آخری پریکٹیکل تھا۔

پلو شے میڈیکل کی سٹوڈنٹ تھی مگر اپنے بیج کی سب سے شرارتی لڑکی تھی۔ اسے دیکھ کر کوئی اندازہ نہ کر سکتا تھا کہ اتنی شرارتی لڑکی اتنے حساس شعبے میں تھی۔

وہ پلو شے کی پجیرو میں گھومنے نکلی تھیں۔ اتنی جولی طبیعت ہونے کے باوجود پلو شے کی صرف ایک ہی دوست تھی۔ حمہ۔۔۔

وہ دونوں بچپن کی دوست تھیں اور دونوں ہی بلا کی شرارتی تھیں۔
گاڑی سگنل پر کی تھی۔

دیکھ دیکھ پلو شے سامنے وہ ہینڈ سم سا بندہ سوک ہنڈا میں۔۔۔
ہممم ہینڈ سم تو ہے مگر اسکا گاڑی ہینڈ سم نہیں ہے۔
وہ دونوں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسی تھیں۔

حمہ نے اسکو ٹھینکا دکھایا تھا۔ ساتھ ہی انگوٹھا نیچے موڑ کر زبان چڑائی تھی۔
حیدر نے ان بگڑی لڑکیوں کو دیکھا تھا پھر اپنا بیج نکال کر دکھایا تھا۔

اوو وپسس پلو شے یہ تو آرمی آفیسر ہے۔

حمہ کی تو ٹائی میں ٹائی میں فیش ہوگئی تھی۔

جبکہ پلو شے اسکی حالت پر ہنس رہی تھی۔

پلو شے تجھے تو اللہ ہی پوچھے۔ وہ فوجی اگر مجھے الٹا لٹکا دے تو۔۔۔

تو میں ضرور تمہاری اچھی اچھی پکس بناؤں گی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دشمن نہ کرے

دوست نے وہ کام کیا ہے

بس کر دے حمہ ام کو تمہاری اوور ایکٹنگ نہیں پسند۔

ہو نہہہ۔۔۔

پلو شے گھر آئی تو زرگل بیگم پریشان بیٹھی تھیں۔

کیا ہوا مورے سب ٹھیک ہے نہ۔

بیٹا تمہارا مورے ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔

کیوں بابا کیا ہوا؟؟؟

بیٹا وہ مسز ملک آئی تھیں اور پھر تم تو جانتا ہے نہ وہ اپنا بیٹی کا شادی چھوٹی عمر میں کر چکا ہے۔ اب وہ

یہی باتیں روز آکر تمہارا مورے کو بتاتا ہے تو تمہارا مورے پریشان ہو جاتا ہے کہ اب تک تمہارا شادی کیوں

نہیں ہوا۔

ارے مگر بابا ام تو ڈاکٹر بننے کے بعد اس بارے میں سوچ لے گا نہ۔

پلو شے ام بھی تو تمہارا مورے کو یہی بات سمجھا رہا ہے نہ۔

تم باپ بیٹی ام کو ہی سمجھاتا ہے خود کیوں نہیں سمجھتا۔

وہ ٹھیک ہی تو کہتا ہے اسکی بیٹی کا دوسرا بچہ ہو گیا ہے اور یہ پاگل جی نے اب تک ایسے ہی گھوم رہا

ہے۔

مگر مورے بچے تو شادی کے بعد ہوتے ہی ہیں مگر ڈاکٹر تو نہیں بن سکتا تھا نہ ام۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے لاڈ سے ان کے گلے میں بازو ڈالے بولی۔

بات مت کرو تم ام سے ام تم سے سخت ناراض ہے۔

بابا تم سمجھاؤ مورے کو ام تو سونے جا رہا ہے۔ پیپرز کی وجہ سے تو ام ٹھیک سے سو بھی نہیں سکا۔

خان آپ سمجھاؤ اس لڑکی کو بس اب بہت ہو گیا اب ام کسی کی بھی نہیں سنے گا۔ ام کو اسکی شادی کروانی ہے اب اور بس۔

ارے زرگل تم بھی کمال کرتا ہے امارے خاندان میں فقط امارا بیٹی ڈاکٹر بنا ہے۔

زما لور زما ویا رہ وہ (میری بیٹی میرا غرور ہے)

تین دن بعد حیدر یونیفارم میں ملبوس آرمی کی ہی گاڑی میں جا رہا تھا۔ گاڑی اس نے ذرا سائیڈ پر لگائی تھی۔

ابھی وہ گاڑی سے اترنے ہی لگا تھا کہ کسی نے پیچھے سے اسکی گاڑی کو ہٹ کیا تھا۔

اوہ شٹ۔۔۔

پلو شے گاڑی موڑ رہی تھی جب اسکی گاڑی ٹکرائی تھی۔

یا اللہ پلو شے تم تو آج گیا آج تو تم کو فرشتے ہی آکر بچالیں ورنہ یہ فوجی تو تم کو مار ہی ڈالیں گے۔

اس نے تیزی سے گاڑی گھمائی تھی۔

ہیے یو سٹاپ دا کار۔۔۔

اسے پیچھے سے آواز سنائی دی تھی مگر وہ گاڑی بھگالے گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یا اللہ جی آج ام کو بچا لے۔

تھوڑی ہی دورگئی تھی وہ کہ اچانک اسے بریک لگانی پڑی۔

سامنے ہی اس دن والا آدمی یونیفارم پہنے بازو لپیٹے سخت تیور لیے کھڑا تھا۔

گاڑی اس نے ایسے کھڑی کی ہوئی تھی کہ روڈ بلاک ہو گیا تھا۔

پلو شے کو دانتوں پسینہ آیا تھا۔

گاڑی سے اترو۔

وہ کڑے تیوروں سے کہہ رہا تھا۔

ناچار اسے اترنا پڑا۔

ایم سوری سر ام ڈر گیا تھا۔ اس لیے ام۔۔۔۔۔ امارا غلطی نہیں ہے آپ نے گاڑی کو غلط جگہ پر پارک کیا ہوا تھا۔

پلو شے خان اور اپنی غلطی مان جائے ناممکن۔

اچھا تو مس آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ غلطی میری ہے۔۔ آپ کی گاڑی مس گائی یڈ ہوئی ہے۔

حیدر سخت تلملایا تھا۔

وهام ---

چپ ایک دم چپ۔۔۔ خبردار تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو۔ ایک سیکنڈ تم وہی لڑکی ہو نہ اس دن

والی ---

کک کونسی لڑکی وہ ام نہیں تھا اور ام تم کو نہیں جانتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے فوراً گاڑی کی جانب بڑھی۔

خبردار جو تم نے دوبارہ بھاگنے کی کوشش بھی کی تو۔ آرمی کی گاڑی کو ہٹ کیا ہے تم نے۔ ابھی میں تمہیں بیورو میں لے جاتا ہوں اور ٹیررسٹ ڈکلیئر کرتا ہوں پھر دیکھتا ہوں تمہیں بچاتا کون ہے۔
نن نہیں سر ایم ری پلی ویری سوری پلینز غلطی سے ہو گیا ام سوری کرتا ہے آپ پلینز ام کو جانے دیں۔
پلو شے رونے والی ہو گئی۔

حیدر کا فون وائی بریٹ ہوا تو اس نے اس پہ اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور جانے دیا۔
دوبارہ کبھی تم نے ایسی کوئی حرکت کی نہ تو دیکھ لینا تم۔
غصے سے کہتا وہ وہاں سے چل دیا۔

پلو شے شکر کرتی گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ مگر آگے اک نئی پریشانی سر اٹھائے کھڑی تھی۔
مورے۔۔۔ کیا ہوا مورے آپ رو کیوں رہا ہے؟؟؟
تمہاری وجہ سے پلو شے اللہ تم جیسا ناہنجار اور نافرمان اولاد کسی کو نہ دے۔
مگر مورے ہوا کیا ہے؟؟؟

کچھ نہیں بیٹا وہی ہوا ہے جو روز ہوتا۔
شہروز خان نے لقمہ دیا۔

ایک تو یہ مسز ملک بھی نہ اللہ انکی روح کو سکون دے۔ اچھا مورے ام راضی ہے شادی کے لیے آپ روئی میں نہیں۔

کیا سچ میں تم راضی ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہاں ہم راضی ہے۔

پلو شے امارا پیارا بیٹی ہے تم۔ ام کل ہی۔۔۔

جی مورے ام کل ہی مسز ملک کے گھر رشتہ لے کر جائے گا انکے فرمانبردار بیٹے ہادی کے لیے۔
کیا ہادی کے لیے؟؟؟ تم ہادی سے شادی کرے گا۔

ہاں کیوں مورے آپ بھی تو اسکی اتنی تعریف کرتا ہے نہ تو ام اس کے لیے رشتہ لے کر جائے گا اور
اسکو رتجیکٹ کر کے آئے گا۔

مگر پلو شے۔۔۔؟؟؟

بس مورے مسز ملک آپ کو پریشان کرتا ہے نہ کل کے بعد نہیں کرے گا۔
پتا نہیں کل تم کیا گل کھلائے گا پلو شے۔

ارے زرگل یہ تو خوشی کی بات ہے آپ مرے ہادی کے لیے آئے ہیں۔
بس میرا ہادی ہے ہی اس قدر اچھا کہ لڑکی والے خود رشتہ لے کر آئے ہیں۔

ہاں آئی آپ بلاؤ ہادی کو ام دیکھنا چاہتا ہے۔

مسٹر ملک اور شہروز خان چپ بیٹھے یہ کارروائی ہوتی دیکھ رہے تھے۔

ہاں میں ابھی بلاتی ہوں۔

مسز ملک فوراً اٹھ کر گئی تھیں۔ اور انکے ساتھ آنے والی شخصیت کو دیکھ کر پلو شے کی سٹی گم ہو
گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ ہادی ہے۔

جی بالکل یہی ہے میرا ہادی میرا پیارا بیٹا۔

جبکہ حیدر حیران سا کھڑی اس ٹکر والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اسکا پیچھا کرتی اسکے گھر تک آگئی تھی۔
مگر پھر شہروز خان اور زرگل بیگم کو دیکھ کر اور بھی حیران ہوا۔ وہ انہیں تو جانتا تھا مگر یہ لڑکی۔
آؤ ہادی بیٹا یہ پلو شے ہے زرگل اور شہروز بھائی کی بیٹی۔ یہ تمہارے رشتے کے لیے آئے ہیں۔
مام یہ مگر مجھے۔۔۔

ام کو یہ پسند نہیں آیا مورے۔

پلو شے اسے دیکھ کر پریشان تو ہوئی تھی مگر پھر ہمت کر کے اپنے پلان پر عمل کرنے لگی۔
آپ دیکھیں اسکو یہ تو اتنا خوبصورت بھی نہیں ہے۔

پلو شے نے اسکی گندمی رنگت پر چوٹ کی۔

حیدر اچھا خاصا ہینڈ سم تھا مگر اب ایک پٹھانی کے لیے تو اتنا خوبصورت نہیں تھا نہ۔
اور دیکھو مورے اسکی آنکھیں بھی ٹیڑھی ہیں۔ اور اسکے۔۔۔۔

بس بہت ہوا اب اور میں اپنے بیٹے کی برائی نہیں سنوں گی۔ میرے چاند سے بیٹے کو اتنی باتیں سنار ہے
ہیں آپ۔

دیکھو نشاء تم کو برا لگا اسکے لیے سوری مگر ام کو تمہارا بیٹا پسند نہیں آیا۔ اور ام چلو چپ بھی ہو جاتا مگر
پلو شے کو ہی پسند نہیں آیا تو ام کیا کر سکتا ہے۔ چلو کوئی بات نہیں تم دل پر مت لینا ٹھیک ہے

نہ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ لوگ واپس آ گئے تھے۔

جبکہ نشاء بیگم بیٹھی رو رہی تھیں اور ساتھ ہی پلو شے کو کوسنے دے رہی تھیں۔ جو انکے چاند سے بیٹے کو ٹھکرا کر گئی تھی۔

تم لوگ کسی کام کے نہیں ہو۔۔۔ ایک لڑکی کو اب تک تم لوگ ڈھونڈ نہیں پائے ہو۔

میر منزل کا غصہ عروج پر تھا۔

کتنے ہی لوگوں کو وہ اسے ڈھونڈنے کا کہہ چکا تھا مگر تانیہ شاہ کی کچھ خبر نہ مل رہی تھی۔
جانے کب تم دوبارہ ملو گی مجھے۔

اب جب ملو گی نہ تو میں واپس کہیں نہیں جانے دوں گا۔

وہ ضدی لہجے میں کہہ رہا تھا۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ تانیہ اسکے لیے جنون بنتی جا رہی تھی۔

وہ کہیں سے بھی اسے ڈھونڈ لینا چاہتا تھا۔ مگر ستم تو یہ تھا کہ وہ اب تک اسکا کوئی سراغ نہ لگا پایا تھا۔
سوائے اسکے کہ وہ رہتی مری میں ہی تھی۔

کہاں؟؟؟؟ اب تک پتا نہ چل پایا تھا۔

اس لڑکی کی اتنی ہمت بھی کیسے ہوئی کہ اس نے میری مام کو رُلا لیا۔ نو مس پلو شے یو ہیو ٹو پے۔
وہ اسے سبق سکھانا چاہتا تھا مگر ایسا کیا کرے وہ ہمم۔

بہت سوچنے کے بعد آخر کار ایک سوچ اسکے ذہن میں آگئی جس کے بعد وہ مطمئن ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے کی ہاؤس جاب شروع ہو چکی تھی۔ وہ وہاں بڑی ہو گئی۔

بہت دنوں تک حیدر کی پلو شے سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔

پلو شے اس بات کو یکسر بھلا چکی تھی۔ ایک دن وہ اور حمزہ ہاسپٹل سے سیدھا شاپنگ مال گئی تھیں۔

حمزہ کو اسکی کوئی کزن مل گئی تو وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئی۔ پلو شے کچھ دیر تو انکے ساتھ رہی

مگر پھر بور ہو کر وہ وہاں سے نکل آئی۔

وہ کچھ ڈریسز دیکھ رہی تھی تبھی حیدر کی نظر اس پر پڑی۔

وہ کسی کام سے وہاں آیا تھا مگر اب ایک تیر سے دو شکار والا معاملہ ہو گیا تھا۔

ہائے۔

جی آپ کون۔ پلو شے انجان بنی۔

حیدر کو غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گیا۔

میرے خیال سے ہمیں پرانی باتیں بھلا دینی چاہیے رائے۔۔۔۔

اور آپ کو ایسا خیال کیوں آیا۔

آنکھیں چھوٹی کیے وہ مشکوک لہجے میں پوچھتی کوئی پیاری سی بچی سی لگ رہی تھی۔

حیدر اسکے انداز پر مسکرایا تھا۔

یا اللہ یہ بندہ مسکراتے ہوئے کتنا ہینڈسم لگتا ہے۔

پلو شے اسکی مسکراہٹ سے امپریس ہو گئی۔

مگر بظاہر بے زار لہجے میں کھڑی اس سے بات کر رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویل ہم ساتھ میں کافی تو پی ہی سکتے ہیں نہ۔۔
الممم اوکے۔

پلو شے کا وقت حیدر کے ساتھ بہت اچھا گزرا تھا۔
بلاشبہ وہ ایک دلچسپ انسان تھا۔

پلو شے کو افسوس ہوا تھا اسکی اسطرح انسلٹ کرنے پر۔

اور اس نے اسکے لیے حیدر سے ایکسکیوز بھی کیا تھا۔

حیدر نے اُس اوکے کہہ کر معاملہ ختم کر دیا۔

یہ انکی پہلی ملاقات تھی جو اتنی پر امن تھی۔

اسکے بعد انکی دوستی ہر روز مزید گہری ہوتی گئی۔

پلو شے نے زندگی میں پہلی بار حمنہ کے علاوہ کوئی اور دوست بنایا تھا۔

اور کوئی شک نہیں کہ حیدر بھی اگر زندگی میں کسی لڑکی کے قریب ہوا تھا تو وہ تھی پلو شے خان۔

حیدر کراچی میں پوسٹڈ تھا۔ سو وہ پلو شے کے کافی قریب تھا۔

اندرون سندھ پلو شے کو ڈاکٹرز کی ٹیم کے ساتھ میڈیکل کیمپ لگانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

سارا دن پلو شے بزی رہی تھی۔ لوگوں کا جم غفیر تھا جو علاج کے لیے اد آیا تھا۔

علاقے کے لوگوں کی حالت نہایت اتر تھی۔ دو دن بعد انکے سینٹی ٹی نے علاقے کے جاگیردار سے بات

کی تھی۔ کہ وہ یہاں ہاسپٹل بنوائے۔ مگر وہ جاگیردار ہتھے سے اکھڑ گیا۔ اسی رات اسکے آدمیوں نے آکر توڑ

پھوڑ شروع کر دی کیمپ کے اندر۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میل ڈاکٹر ان سے بحث کرنے گئے۔ خیر معاملہ رفع دفع کر دیا گیا۔ اگلی شام پلو شے چیک اپ کر رہی تھی کہ حیدر کی کال آگئی۔

اس نے دیکھے بغیر کال کاٹ دی مگر کال پک ہو گئی تھی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟؟ کیا بد تمیزی ہے یہ؟؟؟

اس سے پہلے کہ حیدر کچھ بولتا پلو شے کی غصے سے بھری آواز سنائی دی۔
چھوڑو ام کو چھوڑو۔۔۔

ساتھ ہی توڑ پھوڑ کی آوازیں آرہی تھیں۔

حیدر نے بنا سوچے سمجھے گاڑی نکالی اور اس علاقے کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ بہت ریش ڈرائی ہو کر رہا تھا۔ اس وقت اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا بس یہی سوچ اسے پریشان رکھے ہوئے تھی کہ پلو شے مشکل میں ہے۔

اسے پلو شے کے ساتھ ایک مہینہ ہو گیا تھا اور اس ایک مہینے میں وہ یہ تو سمجھ ہی گیا تھا کہ پلو شے فطرتاً نرم مزاج اور لا ابالی سی لڑکی تھی۔ وہ کوئی بھی بات زیادہ دیر دل میں رکھنے کی عادی نہ تھی۔

حیدر کو بھی وہ خوب ہی تنگ کرتی تھی۔ بچگانہ سا انداز تھا اسکا۔ اور اب ایسے حالات سے وہ یقیناً سہم گئی ہو گی۔

وہ راستے میں تھا جب علی کی کال آئی۔

کہاں ہو؟؟؟

علی اس وقت پلیز میں تیری کوئی بکو اس نہیں سننا چاہتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہولے یار ٹھنڈ رکھ ہوا کیا ہے؟؟؟

حیدر نے مختصر آسے ساری بات بتائی تھی۔

اچھا تم فکر مت کرو میں کچھ کرتا ہوں۔

پھر یہ علی ہی تھا جس نے وہاں کے پولیس اسٹیشن کے ساتھ ساتھ میڈیا کو بھی انفارم کیا تھا۔

جس وقت میڈیا والے وہاں پہنچے تبھی حیدر بھی پہنچا تھا۔

پلو شے آریو او کے۔۔۔

ہادی ام کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔

اسکے چہرے پر تمپڑ کا نشان تھا۔ باقی ڈاکٹر پر بھی تشدد کیا گیا تھا۔

غصے سے اس نے مٹھیاں بھیج لیں۔

ٹیم کے سینیئر سے بات کر کے وہ پلو شے کو اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

اپنے عادت کے برخلاف وہ پلو شے کا دھیان بٹانے کے لیے اس سے باتیں کر رہا تھا اس کی طرح ہی

اسے تنگ کر رہا تھا۔

ہاں مگر اس سب کے درمیان وہ اس جاگیردار کو بھولانہ تھا۔

پلو شے کو گھر ڈراپ کر کے وہ آفس گیا تھا۔

اس جاگیردار کے سارے کارنامے کھول کر اس نے اس پر کیس کر دیا تھا۔

دودن کے اندر اس نے اسے اریسٹ کر کے مار مار کر کے ادھ موا کر دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پلو شے سے محبت نہیں کرتا تھا۔ نہ ہی اسے پسند تھی وہ مگر وہ اسے روتے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔
شاید اس لیے کہ اس نے اسکو ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہی دیکھا تھا۔
اسکے برعکس پلو شے کے تودل کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔ وہ کھڑوس سا میجر حیدر اسکی محبت بن گیا تھا۔

پلو شے ساری رات روتی رہی تھی۔ اس نے علینہ کو اپنا دوست سمجھا تھا مگر علینہ اسکے متعلق ایسا سوچتی تھی اسے خبر نہ تھی۔

وہ دوبارہ ڈپریشن میں جا رہی تھی۔ دو سال گئے تھے اسے اس سب سے نکلنے میں مگر آج پھر ماضی اسکے سامنے پر پھیلانے کھڑا تھا۔

وہ بھیانک رات اسکے سامنے پھر سے آ موجود ہوئی تھی۔

تم ایک بد کردار عورت ہے۔

وہ بے تحاشہ اسے مار رہا تھا۔

نہیں جہانگیر خان ام بد کردار نہیں ہے۔

ام تم کو آج جان سے مار دے گا۔ اس فوجی کے ساتھ تم عشق لڑا رہا تھا بے غیرت ہے تم۔ ام تم کو جان سے مار دے گا۔ خان چاچا کیا سمجھتا ہے خود کو۔ بڑا غرور تھا نہ اسکو تم پر۔ ارے تم جیسی بیٹی پر غرور نہیں لعنت بھیجی چاہیے۔

تم پاگل ہے جہانگیر خان اگر تم کو ام اتنا ہی ناپسند تھا تو شادی کیوں کیا ام سے۔ شادی کے اس ایک ہفتے میں ہی تم ام کو کتنے زخم دے چکا ہے اب بس کرو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں بس کرے ام بہت غرور تھا نہ تم کو خود پر اپنی پڑھائی پر تم نے ام کو ٹھکرایا تھا۔ پھر ٹھکرایا نہ اس فوجی نے تم کو اب تم آگیا نہ امارے پاس ہی۔

تو کیوں ام کو تم اتنی اذیت دے رہا ہے۔

پلو شے زخموں سے چور روتے ہوئے بولی۔

وہ تھک گئی تھی روز روز کے اس ٹارچر سے۔ دلہن بنی لڑکیاں شوہر س داد سمیٹتی ہیں مگر پلو شے کا دامن جہانگیر خان نے زخموں سے بھر دیا تھا۔

پلو شے کسی کو نہیں بتا رہی تھی۔ کچھ وہ اپنے صدمے کے زیر اثر تھی کچھ وہ اس افتاد پر بوکھلا گئی تھی۔

مگر آج تو جہانگیر خان نے حد ہی کر دی تھی۔

بس کرو جہانگیر خان ام بہت برداشت کر چکا ہے اب ام ابھی جا کر سب کو بتائے گا کہ تم کس قدر برا انسان ہے۔

پلو شے باہر کی جانب بڑھی تھی کہ جہانگیر خان نے پکڑ کر اسے دھکا دیا۔

اسکا سر ٹیبل کے کونے پر جا لگا۔

سر پچھلی سائیڈ سے پھٹ گیا تھا۔

تم سب کو بتائے گا ام تم کو جان سے مار دے گا۔ ام جہانگیر خان پورے ہوش و حواس میں تم کو طلاق دیتا ہے طلاق دیتا ہے۔۔۔

پلو شے اسے روکنے کے لیے آگے بڑھے تھی مگر جہانگیر خان نے پسٹل نکال کر اس پر فائی رک دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

طلاق دیتا ہے۔

جانگیسیہ رررر۔۔۔۔۔

فیروز خان فائی کی آواز سے بھاگے ہوئے آئے تھے۔ اور آگے کا منظر دیکھ کر انکے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔

خون میں لت پت پلو شے اور طلاق کا سن کر وہ ڈھے گئے۔

کیا ہوا خان جی پلو شے۔۔۔۔۔

زریہ بیگم اب آئی تھیں اور آگے کا منظر دیکھ کر دہل گئی تھیں۔

بی یہ کیا کیا جانگیہ خان؟؟؟

وہ اسے جھنجھوڑ رہی تھیں رو رہی تھیں۔

ام نے نہیں مارا اسکو نہیں مارا جانگیہ فوراً وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

خان جی اسکو اٹھائی میں اسکو ہاسپٹل لے جائی میں۔

جانگیہ نے مار دیا اسکو زریہ امارے ہوتے اسکو مار دیا۔

وہ رو رہے تھے سرپیٹ رہے تھے۔ اپنے حواسوں میں نہ لگ رہے تھے۔

زریہ بیگم ہی ہمت کر کے اٹھیں۔

لالہ۔۔۔۔۔

کیا ہوا بھابھی تم رو کیوں رہا ہے لالہ تو ٹھیک ہیں نہ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شہروز خان بے وقت فون سے ہی پریشان ہو گئے تھے اب زریعہ بیگم کی آواز سن کر اور پریشان ہو گئے تھے۔

لالہ وہ پلو شے۔۔۔

کیا ہوا پلو شے کو؟؟؟ بھا بھی ام کو بتاؤ کیا پلو شے کو۔

وہ جھانگیر نے طلاق دے دی اور اسے گولی مار دی۔

وہ روتے ہوئے بتا رہی تھیں۔

کیا؟؟؟ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بھا بھی۔ ام ام ابھی آتا ہے۔

شہروز خان اور زرگل بیگم فوراً وہاں پہنچے تھے۔

اسے گولی دل کے مقام پر لگی تھی۔ پاس ہی فیروز خان چپ چاپ بیٹھے تھے۔

شہروز خان نے ایک نظر ان پر ڈالی تھی پھر پلو شے کی جانب بڑھے تھے۔

اسے اٹھا کر وہ باہر کی جانب بڑھے تھے۔

ام آپ کو معاف نہیں کرے گا لالہ۔۔۔ کہہ کر وہ رکے نہیں تھے۔

پلو شے کو وہ ہاسپٹل لے آئے تھے۔ یہ پولیس کیس تھا مگر پلو شے کوئی عام لڑکی نہ تھی و شہروز خان کی

بیٹی تھی تبھی ڈاکٹر فوراً اسے آپریشن تھیر لے گئے تھے۔

ایک منٹ ڈاکٹر صاحب۔

سرجن آپریشن تھیر کی جانب جا رہے تھے جب شہروز خان نے انہیں روکا۔

آپ اچھے فیمیل سٹاف کو کہو کہ وہ امارا بیٹی کا آپریشن کرے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر خان صاحب ---

ام نے کہا نہ نہیں تو نہیں۔ کیا آپ کے پاس لیڈی سرجن نہیں ہے۔

شہروز خان غصے سے بولے۔

جواباً سرجن بھی اب غصے میں آگیا تھا۔

خان صاحب دقیا نوسیت کی بھی حد ہوتی ہے وہ بچی زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے اور آپ --- پہلے تو لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف ہوتے ہیں بعد میں آپ کو لیڈی ڈاکٹرز چاہیے ہوتی ہیں۔

امارا بیٹی عدت میں ہے۔

شہروز خان غصے و بے بسی سے چلا کر بولے۔

عدت میں ہے وہ ---

وہ اب چلا چلا کر رو رہے تھے۔ ملک کا نامور بزنس ٹائی یکن اس وقت بچوں کی طرح رو رہا تھا۔
ڈاکٹرز کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

سڑپھر لے جاتے وقت بھی شہروز خان نے پلو شے کو پورا گور کیا ہوا تھا۔

ایم سوری ہم ہم نہیں جائی یں گے۔

انہیں کچھ سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ وہ کن الفاظ میں شہروز خان کو سوری کریں۔

امارا بچی کو بچالو ---

وہ ہاتھ جوڑے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے۔

مگر پھر ہاتھ گرا دیے تھے ڈاکٹرز کیسے بچاتے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سرجر وہاں سے چلے گئے تھے۔

انہوں نے لیڈی ڈاکٹرز کو بلا لیا تھا۔

یہ آپریشن آپ کریں گی۔

ہم۔۔۔ مگر سر۔۔۔

پیشنت عدت میں ہے۔

یہی وہ بات تھی جس پر سبھی کے الفاظ ختم ہو جاتے تھے۔

انہوں نے آپریشن کی تیاری کی۔

ڈر بھی رہی تھی۔ آج سے پہلے تو سرجن ساتھ ہوتے تھے پر اب۔

آپریشن شروع ہو چکا تھا۔ ڈاکٹرز بہت احتیاط سے کر رہی تھیں مگر انکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

گولی دل سے بس ذرا سے فاصلے پر لگی تھی۔

ڈاکٹرز کو مشکل پیش آرہی تھی مگر پھر اللہ پر بھروسہ کر کے انہوں نے گولی نکال دی تھی۔

ڈاکٹر سر کی بیک سائیڈ پر زخم گہرا ہے پیشنت کے بال کاٹے پڑیں گے۔

ڈاکٹر نے دکھ سے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا تھا جو محض ایک ہفتے بعد اس حال کو پہنچ گئی تھی۔

اسکے سلیجز لگانے کے لیے مجبوراً ڈاکٹر کو اسکے بال کاٹے پڑے تھے۔

حیدر اسلام آباد پہنچ گیا تھا۔ صبح اس نے کراچی کے لیے نکلنا تھا۔

وہ اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ٹھہرا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ماضی پھر اسے یاد آیا تھا۔

حیدر اور پلو شے کی نزدیکیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ علی واقف تھا دونوں کے دل کے حال سے۔ مگر دونوں ہی ایک دوسرے سے چھپا رہے تھے۔
تنگ آکر ایک دن اس نے پلان بنایا۔

دونوں کے لیے ایک رو مینٹک سا ڈنر اریج کیا مگر دونوں کو ایسے شو کیا کہ دونوں نے ایک دوسرے کے لیے اریج کیا ہے۔

پلو شے خاص تیار ہوئی تھی۔ آج اس نے اپنا روایتی لباس پہنا تھا۔
کم حیدر بھی نہ لگ رہا تھا۔

آخر کار ہمت کر کے حیدر نے پلو شے کو پروپوز کر ہی دیا۔

پلو شے نے بھی فوراً ہاں کی تھی۔

اور پھر شروع ہوا تھا انکی محبت کا سفر۔

دونوں گھنٹوں کال پر باتیں کرتے رہتے۔

حیدر کا ٹرانسفر مری ہوا تھا جانے سے پہلے اس نے پلو شے کو کہا تھا کہ وہ اسکے گھر آنا چاہتا تھا۔

پلو شے نے بہت مشکل سے شہروز خان کو منایا تھا۔ زرگل بیگم بھی پس ویش کے بعد مان گئی تھیں
کچھ بھی تھا حیدر انہیں بہت پسند تھا۔

اور وہی دن تھا جب حیدر نے ہادی بن کر سوچا تھا۔ جس دن اسے دل کی سننی چاہیے تھی اس دن اس نے دماغ کی سنی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویسے انکل آنٹی آپ برا مت منانا پر آپکی بیٹی مجھے کچھ خاص پسند نہیں آئی۔

اور یہ سن کر پلو شے پر پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔

وہ یہ کیا کہہ رہا تھا۔

علی بھی حیران بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ حیدر نے منع کر دیا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے حیدر۔۔۔؟؟؟

شہروز خان کو بے طرح غصہ آیا تھا۔

جبکہ نشاء بیگم کی مسکراہٹ سے پلو شے گواںہونی کا احساس ہوا تھا۔

ارے انکل آپ مائی نڈ مت کریں آخر ہمارا حق ہے ہم لڑکی دیکھنے آئے ہیں اب پسند آئے گی تو ہی کچھ

بات آگے بڑھے گی نہ مگر اب تو یہ مجھے پسند ہی نہیں آئی تو بات یہیں ہم ختم کرتے ہیں۔ چلیں مام

ڈیڈ۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

حیدر۔۔۔

پلو شے کی آواز پر وہ رکا تھا۔

کیا تم کو ایک محلے کو بھی ام سے محبت نہیں ہوا۔ نہیں ہوا ہو گا ورنہ تم آج ایسے نہ کرتا۔ یہ لو اپنا

گفٹ۔

اس نے اسکی ہتھیلی پر وہ رنگ رکھی جو اس نے پروپوز کرتے ہوئے اسے پہنائی تھی۔

یہ تم نے ام کو پہنایا تھا نہ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تو حیدر ملک آج سے یہ زیور اس خانزادی پر حرام ہے۔

اس نے باقی کی رنگز بھی اتار پھینکی تھیں۔

وہ رتے ہوئے وہاں سے گئی تھی۔

حیدر کا دل کٹا تھا اسکی حالت پر اسے رحم آیا تھا۔ وہ اسے روکنا چاہتا تھا مگر اب کس حق سے روکتا سب ختم اس نے اپنے ہاتھوں ہی سے تو کیا تھا۔

شہروز خان آفس پہنچے تو حیدر پہلے سے ان کا منتظر تھا۔

تم... تم یہاں کیا کر رہا ہے؟؟؟

کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟؟؟ پلیز انکل انکار مت کیجیے گا۔

اوکے کم۔۔۔

وہ اسے اپنے کیمین میں لے گئے۔

کیا کہنا ہے تم کو؟؟؟

میرے جانے کے بعد کیا ہوا تھا؟؟؟

اس نے کس مشکل سے بات شروع کی تھی وہ ہی جانتا تھا۔

اوہ تو آخر تم کو خیال آ ہی گیا۔ جب امارا بیٹی ٹھیک ہوا تو تم واپس آ گیا پھر سے اسکو۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ٹھیک نہیں ہے انکل وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ایسا کیا ہوا اسکے ساتھ کہ وہ اس حال کو پہنچ گئی ہے وہ مسکراتی نہیں ہے۔ اچانک سے ڈر جاتی ہے وہ راتوں کو سوتی نہیں ہے۔ انکل میں جانتا ہوں میں نے بہت غلط کیا اسکے ساتھ بس میں مام کے آنسو برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں پلو شے کو احساس۔۔۔ احساس۔۔۔ کیا تم مذاق کر رہا ہے؟؟؟ پلو شے تمہارا مورے کو احساس دل رہا تھا وہ ہر روز زرگل کو آکر یہی کہتا تھا کہ انہوں نے اپنا بچی کا شادی کب کا کر دیا پلو شے کا کیوں نہیں ہو رہا۔ کیا پلو شے میں کوئی کمی وغیرہ ہے۔ جب پلو شے اپنی مورے کو روتے ہوئے دیکھتا تھا تو وہ بھی دکھی ہوتا تھا۔ اس نے نقصان پہنچانے کے لیے نہیں انکار کیا تھا۔

مگر تم نے کیا کر دیا۔ تم جانتا ہے نہ کسی کو محبت میں چھوڑ دینا اسکا قتل کر دیئے کے برابر ہے۔ تم امارا بیٹی کا قاتل ہے۔

شہروز خان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ اور حیدر پر گھڑوں پانی پڑا تھا۔ وہ شرمنگی کی گہرائی یوں میں جا گرا تھا۔ پہلے اسکی مام نے پلو شے کے ساتھ غلط کیا پھر اس نے تو حد ہی کر دی۔

تمہارا جانے کے بعد پلو شے بہت رویا۔ تین دن وہ بخار سے بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو لگتا ہی نہیں تھا یہ وہ پلو شے ہے۔ وہ تو برسوں کا بیمار لگ رہا تھا۔ تب امارا بھائی اپنا بیٹا کی ضد پر اسکا رشتہ لے کر آیا۔

پلو شے نے ایک بار انکار نہیں کیا۔ منگنی کے وقت پلو شے نے انگوٹھی پہننے سے انکار کر دیا۔ اسکو یہ زور نہیں پہننا تھا۔ شاید اسی لیے جہانگیر خان کو غصہ آگیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے ایک ہفتے کے اندر اندر شادی کا کہا۔ ام مان گیا ام نے سوچا شاید پلو شے بھی گھرداری میں بھول جائے گا تم کو۔

مگر یہ امارا غلط فہمی تھا۔

وہ دلہن بنا بیٹھا تھا جب جہانگیر خان نے اسے بے دردی سے پیٹا۔

اور انکی بات سن کر حیدر کا رنگ بدلا تھا۔

پلو شے نے ام کو نہیں بتایا۔ وہ ہر روز اسے پیٹتا تھا۔ شادی کے ایک ہفتے میں ہی اس نے پلو شے کا حشر کر دیا تھا۔

ایک ہفتے بعد ہی اس نے اسکو اتنا پیٹا کہ اسکا سر پھٹ گیا۔

اس نے وہیں پر پلو شے کو طلاق دے کر گولی مار دیا۔

حیدر نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔ کس حال میں پہنچا دیا تھا اس نے پلو شے کو۔

گولی اسکو دل کے مقام پر لگا تھا۔ ام ان ہاتھوں میں اسکا خون سے لت پت وجود اٹھا کر لے گیا تھا۔

ہاسپٹل میں کوئی لیڈی سرجن نہیں تھا۔ وہاں کا میل سرجن ام سے بحث کرنے لگا کہ ام دقیانوسی

سوچ کا مالک ہے۔

مگر امارا بیٹی عدت میں تھا ام کیسے انکو اجازت دے دیتا۔

پلو شے کا آپریشن ہاؤس جاب والی ڈاکٹر ز اور نرسز نے کیا۔

وہ تو اللہ نے رحم کیا کہ امارا پلو شے کا زندگی بچ گیا۔

مگر تب بھی اسکی آزمائش ختم نہیں ہوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سر کا چوٹ کی وجہ سے ڈاکٹر کو اسکا بال کاٹنا پڑا۔

امارا بیٹی کو اپنا بالوں سے عشق تھا۔

وہ تو کبھی زرگل کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا۔ مگر جب ہوش میں آیا تو اس کا سر پر ایک بھی بال نہیں تھا۔

امارا پلو شے بہت اذیت میں تھا۔ اس کی حالت کتنا خراب ہو گیا تھا۔ دو سال تک وہ بیمار رہا۔ اسکو دورے پڑتے وہ چیختا چلاتا رہتا۔ روتا رہتا۔ اپنے آپ کو مارتا تھا۔ اور پھر کتنے کتنے گھنٹے بے ہوش رہتا۔

لوگ کہتا تھا اسکو مینٹل ہاسپٹل چھوڑ آؤ۔ مگر ام کیسے اپنا پلو شے کو پاگلوں کے درمیان چھوڑ دیتا۔ اب وہ تھوڑا ٹھیک ہوا تو تم پھر آگیا اسکی زندگی میں۔

شہروز خان ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہے تھے مگر ان کے الفاظ سے حیدر کا سینہ چھلنی ہو رہا تھا۔ انکل میں نے جو کیا اس کا ازالہ شاید ممکن نہیں۔ مگر میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ میں پلو شے کے غموں کا مداوا کر سکوں۔ آپ پلیز مجھے اتنا موقع دے دیں کہ میں اسکے آنسو چن سکوں۔

ایک بات پوچھے کیا ام تم سے؟؟؟

جی۔

تم کو محبت نہیں تھا نہ پلو شے سے؟؟؟ کیونکہ جو محبت کرتے ہیں وہ دکھ نہیں دیتے۔ تم جانتا ہے پلو شے کو تم سے بہت محبت ہے مگر تم کو محبت نہیں تھا ورنہ جذبات تو یکطرفہ نہیں ہوتے محبت ہو یا

CLASSIC URDU MATERIAL

نفرت ہمیشہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ مگر صرف ایک ہی چیز ہی جو یکطرفہ ہوتا ہے وہ ہے دھوکہ۔ پلو شے نے تم سے محبت کیا مگر تم نے اسکو دھوکہ دیا۔

شہروز خان کا انداز سپاٹ تھا۔

حیدر آج سے پہلے کبھی لاجواب نہیں ہوا تھا۔ اس سے پہلے کبھی یہ بھی تو نہیں ہوا نہ کہ اسکے پاس بولے کو کچھ نہ بچا ہو۔

امارا میٹنگ ہے ام کو جانا ہے۔

شہروز خان دروازے کی جانب بڑھ رہے تھے جب حیدر کی آواز نے انکے قدم روک لیے۔

آپ مجھے کوئی بھی سزا دیں انکل میں اف نہیں کروں گا پر میں اس سے محبت نہیں کرتا یہ نہ کہیں۔

مجھے اس سے محبت ہے بے پناہ محبت ہے۔ بس وقت پر مجھے احساس نہیں ہو پایا۔ مگر انکل وقت گواہ

ہے میری بے چینوں کا میں ایک پل بھی سکون سے نہیں رہا۔ میں چین سے سو نہیں پاتا تھا آنکھوں میں

اسکا رویا رویا چہرہ سما گیا تھا۔ مگر اب وہ جب سے ملی ہے میں سونے لگا ہوں۔ مگر آپ کو بتاؤں میں اب

بھی بے سکون ہوں۔ کیونکہ پلو شے بے سکون ہے میں میں کیسے اسکے دکھ ختم کروں مجھے کچھ سمجھائی

نہیں دیتا۔

تم اگر اس سے دور رہے گا تو وہ رفتہ رفتہ ٹھیک ہو جائے گا۔

اتنا کہہ کر وہ رکے نہیں تھے آفس سے چلے گئے تھے۔

ہاں بولو علی---

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا ااا؟؟؟ مگر کیسے کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھی۔ اوکے پریشان مت ہو میں پہنچتا ہوں۔
حیدر بوجھل دل لیے آفس سے نکلا تھا جب علی نے پلو شے کی طبیعت خرابی کا بتایا۔
وہ چیخ چلا رہی تھی کسی کے قابو میں نہ آرہی تھی۔

دن بارہ بجے تک جب وہ کمرے سے باہر نہ آئی تو ثانیہ اسے دیکھنے لگی تھی۔
وہ بے ہوش تھی۔ ثانیہ نے پہلے ڈاکٹر کو پھر فراز کو کال کی تھی۔

ڈاکٹر نے آکر اسے انجکشن دیا تھا تب تک فراز بھی پہنچ گیا تھا۔

علینہ چپ چاپ بیٹھی تھی۔ ویلے بھی وہ کل پلو شے کی باتیں سن کر تھوڑی شرمندہ تھی۔ یقیناً پلو شے کو
اس نے غلط سمجھا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ ہوش میں آئی تھی۔ اور تب سے ہی وہ چلا رہی تھی۔ وہ سخت خوفزدہ تھی۔
تھک ہار کر انہوں نے علی کو بلایا تھا۔ مگر پلو شے سب سے ڈر رہی تھی۔ علی نے بالآخر حیدر کو کال کی
تھی۔

حیدر نے ایمر جنسی فلائی بیٹ بک کروائی تھی۔

دو گھنٹے بعد وہ مری آکر پہنچا تھا۔ تب تک ڈاکٹر اسے اینسٹھیزیا دے کر جا چکا تھا۔
کیسے ہوئی اسکی یہ حالت۔

وہ غصے میں سب سے پوچھ رہا تھا مگر نظریں اسکی علی پر تھیں۔
کچھ پتا نہیں کل تک تو وہ بالکل ٹھیک تھی مگر پھر آج اچانک پتا نہیں اسے کیا ہو گیا۔
یہ اچانک نہیں ہوا علی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دو سال اس کنڈیشن میں رہی ہے۔ اسکا ٹریسٹنٹ چل رہا تھا۔ ایسا صرف تبھی ہوتا ہے جب کوئی ذہنی دھچکا لگتا ہے۔

حیدر کی بات پر علیہ مزید شرمندہ ہوئی۔ وہی تو ذمہ دار تھی اسکی اس حالت کی۔

ایک سیکنڈ تم آج کہاں تھے؟؟؟

علی نے فوراً اسے اسکی بات سے پکڑا۔

میں کراچی میں تھا۔

بنا کسی پس و پیش کے اس نے سچ بتا دیا۔

کیوں؟؟؟

کل میں آیا تھا مری۔ مگر تب تک تم میری پلان کی گئی سرپرائی زپارٹی سیلیبرٹ کر کے رفو چکر ہو چکے تھے۔

جہاں علی نے اسکی بات پر اپنے بچاؤ کا راستہ ڈھونڈا وہی علیہ مزید شرمندہ ہوئی۔ تو سرپرائی زپارٹی حیدر کی طرف سے تھی۔

اوہ یہ تو ہم بتانا ہی بھول گئے۔

دراصل پارٹی حیدر کی جانب سے تھی۔ چونکہ وہ کیس کے سلسلے میں مصروف تھا سو اس نے علی کے ذمہ ساری تیاری لگائی تھی۔ وہ وقت پر پہنچ جاتا مگر علی کا خرافاتی دماغ۔

علی نے ساری تیاری کر کے کریڈٹ خود ہی لے لیا اور حیدر کے آنے سے پہلے ہی پارٹی ختم کر کے رفو چکر ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس بات کی سزا تجھے میں بعد میں دوں گا۔

حیدر نے سخت نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا تو وہ بھی جان بچ جانے پر شکر ادا کرتا واپس آکر بیٹھ گیا۔

پر تم جب ادھر آئے تھے تو صبح کراچی کیسے پہنچ گئے۔ نیند میں چلنے کی عادت ہے کیا؟؟؟
میں آیا تھا مگر میں نے پلو شے کو روتے ہوئے دیکھا وہ کیوں رو رہی تھی یہ تو کیپٹن علیہ بتائی گی۔
پھر تمہیں میرا کراچی میں ہونا بھی سمجھ میں آجائے گا۔

حیدر کے لہجے سے علیہ کو خوف آیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اسے زندہ گاڑ دے گا۔
بمشکل اس نے تھوک نگلا۔

وہ ہمارے درمیان کچھ مس انڈر اسٹینڈنگ ہوگئی تھی۔

اور وہ مس انڈر اسٹینڈنگ کیا تھی کیپٹن علیہ؟؟؟

اب کی بار علی نے اس سے غصے سے پوچھا۔

علی کے اس انداز پر علیہ کو مزید رونا آیا۔

یہ کیا بتائی گی یہ تو۔۔۔۔۔

حیدر کی بات ابھی سچ میں ہی تھی کہ پلو شے کی چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔

مت ماروام کو۔۔۔۔۔ نہیںیں۔۔۔۔۔ امارے پاس نہیں آنا۔۔۔۔۔ جانے دوام کو۔۔۔

وہ مسلسل چیخ رہی تھی خود کو پیٹ رہی تھی۔

پلو شے سنبھالو خود کو۔ ثانیہ اور علیہ اسکو پکڑ رہی تھیں مگر وہ اور ڈر رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں پاس نہیں آنا۔
کیپٹن ثانیہ آپ اسکو خوفزدہ کر رہی ہیں۔
علی انہیں منع کر رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا شاید پلو شے خود کو نقصان پہنچا دے گی۔
میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔
رہنے دیں کیپٹن فراز۔
حیدر نے اسے منع کر دیا۔
پلو شے۔ وہ بہت آہستہ آہستہ اسکے قریب جا رہا تھا۔
پاس نہیں آنا۔۔۔ ام کو مت مارو۔
وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔
کوئی نہیں مارے گا۔ کوئی کچھ نہیں کہے گا بس چپ ہو جاؤ۔
حیدر نے اسکے ہاتھ پکڑ لیے تھے۔
تم ام کو مار دے گا نہ۔
اسکی آنکھوں میں خوف اتر آیا۔
نہیں ماروں گا بالکل نہیں ماروں گا۔ تم آؤ یہاں بیٹھو۔
حیدر اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔
پانی پیو۔
وہ اسے چھوٹی بچی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

باقی سب اس سے دور ہی کھڑے تھے۔

ام کو یہاں نہیں رہنا ام کو جانا ہے۔ ام کو امارے بابا کے پاس جانا ہے۔ تم پلیز ام کو بابا کے پاس لے چلو۔

میں لے جاؤں گا تم روؤ نہیں۔

وہ اسکے آنسو صاف کرتا ہوا بولا۔

ام کو لے جاؤ ہادی ام کو یہاں نہیں رہنا۔

وہ اسے ہادی کہہ رہی تھی۔ اسکے سینے سے لگی وہ روتی ہوئی لڑکی آج تکلیف نہیں دے رہی تھی۔ اسے سکون مل رہا تھا۔ وہ اسکو خود کے لیے محفوظ پناہ گاہ سمجھتی تھی۔ اور اب ایسا ہی ہو گا پلو شے۔ یہ حیدر آفان ملک کا وعدہ ہے حیدر آفان تم کو اس دنیا سے چھپا لے گا۔

حیدر نے اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔

سب کے چہروں پر حیرانی تھی۔ وہ پہلی مرتبہ حیدر کو بے خود ہوتا دیکھ رہے تھے۔

پھر پلو شے کے منہ سے ہادی سننا۔ اور بھی زیادہ حیران کن تھا۔

ان سب میں ایک علی ہی تھا جس کے چہرے پر حیرت نہیں مسکراہٹ تھی۔

حیدر نے اسے اپنا مقصد جب بتایا تھا تو وہ اس پر بہت غصہ ہوا تھا۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ وہ حیدر کی بے چینوں کو محسوس کر رہا تھا۔ اسکا دوست بے سکون تھا مگر وہ اسکے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یہ حیدر کا خود کا قصور تھا۔ مگر اب محبت پھر اس پر مہربان ہوئی تھی۔ یقیناً اب کی بار وہ اسے بے مول نہیں کرنے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک آسودہ سی مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔
اہم اہم۔۔۔

علی نے شرارت سے گلا کھنکارا۔

حیدر کو ایک دم اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو وہ پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔

مگر علی اسے اگنور کرتا پلو شے کے پاس نیچے بیٹھ گیا۔

وہ مجھے تو پلو شے بہت بہادر لگتی تھی۔ وہ مجھے تو کیا کہتی تھی۔

اُممم۔۔۔ علی سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولا۔

ہاں تو یاد آیا۔ اہم اہم سولیڈیز اینڈ جینٹل مین پلو شے میڈم مجھے کہتی تھیں۔

ماڑا اب تم ام کو تنگ مت کرو ورنہ ام تم کو اتنا مارے گا کہ تم اپنا شکل بھول جائے گا۔

اوووففف کیا ہی خطرناک لڑکی تھی یہ۔

علی جھر جھری لے کر بولا۔

پلو شے ہنس پڑی جبکہ حیدر اسے گھور کے رہ گیا۔

وہ میجر حیدر یہ مجھے کچھ اور بھی کہتی تھی پتا ہے کیا۔

وہ اسکی شکایت لگا رہا تھا۔

یہ مجھے کہتی تھی۔۔۔ ذہ تاسرہ مینہ کوم۔

حیدر کا ہاتھ اٹھا تھا مگر علی پہلے ہی دور ہو گیا تھا۔

فراز ثانیہ اور علیہ ہونقوں کی طرح کھڑے تھے انہیں ان کی ایک بات کی بھی سمجھ نہ آرہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چلو اٹھو پھنے خان کی دادی چل کر کھانا کھاتے ہیں ورنہ تمہارے چکر میں میں اب تک بھوکا ہوں۔ اور
پھر تمہیں پتا تو ہے نہ کہ میرا بھوکا رہنا ٹھیک نہیں۔

وہ اسے زبردستی اٹھالے گیا تھا۔

سبھی ایک ایک کر کے کمرے سے نکل گئے تھے۔

ایسا کرتے ہیں باہر چلتے ہیں۔

کیپٹن ثانیہ اس بھوتنی کا چہرہ دھلوائی میں میجر صاحب کو بلا کر لاتا ہوں۔

علی پھر اسے تنگ کر رہا تھا۔

مجھے اسکی کمپلیٹ انفارمیشن چاہیے۔ میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ کہیں سے بھی اسے ڈھونڈ کر نکالو۔

حیدر غصے سے فون پر بات کر رہا تھا۔

فون بند کر کے پلٹا تو علی پہلے سے وہاں موجود تھا۔

حیدر۔۔۔

نہیں علی میں اس شخص کو زندہ نہیں چھوڑوں گا دیکھو اس نے پلو شے کا کیا حال کیا۔ کاش مجھے ذرا سا

بھی اندازہ ہوتا کہ میں پلو شے کو کس گڑھے میں دھکیل رہا ہوں تو میں کبھی اسے اس دن چھوڑ کر نہ

جاتا۔

جانے کیوں ہم اپنی مردانگی کے زعم میں یہ بھول جاتے ہیں کہ ادھوری محبتیں لڑکیوں کو ختم کر دیتی

ہیں۔ انہیں دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہیں۔

ہمیں احساس ہی نہیں ہو پاتا کہ کسی کو محبت میں چھوڑ دینا اسکا قتل کرنے کے برابر ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں ہوتے ہیں ہم ایسے کیوں ہوتے ہیں۔

وہ بہت بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔

علی کا دل کٹ رہا تھا عزیز از جان دوست کی یہ حالت دیکھ کر مگر پلو شے کو آزمائی شوں کی شروعات بھی تو اسی نے کی تھی۔ تو وہ کیسے اس حال کو نہ پہنچتا۔

انسان کو مکافاتِ عمل گزرنا تو پڑتا ہی ہے۔ کبھی رب تکلیف میں ڈال کر گزارتا ہے تو کبھی اس انسان کے لیے دل میں محبت ڈال کر۔

چلو ہم باہر جا رہے ہیں۔

علی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

ہر گز نہیں تم لوگوں نے یہ سچ بھی کیسے لیا۔ پلو شے کو اب میں مزید کسی مصیبت میں نہیں ڈال سکتا۔ اگر میرے مزمل یا اسکے کسی بھی آدمی نے پلو شے کو دیکھ لیا تو وہ اور آزمائی ش میں آجائے گی۔ اسے کہہ کر حیدر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اس نے باہر جانے کے بجائے گھر میں ہی باربی کیو کا کہا۔

سبھی کو اسکا مشورہ پسند آیا۔ پلو شے بھی تھوڑا بہل گئی تھی۔ علی اور فراس کے ساتھ چھوٹی موٹی شرارتیں کر رہے تھے۔

علینہ شرمندگی کی وجہ سے کچھ بول بھی نہ پا رہی تھی۔

ان سب میں ایک ثانیہ ہی تھی جو اس سب سے لاعلم تھی۔

علینہ سے پوچھنے کا ارادہ فلحال اس نے ملتوی کر دیا تھا۔ مگر وہ اسے بخشنے کے ارادے میں نہ تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

باقی سب نے بھی پلوشے کی حالت کے پیش نظر اس موضوع کو نہ کریدا تھا۔
مری کی ٹھنڈی رات میں وہ الاؤ روشن کیے بیٹھے تھے۔

کوئی ایسی راہ پہ ڈال مجھے
جس راہ پہ وہ دلدار لے
کوئی تسبیح، درود، دم بتا
جسے پڑھوں تو میرا یار لے

علی نے خاموشی سے اکتا کر شعر پڑھا۔ یہ اسکی پرانی عادت تھی جب بھی بور ہوتا تو شاعری شروع کر دیتا
تھا۔ اس عادت سے حیدر کو چڑ تھی ابھی وہ اسے ٹوکتا کہ۔۔۔

تو جب اداس بیٹھے گا انکے سامنے
وہ تجھ پر رحم کریں گے محبت تو نہیں کرینگے

پلوشے کی آواز جہاں حیدر خاموش رہا وہیں علی مزید پھیل گیا۔

ہمیں ان سے محبت کی حاجت بھی نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

بس اک بار وہ ہمیں دیکھیں تو سہی

مجھے ہر وہ شخص برا لگتا ہے
جو تیرے نزدیک ہونے کی کوشش بھی کرتا ہے

جواب علیہ کی جانب سے آیا تھا۔

کہنے والوں کا کچھ نہیں جاتا
سہنے والے کمال کرتے ہیں

پلو شے اسکی جانب نہیں دیکھ رہی تھی مگر علیہ کو لگا وہ اسکو ہی کہہ رہی ہے۔
سبھی خاموش ہو گئے تھے۔

ام کو نیند آ رہا ہے تو ام سونے جا رہا ہے۔ وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی۔
سبھی اپنے اپنے گھر چلے گئے تھے۔ پلو شے کو وقت چاہیے تھا ٹھیک ہونے کے لیے سو وہ اسے وقت دے
رہے تھے۔

السلام علیکم۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وعلیکم السلام۔

حیدر جاگنک کر رہا تھا جب اسکا فون بجا۔

ام پلو شے بات کر رہا ہے۔

جانتا ہوں۔

آگے سے گہری خاموشی چھا گئی۔ شاید وہ بات کرنے کے الفاظ ڈھونڈ رہی تھی۔

وہ وہ میجر حیدر کل ام کو میر منزل سے ملنا تھا نہ۔

پلو شے تھوڑی سی کنفیوز ہو رہی تھی۔

میں گھر آتا ہوں پھر بات کرتے ہیں۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اسکے گھر موجود تھا۔

نک سک سا تیار اسکے سامنے بیٹھا اسکی بات سننے کا منتظر تھا۔

وہ ام نے آپ کو بتایا تھا نہ کہ کل۔۔۔

وہ بے چینی سے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

آپ واپس چلی جائیں مس پلو شے۔ ہم کی سیکورٹی کی ذمہ داری اتجمنسی لے لے گی۔ میر منزل کا

کیس ہم اپنے طریقے سے ہینڈل کر لیں گے۔

سپاٹ چہرہ لیے وہ بہت پروفیشنل انداز میں اسے واپس جانے کا کہہ رہا تھا۔

مگر ام۔۔۔

میں نے کہا نہ آپ واپس جائیں گی۔ کرنل حماد سے میں بات کر لوں گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ام ٹھیک ہے میجر حیدر۔ کل جو ہوا آئی نہ نہیں ہو گا۔ ام اپنی میڈلسن نہیں لے رہا تھا تبھی ایسا ہو گیا۔
پلو شے کو لگا شاید وہ کل کی وجہ سے انکار کر رہا ہے۔ تبھی وہ بھرائے ہوئے لہجے میں وضاحت دے رہی
تھی۔ ایک تو وہ پہلے سے ہی اسکے مشن میں شامل ہونے کے خلاف تھا۔

وہ موقع ڈھونڈ رہا تھا پلو شے کہ اس مشن سے الگ کرنے کا اور پلو شے نے اسے موقع دے دیا تھا۔

اب وہ یہ گولڈن چانس کیسے مس کر سکتا تھا۔

پلو شے کو سوچ سوچ کر رونا آ رہا تھا۔ وہ خود پہ بہت کنٹرول کر رہی تھی کہ حیدر کے سامنے روئے نہیں۔
ام یہ مشن مکمل کرنا چاہتا ہے میجر حیدر۔ ام بھی چاہتا ہے کہ اگر کبھی ملک کا دفاع کرنے والوں کا
نام لکھا جائے تو اس میں پلو شے خان کا بھی نام ہو۔

ام سے یہ حق نہ چھینیں میجر حیدر۔

آنسو پلکوں کی بار توڑ کر باہر نکل آئے تھے۔

تم سمجھتی کیوں نہیں ہو وہ درندہ ہے تمہیں نوچ دے گا وہ۔

حیدر نے غصے سے اسے جھنجھوڑا۔

ام کو پھر بھی یہ سودا منظور ہے۔

وہ بنا ڈرے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی۔

اسی لمحے سے تو حیدر ڈرتا تھا۔ وہ پلو شے کے سامنے کبھی اتنا سخت دل نہیں بن سکتا تھا۔ بے بسی سے
اس نے رخ موڑ لیا۔

مجھے ڈر ہے کہ میں تمہاری حفاظت نہ کر سکا تو۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ام کو آپ سے تحفظ چاہیے بھی نہیں میجر حیدر۔

پلو شے۔۔۔

میجر حیدر ام نے آپ کو معاف کر دیا مگر ام آپ پہ دوبارہ بھروسہ کرنے کی غلطی نہیں کر سکتا۔
آپ تو پہلے بھی راضی نہیں تھا مگر اب اگر آپ نے ایسا کچھ کیا تو ام کرنل حماد کو آپکی شکایت لگائے گا۔
نرم لہجے میں کہہ کر وہ جا چکی تھی۔ مگر حیدر تو زلزلوں کی زد میں تھا۔
کاش وہ اسے معاف نہ کرتی۔ مگر معاف کر کے اس نے تو ہر تعلق ختم کر دیا تھا۔
وہ اس سے نفرت ہی کرتی ہوتی بے شک وہ اسکے دل میں تو ہوتا۔ پر اس نے تو معاف کر کے اسے دل
سے ہی نکال دیا تھا۔

کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے معاف تو کیا جاسکتا ہے مگر دوبارہ تعلق نہیں رکھا جاسکتا۔
حیدر تم پاگل ہو کیا؟؟؟ چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں۔ تم نے کیا اس مشن کو مذاق سمجھ رکھا
ہے؟؟؟

علی سخت غصے میں تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا حیدر کو جھانپڑ رسید کر دے۔
میں کچھ نہیں جانتا علی۔ بس میں پلو شے کو مزید مشکل میں نہیں ڈالوں گا۔
حیدر اپنی ضد پر اڑا تھا۔

میجر حیدر۔۔۔ میجر حیدر بی پرو فیشنل ڈونٹ ٹیک اٹ پر سنلی۔

آئی کانٹ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وائے یو کانٹ؟؟؟ میں تمہیں وارن کر رہا ہوں حیدر اگر تمہیں اپنی مرضی کرنی ہے تو پھر اس مشن سے دور رہو تم میں ہینڈل کر لوں گا سب۔

علی غصے سے اسے وارن کر رہا تھا۔

علی کیا تم نے نہیں دیکھا وہ کس حال میں چلی گئی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ تم اگر اس سے ابھی پوچھو تو میں گارنٹی یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اسے ایک لفظ تک یاد نہیں ہو گا۔

اگر کبھی اسے ایسی کسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا تو میرے مزمل اسکا ناجائز فائیو اٹھا سکتا ہے۔ وہ اس سے ہر بات اگلا سکتا ہے۔

حیدر وہ بات اور تھی۔ اور یقیناً تم اچھے سے جانے ہو گے کہ وہ کیا بات تھی۔

ورنہ پلو شے ہمارے ساتھ ایک مہینے سے ہے۔ پچھلے ایک مہینے میں کبھی اسکی ایسی حالت نہیں ہوئی۔ وہ سب میں نہیں جانتا مجھے پلو شے کو مزید اس مشن میں نہیں رکھنا۔ اینڈ دیٹس اٹ۔

تم کچھ بھی کہہ لو پلو شے اس مشن کے لیے راضی ہے۔ تم اسکی ہمت مت توڑو۔ اپنے خدشات بتا کر اسکے قدم مت دگمگانے کی کوشش کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو اس سب سے پلو شے تم سے مزید دور ہو جائے۔ علی مزید کچھ بھی سننے بغیر چلا گیا۔

اسے یہ کیس اب اپنے انڈر لینا تھا ورنہ حیدر کے بس کی اب بات نہ رہی تھی۔ وہ جذباتی ہو رہا تھا۔ اور جذبات میں آکر وہ کچھ غلط کر دیتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل کی ایک میٹنگ تھی سو وہ ریسٹورنٹ آیا تھا۔

کلائی نٹس اس سے پہلے سے وہاں موجود تھے۔

ہیلو میر منزل۔۔۔

ہیلو شیخ جاسم حبیب۔

تعارفی مراحل کے بعد وہ بیٹھ گئے۔

کیا میں جان سکتا ہوں آپ نے مجھے بلانے کی زحمت کیوں کی۔

سپاٹ انداز میں بولتا وہ پراسرار سا لگ رہا تھا۔

رد آپکے آدمیوں میں سے ہے نہ۔ اس نے ہمارے ساتھ ڈیل کی تھی۔ مگر ہم تک اس نے مال نہیں

پہنچایا۔ ہم نے ہر طرح سے اسکی معلومات نکلوانے کی کوشش کی ہے مگر وہ ایسے غائب ہوئی ہے

جیسے پیدا ہی نہیں ہوئی۔

تو آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔

سگار سلگائے وہ خاصا ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس قدر چارمنگ پر سنیٹی

کے پیچھے اتنی کریہہ صورت ہے۔

ہم جانے ہیں وہ آپ کے پاس ہے۔ ہمیں اس سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ بس یا تو ہماری پیمینٹ

واپس کرنے یا ہم تک ہمارا مال پہنچا دے۔

وہ میرے پاس نہیں ہے۔ اور جہاں تک مال کی بات ہے تو میر منزل لڑکیوں کا کاروبار نہیں کرتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہا ہا کافی اچھا مذاق ہے میر صاحب۔ کیا ہم نہیں جانے کہ فیسٹیول میں جامعہ میں کیا ہونے والا تھا۔
میرے معاملات میں دخل اندازی کی اجازت میں نے کسی کو نہیں دی سمجھے تم۔
میر منزل غصے سے بولا۔

ماحول میں یک دم تناؤ چھا گیا۔

ابھی وہ کچھ اور کہتا کہ اسکی نظر سامنے بیٹھی تانیہ شاہ پر پڑی۔

ارد گرد سے بے نیاز وہ کافی پینے میں مصروف تھی۔

میر منزل ایک لمحے کو ساکت ہوا۔ اس سے پہلے کہ شیخ یا اسکے آدمی اسکی محویت نوٹ کرتے اس نے

نظروں کا رخ موڑ دیا۔ مگر گا ہے بگا ہے وہ سامنے بیٹھی تانیہ پر نظر بھی ڈال رہا تھا۔

وہ جلد از جلد اس میٹنگ کو ختم کرنا چاہ رہا تھا۔ مگر شیخ آج سارے کام ختم کیے فارغ بیٹھا تھا شاید۔ وہ

جانے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔

مجبوراً میر منزل کو ہی اٹھنا پڑا۔

اوکے مسٹر جاسم گڈ ٹو سی یو۔ آئی ہوپ ہماری دوبارہ ملاقات نہ ہو۔

روڈی کہتا وہ وہاں سے نکل گیا۔

ریسٹورنٹ سے باہر نکل کر کچھ دور اس نے گاڑی روک دی۔

وہ تانیہ کا انتظار کر رہا تھا۔

قرباً پندرہ منٹ کے بعد وہ وہاں سے گزری تھی۔

میر نے گاڑی اسکی گاڑی کے پیچھے لگا دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ دور جا کر وہ آگے نکل گئی تھی۔
سڑک دو کرف جاتی تھی۔ وہ تیزی سے نکل گئی تھی۔ میر منزل کنفیوز تھا کہ وہ کس طرف گئی تھی۔

سو اسکا پیچھا ترک کر کے وہ واپسی کے لیے روانہ ہو گیا۔

جب میں نے منع کیا تھا تو کیوں بھیجا تم لوگوں نے پلو شے کو۔
حیدر جسٹ کام ڈاؤن وہ مینج کر لے گی۔ تم اسکی فکر مت کرو۔
کیوں نہ کروں۔

کیوں کہ اس سے پہلے بھی ام آپ کی فکر کے بغیر زندہ ہی رہا ہے میجر حیدر۔ ام مرا نہیں۔
پلو شے نے داخل ہوتے حیدر کو چلاتے سنا تو بول پڑی۔
پلو شے تم۔۔۔

وہ دانت پیس کر رہ گیا۔

امارا فکر مت کریں میجر حیدر ام اپنی حفاظت کر سکتا ہے خود۔

کیسا رہا آج کا دن؟؟؟

اچھا ہو گیا سب۔

اور میر منزل؟؟؟

وہ امارا گاڑی کا پیچھا کر رہا تھا مگر ام نے اسکو ڈاج دے دیا اور ام آگے نکل آیا۔

پکانہ؟؟؟

ہاں ہاں علی ام نے سپیڈ پہلے ہی تیز رکھا ہوا تھا تاکہ وہ یہی سمجھے کہ ام ڈرائی یونگ ہی ایسے کرتا۔
گڈ۔۔۔

علی اسے مزید کچھ کہہ رہا تھا مگر حیدر تو علی پر ہی اٹک گیا تھا۔
پلو شے اسکو میجر حیدر کہتی تھی جبکہ علی کو وہ صرف علی ہی کہہ رہی تھی۔
تو اتنی فرینکنس کب ہو گئی۔
میجر حیدر کو جیلسی محسوس ہوئی۔
مگر ادھر کس کو پرواہ تھی۔

وہ پلو شے خان تھی جس کو وہی کام کرنے میں مزہ آتا تھا جس سے دوسروں کو چڑھوتی تھی۔

وہ سبھی گھر جا چکے تھے۔ حیدر ان سے پہلے ہی نکل گیا تھا۔
ویسے بھی ان دونوں کے چونچلے اس سے ہضم نہ ہو رہے تھے۔

اور علی بھی تو کتنا فری ہو رہا تھا اس سے۔ اس بے غیرت آدمی کو تو میں بتاؤں گا نہ۔ یہ سب اسی کی
وجہ سے ہی ہوا ہے۔

اگر اس دن وہ پارٹی اپنے نام کرنے والی بے ہودگی نہ کرتا تو یہ سب ہوتا ہی نہ۔ نہ علی اپنا نام لگاتا نہ
علینہ کو ان پر شک ہوتا۔ نہ وہ پلو شے کو کچھ کہتی اور نہ وہ بیمار ہوتی۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ فساد کی جڑ علی
تھا۔ سو اس نے علی کی پھینٹی لگانے کا سوچا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

او کے پلو شے اب وقت آگیا ہے کہ تمہارا اب صحیح والا سامنا ہو میر منزل کے ساتھ۔

پہلے بھی تو صحیح والا ہی ہو رہا تھا نہ۔۔۔

وہ تو ہو رہا تھا مگر تمہارے ٹانگ سٹائل کا مسئی لہ تھا نہ تو اب تم نے اس سے بات بھی کرنی ہے اور رابطہ بھی بڑھانا ہے او کے۔

او کے۔

ہممم تو یہ ہے مایا جس کی پارٹی میں تم نے اس سے ملنا ہے۔

ایکچوئی لی مایا تمہاری فرینڈ ہے اور میر منزل کو بھی جانتی ہے یہ سوا سکی پارٹی بیسٹ ہے او کے۔

او کے۔

ملائی کہ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

حیدر اسے ہر ایک چیز بتا اور سمجھا رہا تھا۔

ویلے بھی دو دن میں اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ پلو شے کی حفاظت کرے گا۔ اگر وہ مشن کا حصہ بننا چاہتی ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔

پھر یہی ایک طریقہ تھا جس کے ذریعے وہ پلو شے کے قریب رہ سکتا تھا۔

شام کو پارٹی تھی سو پلو شے ملائی کہ عرف مایا کے ساتھ نکل گئی۔

پارٹی شروع تھی مگر پلو شے باہر گاڑی میں تھی۔

حیدر ڈرائیونگ سیٹ پر جبکہ باقی سب پیچھے بیٹھے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل اب تک نہیں آیا۔

علی گھڑی دیکھتا ہوا۔

میرے خیال سے اب واپس چلنا چاہیے۔

تھوڑا اور رک کر دیکھتے ہیں کیا پتا آ ہی جائے۔

اوکے پلو شے اگر تم کہتی ہو تو رک جاتے ہیں۔

علی شرارت سے ہوا۔

ہم ابھی واپس جا رہے ہیں۔

حیدر نے فوراً گاڑی موڑ لی۔

پلو شے اور علی بے ساختہ مسکرائے تھے۔

عجیب تو علینہ کو بھی لگا تھا مگر وہ کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔

دو دن پہلے ہی حیدر اسکی اچھی خاصی کلاس لے رہا تھا۔

ہاں علی والا معاملہ وہ گول کر گیا تھا۔ مگر پلو شے کو برا بھلا کہنے پر اس نے اسکی خوب کلاس لی تھی۔

ابھی وہ اسے اور بھی سناتا کہ پلو شے وہاں آگئی۔

میجر حیدر یہ امارا معاملہ تھا۔ ام کو علینہ سے کوئی شکایت نہیں تو آپ بھی اسکو کچھ مت کہیے۔

حیدر نے اسے گھورا تھا پھر ہر چیز کو ٹھوکر مارتا باہر نکل گیا تھا۔

پلو شے نے بھی علینہ کو ایک لفظ تک نہ کہا تھا مگر اسکے بعد سے علی اور پلو شے کا خاصا گٹھ جوڑ ہو گیا

تھا۔

ہیلو سر جس لڑکی کو آپ نے ڈھونڈنے کا کہا تھا وہ پیرا مائونٹ ایڈونچر کلب میں ہے۔
میر منزل ناشتہ کر رہا تھا جب اسے طیب کی کال آئی۔
گڈ۔۔۔

اسکے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر ناشتہ سرو کرتی ردا کو حیرت ہوئی تھی۔
پھر اس کو کسی کام میں کامیابی ملی ہے۔
میر منزل گھٹیا انسان تھیں میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔
دوسروں کو قید کر کے تم خود کیسے اتنی بلندی پر رہ سکتے ہو۔ میرے ساتھ یہ جو تم نے کیا ہے نہ اسکا
خمیازہ تمہیں بھگتنا ہی پڑے گا۔
اسے دیکھ کر ردا سوچ میں گم تھی جب میر منزل نے اسکے سامنے چٹکی بجا کر اسے ہوش دلایا۔
ناشتہ اچھا نہیں تھا میرے واپس آنے تک لانڈری کر لینا سمجھی تم۔
اوکے سر۔

وہ سر جھکا کر بولی۔
دل تو چاہ رہا تھا اسی چھری کانٹے کے ساتھ اسکا حشر کر دے۔
مگر نہیں حکم کا اگا ابھی بھی اسکے پاس تھا۔ بس اسکے میر ولا میں آنے کی دیر تھی۔
میر منزل جب وہاں پہنچا تو طیب گٹ پر کھڑا ہی اسکا انتظار کر رہا تھا۔
کیا ہوا چلی گئی وہ؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں سرا بھی یہیں ہے۔

اوکے۔

کوٹ سیدھا کرتا وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔ جہاں پلو شے اسکو اش کھیلنے میں مصروف تھی۔
میر نے بال کچ کر لی۔

واٹ دا ہیل؟؟؟

وہ غصے سے مڑی تھی۔

سوری مس کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟؟؟

آپ؟؟؟

پلو شے سوچنے کی اداکاری کرتے بولی۔

میر منزل۔۔ آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور میں آپ کو میرے گھر لے گیا تھا۔ پر آپ اچانک ہی وہاں سے
بغیر بتائے چلی گئی ہیں۔

اوہ تو آپ وہ ہیں۔

سوری ایکچوئی لی میں نے دھیان سے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔

اٹس اوکے ایکچوئی لی بہت ٹائی م سے میں آپ کو ڈھونڈ رہا تھا مگر آپ نے تو جیسے سلیمانی ٹوپی پہن لی
تھی۔

اوہ اچھا مگر میں تو گم نہیں ہوئی۔

ہممم پھر شاید ہم سے ڈھونڈنے میں غلطی ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہو سکتا ہے ویل اس دن کے لیے تھینکس۔

ایکچوئی لی مجھے اس دن ہی کہنا چاہیے تھا۔ بٹ میں ڈرگئی تھی۔ اب ایک انسان جواب ہا سپٹل میں آنکھ کھلنے کی توقع کر رہا ہو وہ کسی کے بیڈروم میں خود کو پائے تو یقیناً وہاں سے بھاگنے کی ہی سوچے گا۔ ہاں یہ تو ہے مگر وہ انسان جو آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہو آپ کو وہاں سے غائب پا کر پریشان ہو گا۔

سوری اگین۔

سوری ایلے ایکسیپٹ نہیں ہو گا آپ کو ایک کپ کافی تو پینی ہی پڑے گی۔
اوہ شیور۔

پلو شے میر منزل کے ساتھ وہاں سے باہر نکلی تھی۔ دونوں ایک ساتھ کافی اچھے لگ رہے تھے۔ مگر پلو شے اسکے ساتھ چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔
میر منزل کی مسکراہٹ سمٹ ہی نہ رہی تھی۔
پالینے کی سرشاری سے وہ پھولے نہ سما رہا تھا۔

بے حد جدوجہد کے بعد کامیابی کا مزہ کچھ اور ہی تھا۔

کافی کے بعد بھی اس نے کافی وقت تانیہ کے ساتھ گزارا تھا۔

وہ بہت سنبھل سنبھل کر بولتی تھی۔ ٹھہر ٹھہر کر سوچ سوچ کر بولتی۔ اسکا یہ انداز بہت دلکش تھا۔
صنم نان سٹاپ بولتی تھی مگر تانیہ کی گفتگو میں ٹھہراؤ تھا۔ اس نے شاید ہی کوئی ایسی لڑکی دیکھی تھی جس کی گفتگو میں اس قدر ٹھہراؤ ہو۔ جو پرسکون طریقے سے بولے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کافی متاثر ہوا تھا اس سے۔

آپ کی لہجہ بہت پرسکون ہے۔ اور جانتی ہیں آپ جن کے لہجے پرسکون ہوتے ہیں نہ وہ بہت گہرے لوگ ہوتے ہیں۔ دنیا کی پہنچ سے بہت دور۔
پلو شے ہلکا سا مسکرائی تھی اس تعریف پر۔

اب اسے کیا بتاتی وہ کہ لڑکیاں نان سٹاپ ہی بولتی ہیں۔ وہ تو بس کچھ الٹا نہ بول دے تبھی ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی۔

چلو اچھا ہی ہوا یہ امپریس تو ہو گیا۔

او کے مسٹر میر پھر ملاقات ہوگی ابھی مجھے کچھ ضروری کام ہے۔

اِف یو ڈونٹ مائی نڈ میں آپ کو ڈراپ کر دوں۔

ا ممم تھینک یو سوچ بٹ تانیہ شاہ اپنے کام خود کرنا پسند کرتی ہے۔

سادگی سے کہتی وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

میر منزل تب تک اسے دیکھتا رہا تھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔

طیب آج تم جو کہو گے میر منزل تمہارے لیے وہی کرے گا۔ آج تم نے مجھے بہت بڑی خوشی دی ہے۔

فائی نلی میں اس سے ملا۔ میں نے اسکے ساتھ وقت گزارا۔

خوشی اسکے ہر انداز سے جھلک رہی تھی۔

نہیں سر میں تو بس اپنا کام کر رہا تھا۔ مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خوشخبری

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page: [https://www.facebook.com/](https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/)

[ClassicUrduMaterial/](https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/)

ان شاء اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔ شکریہ

نوٹ

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنف / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنف / مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔ نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

ان نظامیہ کلاسک اردو میٹیریل

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر بھی بتاؤ آج تم کچھ بھی مانگ سکتے ہو۔

سر وہ۔۔۔۔

ہاں کہو۔

سر آپ سارہ کو آزاد کر دیں۔

طیب تم جانے ہو۔

میں جانتا ہوں سر مگر وہ معصوم ہے۔ ردا پر اعتبار کر کے وہ اسکے چنگل میں پھنس گئی تھی۔ آپ نے

اسے شیج تک پہنچنے نہیں دیا مگر خود قید کر دیا۔ سر پلیز اسے جانے دیں۔

میر منزل کا چہرہ سپاٹ تھا۔ طیب کو اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔

ٹھیک ہے تم اسے لے جا سکتے ہو۔

کچھ دیر بعد وہ مسکراتے ہوئے بولا تو طیب کی جان میں جان آئی۔

ورنہ میر منزل سے اسے کسی اچھائی کی توقع نہ تھی۔

سارہ اسے پسند آئی تھی۔ نخریلی سی نازک سی ہنستی مسکراتی سارہ میں اسکا دل اٹکا ہوا تھا۔

اس دن ردا کا پلان ناکام کر کے میر منزل نے سارہ کو قید کر لیا تھا۔

یقیناً وہ اسے اپنے ساتھ ملوث کرتا یا شاید ردا کی جگہ پر اس سے کام نکلواتا۔

آج قسمت نے اسے موقع دیا تو اس نے میر منزل سے اسکی رہائی مانگ لی۔

اور میر منزل تو آج اتنا خوش تھا کہ اگر طیب اس سے ردا کو آزاد کرنے کا بھی کہہ دیتا تو میر اسے بھی آزاد

کر دیتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیسارہا آج کا دن ---

اونے ہوئے بڑی کافی شافی پی جا رہی تھی۔

شٹ اپ فراز اب تم مار کھاؤ گے۔ تمہیں چاہیے کہ مجھ سے میرا حال وغیرہ پوچھو۔

اچھا جی حال مجھے تمہارا پتا ہے۔ میجر حیدر نے تمہاری رکھوالی کروائی ہے مجھ سے۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہیں وہ

مجھے تمہارے ساتھ میرولا ہی نہ بھیج دیں۔

فراز ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

جواباً پلو شے نے اسے زوردار دھموکا جڑا۔

کیسارہا آج کا دن؟؟؟ اور کیپٹن فراز آپ گئے نہیں کیپٹن علینہ اور ثانیہ کے ذمہ ہی تو نہیں تھا

نہ؟؟؟

سر میں بس جا رہا تھا۔

فراز کے جانے کے بعد علی نے اس سے سارے دن کی ڈیٹیل پوچھی پھر وہ تینوں آگے کالائی حہ عمل

طے کرنے لگے۔

ثانیہ اور میر مزمل میں کافی انڈر اسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔

ہیلو ---

ہیلو ثانیہ سب ٹھیک ہے نہ ---

CLASSIC URDU MATERIAL

رات ڈھائی بجے تانیہ کی کال آنا واقعی پریشانی کی بات تھی۔
وہ کال تو دور کبھی ٹیکسٹ بھی نہیں کرتی تھی اور اب۔۔۔

وہ میرو۔۔۔۔

وہ خاصی ڈری ہوئی تھی۔

کیا ہوا ہے۔ میرا مزمل فوراً اٹھ گیا تھا۔

کال چل رہی تھی اور وہ گاڑی تک جا پہنچا تھا۔

گاڑز کو منع کر کے وہ خود ہی گاڑی لے کر نکل گیا تھا۔

ریش ڈرائیو کر کے وہ تانیہ کے گھر پہنچا۔

کیا ہوا ہے اور یہ گھر کی حالت۔

اسکی کھڑکی کا کانچ ٹوٹا ہوا تھا۔

مجھے کچھ پتا نہیں چل رہا میں سو رہی تھی اور میرے گھر پر اچانک فائی رنگ شروع ہو گئی۔

وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

اچھا تم پریشان نہیں ہو میں آگیا ہوں نہ۔

وہ بھی اس صورتحال پر خاصا پریشان تھا۔

ممجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔

اچھا تم اپنا سامان پیک کرو ہم ابھی میرے گھر چل رہے ہیں اوکے اور اب سے تم وہیں پر رہو گی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل نے اسے وہاں سے ساتھ لے جانا ہی مناسب سمجھا۔ یقیناً ان دونوں کے بارے میں خبریں پھیل گئی تھیں۔ اور انہوں نے تانیہ کو نشانہ بنایا تھا۔

وہ اسے میر والا لے آیا تھا۔

رفتہ بیگم کراچی میں رہ رہی تھیں سو اسے کوئی مسئی لہ نہیں تھا۔

جب تک تانیہ سوتی وہ وہیں پر رہا تھا۔

اسکے سونے کا اطمینان کر لینے کے بعد وہ وہاں سے گیا تھا۔

اسکے جاتے ہی پلو شے نے آنکھیں کھول لی تھیں۔

قرباً ایک گھنٹے کے بعد فجر کے ٹائی م وہ اٹھی تھی۔

جائے نماز ڈھونڈنے کے بہانے وہ میر منزل کے روم میں گئی تھی۔

وہ گہری نیند میں تھا۔ اطمینان کر لینے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں آئی۔ نماز سے فارغ ہو کر

کمرے کی لائیٹ آف کر کے اس نے نائیٹ گلاسز پہن لیں۔

اب وہ ہر چیز اچھی طرح چیک کر رہی تھی کہیں کوئی کیمرا تو نہیں لگا ہوا۔

اچھی طرح چھان بین کر کے وہ مطمئن ہو گئی۔ بیڈ رومز میں شاید کیمرا نہیں تھے۔

واش روم کی تلاشی کے بعد اس نے حیدر کو کال کی تھی۔

تم ٹھیک ہو نہ۔ کوئی مسئی لہ تو نہیں ہوا۔

نہیں کوئی مسئی لہ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔

اوکے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیمبرہ تو نہیں لگا ہوا۔

نہیں کیمبرہ کہیں نہیں ہے۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے سب کچھ۔

پھر بھی پلو شے بہت دھیان رکھنا۔

میں نے ہر چیز دھیان سے دیکھی ہے میجر حیدر۔ دیواریں، چھت، ڈیکوریشن پیسز، کبڈز، کھڑکیاں، دروازے، لاکس بھی دیکھ لیے۔ کہیں کچھ بھی نہیں ملا۔

نہ کیمبرہ نہ مائی یک۔

ہممم گڈ پھر بھی محتاط رہنا۔

اوکے۔

اوکے گڈ لک۔

یہ سب انکا پلان تھا پلو شے کو میر منزل کے گھر میں بھیجنے کا۔

باقی سب تو مطمئن تھے اور سونے جا چکے تھے۔ مگر حیدر کو چین نہ مل رہا تھا۔ وہ تب تک نہ سویا تھا جب تک اسکو پلو شے کی خیریت کی خبر نہ مل گئی تھی۔

وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ پلو شے کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔

ادھر پلو شے بھی اب سکون میں تھی۔ تحفظ کا احساس تھا جو اسے میجر حیدر کی آواز سے ملا تھا۔

محبت چاہے کتنی ہی ظالم کیوں نہ ہو ہوتی تو وہ محبت ہی ہے نہ۔

اور جو محبت ذرا سی تکلیف سے ہی ختم ہو جائے وہ پھر محبت تو نہیں ہوتی۔

وہ لاکھ اس بات سے انکار کرتی مگر میجر حیدر تو اسکے دل کی سلطنت پر بڑی شان سے براجمان تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

گڈ مارنگ۔۔۔

گڈ مارنگ۔۔

مجھے لگا تھا ابھی تم دیر تک سوؤ گی۔

نہیں میں جلدی اٹھ جاتی ہوں۔

ہممم گڈ۔۔۔

تم میرے روم میں آئی تھی کیا؟؟؟

ناشتہ کرتے عام سے لہجے میں پوچھا۔

پلو شے چونک گئی۔ مگر پھر سنبھلتے ہوئے بولی۔

مجھے جائے نماز چاہیے تھی۔ آپ سو رہے تھے تو۔

پلو شے کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ یقیناً کہیں کیمبرہ تھا جو اسے ملا نہیں۔

تم نماز پڑھتی ہو؟؟؟

ہاں کیوں آپ نہیں پڑھتے کیا؟؟؟

ہممم نہیں کبھی کبھی پڑھتا ہوں۔

نماز تو ہر روز پڑھی جاتی ہے۔

دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

آپ کو کیسے پتا میں آئی تھی۔

پلو شے نے سنبھل کر پوچھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کو ریڈور میں کیمبرہ لگا ہے اسکی وجہ سے پتا چلا۔
ہممم۔۔

کیوں کوئی مسئی لہ ہے کیا؟؟؟
وہ کھوجتے ہوئے بولا۔

ایسی تو کوئی بات نہیں میں نے دیکھا تھا آپ سو رہے تھے۔ تو وہی سوچ رہی تھی کیا آپ سوتے ہوئے
بھی الرٹ رہتے ہیں۔

ہنستے ہوئے اس نے گفتگو کا رخ موڑ دیا۔

ہا ہا ہا نہیں نیند تو ہوتی ہی آدھی موت ہے۔ انسان سوتے ہوئے بھی الرٹ رہے تو نیند کیسی؟؟؟
اچھا ویلے بے خبری نقصان کر جاتی ہے اکثر۔۔۔

پلو شے چائے کا سپ لیتے ہوئے بولی۔

کبھی کبھی بے خبری سب سے بڑی نعمت بھی ہوتی ہے۔

خیر یہ ردا ہے۔ میر ولا کی میڈ ہے یہ۔

اور پلو شے تو حیران رہ گئی تھی۔ اسے جو ردا پیکرز میں دکھائی گئی تھی۔ وہ اس سے بہت مختلف تھی۔

میر منزل واقعی بہت بے رحم ہے۔

پلو شے نے بے اختیار جھرجھری لی تھی۔

وہ تو بالکل پہچانی نہیں جا رہی تھی۔ علی نے تو بہت سٹائی لش سی ردا دکھائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل بہت ظالم ہے۔

وہ حیدر کو آج کے دن کی ساری ڈیٹیل بتا رہی تھی۔ بتاتے ہوئے بھی اس نے جھر جھری لی تھی۔

اور آپ کو پتا ہے میر منزل نے اسے میڈ بنا دیا ہے۔

کوکنگ، ڈسٹنگ، لانڈری، گروسری اف کیا کام نہیں جو وہ اس سے نہیں کرواتا۔

تم ڈر رہی ہو کیا؟؟؟

حیدر مسکراہٹ دباتے بولا۔

جی نہیں مجھے کیوں ڈر گے گا۔

کیونکہ ردا نے میر منزل کے ساتھ غداری کی تھی۔ اور میر منزل غداروں کے ساتھ بہت برا سلوک کرتا ہے۔

مم میں تو اچھے کام کے لیے ایسا کر رہی ہوں۔

وہ سچ مچ ڈر گئی تھی۔

ڈونٹ وری وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔

اور جہاں تک بات ردا کی ہے۔ وہ خود بھی کوئی اچھی لڑکی نہیں ہے۔ اسکے لیے اتنی ہمدردی دکھانے کی

ضرورت نہیں ہے وہ اگر اس حال میں ہے تو اپنے اعمال کی وجہ سے ہے۔

جس لڑکی نے اپنی دوست کو نہیں بخشا وہ کتنی بری ہو سکتی تم اندازہ کر سکتی ہو۔ بہر حال تم اس سے

محتاط رہنا۔

اوکے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

او کے گڈنائی بیٹ۔

فون بند کر کے اس نے وہ سیل فون چھپا دیا۔

یہ فون اس نے انجنسی سے کانٹیکٹ کے لیے رکھا تھا۔ مگر زیادہ تر رابطہ اسکا حیدر کے ساتھ ہی تھا۔

لیپ ٹاپ آن کر کے اس نے ریکارڈنگ چیک کی۔ یہ ریکارڈنگ میر منزل کے کمرے کی تھی۔

وہ اسکے کمرے میں مائی یک لگا کر آئی تھی۔

پلو شے کی پوری کوشش تھی کہ وہ جلد از جلد کام ختم کر کے یہاں سے نکلے۔

میر ولا میں اسکا دم گھٹتا تھا۔

ردا کو سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ کیسے اپنا بدلہ لے۔

میر ولا میں وہ تانیہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی۔

ہم ویلے پہنچا بھی سکتی ہوں۔

کچھ سوچ کر وہ مسکرائی تھی۔

اسکے پلان میں سب سے پہلا حصہ تھا تانیہ شاہ سے دوستی۔

جہاں تک وہ تانیہ کو جان پائی تھی۔ تانیہ بے ضرر سی لڑکی تھی اور یقیناً میر منزل کے کرتوتوں سے ناواقف تھی۔

جن کی جان لینے اسکے معصوم سے طوطے کی جان لینے پڑے گی۔۔۔ اوپسس طوطے کی نہیں طوطی

کی جان لینے پڑے گی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہنستے ہوئے وہ اور بھی خطرناک لگ رہی تھی۔

آہستہ آہستہ وہ تانیہ سے فری ہو رہی تھی۔ چھوٹی موٹی باتیں کرتی۔ اسکی تعریف کرتی۔
پلو شے بظاہر تو اسکے ساتھ نارمل تھی مگر اندر ہی وہ چونک بھی گئی تھی۔
یہ آخر مجھ سے اتنا کیوں فرینک ہو رہی ہے۔

پلو شے کافی پریشان ہو گئی تھی۔

حیدر کو اس نے کال کی تھی مگر شاید وہ بڑی تھا۔
سو اس نے اسکے لیے میسج چھوڑا تھا۔

حیدر تمہاری کال۔۔۔۔

اوہو پرل۔۔۔۔ ویلے پرل تو قیمتی موتی کو کہتے ہیں۔ حیدر کس کو کہتا ہو گا۔

علی اسکا فون اٹھائے سوچ میں گم تھا۔ ویلے شرارت ہی سوچ رہا تھا۔

اس نے کال کی تھی اس نمبر پر۔

اگلابندہ بھی شاید فون ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔

ہیلو میجر حیدر میں کب سے کال کر رہی تھی آپ۔۔۔

بریک بریک مس پلو شے خان۔

علی کی شرارتی آواز آئی۔

پلو شے نے حیرت سے فون کو گھورا تھا۔

نمبر تو حیدر کا ہی تھا مگر آواز علی کی کیوں تھی؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

میجر علی میجر حیدر کا فون آپ کے پاس کیا کر رہا ہے؟؟؟

اس نے بظاہر غصے سے پوچھا۔

نہیں ایکپوئی لی حیدر بڑی تھا۔ وہ ایکپوئی لی میں اسکا فون نہیں اٹھا تاہٹ ایکپوئی لی کیا ہے نہ مس پلو شے
نمبر پر پرل لکھا ہوا تھا۔ تو میں سوچا کہ دیکھوں تو یہ پرل کون ہے۔

علی کو آج موقع ملا تھا حیدر اور پلو شے دونوں کی کٹ لگانے کا۔ فلحال وہ پلو شے کو ہی تنگ کر رہا تھا۔
پلو شے کو ڈھیروں شرمندگی نے آگھیرا۔

علی تم بہت ہی فضول انسان ہو۔

اچھا جی اب فضول بھی ہم ہی ہیں۔

میں نے تمہاری فضول بکواس سننے کے لیے کال نہیں کی۔

اب کہ وہ ذرا غصے سی بولی تھی۔

اوکے ناؤ سیریس کال کی خیریت تھی۔ اتنا تو میں جانتا ہی ہوں کہ کوئی سیریس میٹر ہی ہو گا ورنہ عشق کی
پتنگیں اڑانے سے تو رہے تم لوگ۔

علی اُس انف۔

پلو شے کو آج احساس ہو رہا تھا کہ علی کے ساتھ کام کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ وہ انتہائی فضول گو
انسان تھا۔

اس سے الجھنے کے بجائے وہ مددے پر آئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہممم تو یہ بات ہے۔ اسکا مطلب کہ تم کو ٹریپ کرنا چاہ رہی ہے۔ پلو شے بہت سنبھل کر رہنا وہ بہت ہی خطرناک لڑکی ہے۔ نکھو ہے وہ جانے کب دس لے کچھ پتا نہیں چلتا۔
یقیناً اسکے دماغ میں کوئی پلان ہے جسکی وجہ سے وہ ایسا کر رہی ہے۔
اور ہاں سنبھل کر رہنا کہیں ایسا نہ ہو تمہیں ہی بیچ آئے۔

اسکی بات کے جواب میں علی نے سنجیدگی سے اسے معاملہ سمجھایا۔ مگر وہی دھات کے تین پات۔ کئے کی دم کب سیدھی ہوتی ہے بات کے آخر میں وہ پھر اس سے مذاق کر رہا تھا۔
تبھی علی کی چیخ گونجی تھی۔ پلو شے کے ہاتھ سے فون چھوٹے چھوٹے بچا۔
حیدر کا کرار سا جھانپڑا سے پڑا تھا۔

وجہ یہ تھی کہ حیدر نے اسکی صرف آخری بات ہی سنی تھی۔
کیا کر رہا ہے بچے کی جان لے گا کیا۔
علی اپنا سر سہلا رہا تھا۔

حیدر کا ہاتھ ہتھوڑے سے کم نہ تھا۔ علی کا چولیس ہل گئی تھیں۔
پلو شے نے کال ہی کاٹ دی۔ ان دونوں کی لڑائی یقیناً لمبی چلنے والی تھی۔

پلو شے اکیلے پن سے گھبرا گئی تھی۔
آج اسے یہاں آنے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ اس بیچ میر منزل سے اسکی روز ہی ملاقات ہوتی تھی۔
البتہ میر منزل اسے باہر لے جانے کے معاملے میں ذرا محتاط ہو گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وقت گزاری کے لیے اس نے ردا سے دوستی کر لی تھی۔
پلو شے اس سے محتاط رہتی تھی۔ مگر ردا پھر بھی اسے نقصان پہنچانے کا ذریعہ ڈھونڈ چکی تھی۔
تانیہ آج سر نہیں ہیں تو کیوں نہ ہم ہارس رائی یڈنگ کریں۔
پلو شے کو شک تو گزرا مگر پھر اس نے جھٹک دیا۔ میر منزل کے پاس بہت سے گھوڑے تھے۔
وہ گھوڑوں کا شیدائی تھا۔

تانیہ تمہیں کونسا گھوڑا پسند ہے؟؟؟

میں۔۔۔۔ مجھے تو رائی یڈنگ نہیں آتی۔

کوئی بات نہیں آؤ میں سکھا دیتی ہوں۔

وہ بھی سر کے یہ گھوڑے ٹرینڈ ہیں۔

پلو شے کچھ ہچکچاتے ہوئے مان گئی۔ رائی یڈنگ اسے بھی پسند تھی۔ بس وہ ڈرتی تھی۔ مگر ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ میر ولا میں ردا کم از کم اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

وہ کونسا گھوڑا ہے؟؟؟

پلو شے سامنے گراؤنڈ میں کھڑے گھوڑے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

یہ۔۔۔ یہ تو سر کا فیورٹ گھوڑا ہے۔ بہت ہی لاڈلا گھوڑا ہے یہ۔

ردا مسکراتے ہوئے بولی۔

اسکے لہجے میں کوئی بناوٹ نہ تھی۔ تبھی پلو شے مطمئن نہ تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تو کیا میں اس گھوڑے پر بیٹھ جاؤں؟؟؟ مجھے وہ گھوڑا بہت پسند آیا ہے۔ واقعی ہی وہ گھوڑا بے حد خوبصورت تھا۔

مگر وہ سر کا ہے۔

کیا وہ مجھے ڈانٹیں گے؟؟؟

امم آپ کو نہیں ڈانٹیں گے۔

ردا ہلکا سا مسکرائی۔

اوکے تو میں اسی پر بیٹھوں گی۔

وہ اس گھوڑے کی طرف بڑھی تھی۔

جائی لیے تانیہ میڈم جائی لیے۔ یہ آپکی پہلی اور آخری رائیڈ ہو گی۔

وہ کمینگی سے مسکراتی ہوئی سوچ رہی تھی۔

بلاشبہ وہ میرے مزمل کا پسندیدہ گھوڑا تھا۔ مگر وہ سدھایا ہوا نہیں تھا۔

پلو شے جتنی بھی محتاط کیوں نہ ہو جاتی ردا کی چالاکی تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

علی نے ٹھیک کہا تھا ردا بچھو تھی۔ اور اب وہ پلو شے کو ڈسنے والی تھی۔

میرے مزمل کی اسلام آباد میں کوئی میٹنگ تھی۔ وہ راستے میں ہی تھا کہ اسے میٹنگ پوسٹ پون ہونے کی کال ریسو ہوئی۔

غصے سے اس نے ڈیل کینسل کر دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

زیر گاڑی واپس موڑ لو۔

اسکا غصہ اس وقت آسمان پر تھا۔

ابھی وہ گاڑی سے اترا ہی تھا کہ اسے چیخوں کی آواز سنائی دی۔

مٹے کے ہزاروں حصے میں وہ پہچان چکا تھا کہ آواز تانیہ کی تھی۔

وہ بھاگتا ہوا گھر کی پچھلی طرف پہنچا تھا۔

سامنے ہی پلو شے جنگلی گھوڑے پر بیٹھی چیخ رہی تھی۔ گھوڑا سر پٹ دوڑ رہا تھا۔ قریب تھا کہ وہ اس پر سے گر پڑتی میر منزل آن کی آن میں اس تک پہنچا تھا۔ وہ گھوڑے کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا مگر گھوڑا رک ہی نہ رہا تھا۔

اسکے گارڈز بھی بھاگے ہوئے پہنچے تھے۔

شکر تھا کہ پلو شے نے لگام کو کس کر پکڑا ہوا تھا ورنہ وہ نیچے گر جاتی۔ اور اپنی ہڈی تڑوا لیتی۔

میر منزل چھلانگ لگا کر گھوڑے پر جا بیٹھا تھا۔

اس نے زور سے لگام کھینچی تھی۔ گھوڑا جھٹکے سے رکا تھا۔

میر نے تانیہ کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

گھوڑا رک گیا تھا مگر تانیہ خوف سے بے ہوش ہوگئی تھی۔

ردا جو بظاہر پریشانی سے چیخ رہی تھی۔ میر منزل کے تانیہ کو بچا لینے پر سیج پا ہوگئی۔

ایک تو اس بندے کو کوئی گولی ہی مار دے۔ ہر دفعہ میرا پلان خراب کر دیتا ہے یہ منحوس انسان۔

سر میں نے منع بھی کیا تھا مگر یہ ضد کر رہی اسی گھڑے پر بیٹھنے کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پریشانی سے بولی۔

جواباً میر مزمل جوتانیہ کو اٹھائے ہوئے تھا قہر برساتی نظروں سے اسے گھور کر تانیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

اس نے فوراً ڈاکٹر کو کال کی تھی۔

ریلیکس۔۔ پریشانی کی بات نہیں کوئی چوٹ وغیرہ نہیں لگی ہے۔ بس خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر معافی نہ کر کے اسے انفارم کر رہی تھی۔

میر مزمل پریشانی سے ٹھل رہا تھا۔

وہ جب تک ہوش میں نہیں آئی تب تک وہ وہیں بیٹھا رہا تھا۔

ہوش میں آنے کے بعد پلو شے پر دورہ پڑا تھا۔

وہ ویلے ہی چلا رہی تھی۔

نہیں بچاؤ بچاؤ مجھے۔ مت مارو مجھے مت مارو۔

شکر تھا اسکا لہجہ نہیں بدلا تھا۔

مگر تانیہ کی حالت سے میر مزمل پریشان ہو گیا تھا۔

اس نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا تھا۔ ڈاکٹر کے آنے تک وہ اسے سنبھالتے سنبھالتے نڈھال ہو رہا تھا۔

وہ اسکے قابو میں نہ آرہی تھی۔

وہ مسلسل خوف سے چیخ رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

ڈاکٹر یہ۔۔۔

میر منزل کی سمجھ سے باہر تھی اسکی یہ حالت۔

انہیں ڈپریشن کا دورہ پڑا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہی ہو گا۔

نہیں ڈاکٹر میں انہیں بس ایک مہینے سے ہی جانتا ہوں۔

اوہ ویل یہ ڈپریشن کی مریضہ ہیں۔ اور ایسے پیشنٹس کی یہ حالت ہو جاتی ہے جب وہ بہت سڑیس لیتے ہیں۔ غصہ کرتے ہیں۔ خوف کے زیر اثر اور بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ ماضی کا کوئی بھیانک حادثہ ہو سکتا ہے۔ آپ کوشش کریں انکو سڑیس سے دور رکھیں۔

ڈاکٹر چلی گئی جبکہ میر منزل مزید پریشان ہو گیا تھا۔

تانیہ کا یہ کونسا روپ تھا جس سے وہ اب تک بے خبر رہا تھا۔

شٹ میں بھی کتنا ڈمب آدمی ہوں۔ میں نے اسکے بارے میں ساری انفارمیشن کیوں نہیں لی۔

وہ ساری رات اسکے پاس صوفے پر بیٹھا رہا تھا۔

صبح پلو شے کی آنکھ کھلی تو میر منزل کو صوفے پر بیٹھی بیٹھے ہی سوتا پایا۔

یہ دوسری بار تھا کہ میر اسکی وجہ سے ایسے ساری رات بیٹھا رہا تھا۔

کیا ہوتا اگر یہ انسان اچھا ہوتا۔ کاش کہ یہ ملک کا دشمن نہ ہوتا۔ تو یہ یقیناً ایک بہترین ہمسفر ہوتا۔

پلو شے نے دکھ سے سوچا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر پھر اچانک ہی اسے اسکے سارے گناہ یاد آئے تو غصے سے اسکی رگیں کھچ گئی۔ اب اسے اس پر سوائے غصے کے اور کچھ نہیں آ رہا تھا۔

نظروں کی تش محسوس کر کے میر منزل فوراً جاگ گیا۔
ارے تم اٹھ گئی۔

سوری مجھے پتا ہی نہیں چلا کب آنکھ لگ گئی۔

وہ آنکھیں ملتا کھڑا ہو گیا۔

تم فریش ہو جاؤ پھر ناشتہ کرتے ہیں۔

اسے کہہ کر پھر وہ رکا نہیں۔

پلو شے نے اپنا دوسرا فون چیک کیا تو حیدر کی کئی کالز آچکی تھیں۔

اس نے اسے کال کی۔ پہلی ہی بیل پر اس نے فون اٹھا لیا تھا۔

پلو شے تم ٹھیک ہو؟؟؟ کل کیا ہوا تھا؟؟؟ تم کیوں بیٹھی گھوڑے پر؟؟؟ اور پھر رات تمہاری

طبیعت۔۔۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟؟؟

ایک ساتھ اس نے کئی سوال کر ڈالے۔ وہ ساری رات سویا نہیں تھا۔

میجر حیدر ام بالکل ٹھیک ہے۔ آپ فکر مت کرو۔

مسکرا کر وہ اپنے پٹھانوں والے لہجے میں ہی بولی تھی۔

اور اسکی آواز سن کر حیدر کو ڈھیروں سکون آیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آنکھیں بند کیے وہ اسے محسوس کر سکتا تھا۔

میں ڈر گیا تھا پلو شے۔

کافی دیر بعد وہ بولا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔

جواباً وہ بھی سکون سے بولی تھی۔ اسکی آواز حیدر کو سکون دے رہی تھی وہ جانتی تھی۔ تبھی وہ پرسکون لہجے

سے اسے سکون پہنچا رہی تھی۔ محبت بھی کیا عجیب چیز ہوتی ہے۔ ایک پل سولی پر لٹکائے رکھتی ہے تو

لگے ہی پل سارے دکھ سمیٹ لیتی ہے۔

آپ کو کیسے پتا چلا کل کے بارے میں؟؟؟

پلو شے نے یاد آنے پر پوچھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے یونہی بھیج دیا ہے کیا تمہیں۔۔۔ جواباً اس نے اسے چڑایا۔

کون ہے وہ جاسوس؟؟؟

پلو شے سمجھ کر بولی۔

تمہارا دماغ چھوٹا ہے رہنے دو وقت آنے پر پتا چل جائے گا۔

پلو شے اسکی بات پر تپ گئی۔ غصے سے اس نے کال ہی کاٹ دی۔ پھر اسکی بات یاد کر کے بے

اختیار ہنستی چلی گئی۔

پلو شے ٹیبل پر آئی تو میر منزل نہیں تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے وہاں موجود اسکے گارڈ سے پوچھا۔

سرا صطبل والی سائیڈ پر ہیں۔

وہ وہاں کیا کر رہے ہیں۔

وہ حیران ہوئی۔

وہ میڈم دراصل ---

کیا ---؟؟؟

سرا اس گھوڑے کو شوٹ کرنے والے ہیں جس سے کل آپ ---

اور پلو شے کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اسکی بات پر۔

وہ ایک پل بھی ضائع کیے بغیر باہر کی طرف دوڑی۔

میر منزل نشانہ باندھے کھڑا تھا۔

سامنے ہی وہ گھوڑا رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

وہ خاصا زخمی تھا۔

یقیناً میر منزل نے اس پر کوڑے برسائے تھے۔

اس نے بھاگ کر گن اوپر کی طرف کی تھی۔

ہوا میں فائی رکی آواز گونجی تھی۔

واٹ دا؟؟؟ تانیہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟

آپ یہ کیا کر رہے تھے؟؟؟ ایک بے زبان پر ظلم کر رہے تھے آپ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ غصے سے کانپ رہی تھی۔

دیکھو تم ریلیکس ہو جاؤ۔

ڈونٹ ٹچ می۔ مجھے اندازہ نہیں تھا آپ اس قدر ظالم ہونگے۔

ہاں ہوں میں ظالم جو تمہیں چوٹ پہنچانے کی کوشش کرنے کا اسے سزا لے گی۔

وہ اسے جھنجھوڑ کر بولا۔

مگر میں سزا پر یقین نہیں رکھتی۔

اس نے اسکے ہاتھ جھٹکے تھے۔

وہ گھوڑے کی جانب بڑھی تھی۔ میرا مزمل اسے روکنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ کچھ بھی سنے بغیر

گھوڑے کی رسیاں کھول رہی تھی۔

رسیاں اسکے جسم میں چبھ رہی تھیں درد سے اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

پلو شے کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

رسیاں اس سے کھل نہ پا رہی تھیں۔

میرا مزمل نے آگے بڑھ کر رسیاں کھولی تھیں۔

پلو شے نے اپنا ماتھا گھوڑے کے ماتھے سے ٹکرایا تھا۔

بہت آرام سے وہ اسکے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

گھوڑا اک ذرا بھی نہ بدکا تھا۔

جانور پیار کے عادی ہوتے ہیں۔ جو انہیں پیار کرتا ہے یہ اسکے ہو جاتے ہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھہر ٹھہر کر بولتی وہ میر منزل کو شرمندہ کر گئی تھی۔

وہ وہیں پر بیٹھی گھوڑے کے زخموں پر مرہم لگا رہی تھی۔

تمہارے مام ڈیڈ کی ڈیڈ کیسے ہوئی تھی۔ آئی مین کل جو تمہاری حالت ہوئی تھی کیا اسکے پیچھے۔۔۔۔

میرے بابا پولیٹیشن تھے۔ انتہائی ایماندار اور فرض شناس۔ پر شاید اچھے لوگ اس دنیا کو نہیں چاہیے۔ کچھ

وقت سے ڈیڈ پریشان رہنے لگے تھے۔ جانے کیا بات تھی۔ مام اور ڈیڈ دونوں ہی پتا نہیں کیا ڈسکشن

کرتے رہتے تھے۔ میرا برتھ ڈے تھا۔ ہم لندن میں تھے۔

مام ڈیڈ مجھے سرپرستی دینا چاہتے تھے۔

میں اپنے روم میں تھی۔ باہر وہ گھر کو ڈیکور کر رہے تھے۔

بارہ بجنے میں دو منٹ رہتے تھے کہ باہر سے فائی رنگ کی آواز آئی۔

میں بہت ڈر گئی۔ میں نے چپکے سے دیکھا تو کچھ لوگ بہت بے دردی سے میرے مام ڈیڈ کو قتل کر

رہے تھے۔

خوف سے میں بے ہوش ہو گئی۔

جب ہوش میں آئی تو مام ڈیڈ دونوں نہیں رہے تھے۔

پلو شے آنسو بہا کر اسے جھوٹی کہانی سنارہی تھی۔ اور میر منزل نے یقین کر لیا تھا۔

عورت کے آنسو تو مرد کی عقل ختم کر دیتے ہیں۔ تو وہ کیسے بچا رہتا اس سے۔۔۔

تو وہ فطرتاً اچھا انسان ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فراز پلو شے سے ملا تھا۔ وہ دونوں اس وقت کافی شاپ میں بیٹھے تھے۔

وہ فطرتاً اچھا انسان تھا۔

پلو شے نے اسکی تصحیح کی۔

مگر پلو شے فطرت تو کبھی نہیں بدلتی نہ۔

کون کہتا ہے ایسا۔۔

اس نے کافی کا سپ لیا تھا۔

لوگ کہتے ہیں نیچر اور سگنیچر انسان کی دو ایسی چیزیں ہیں جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ مگر جانے ہو دونوں چیزیں بدل جاتی ہیں۔ دونوں ایک چوٹ کی مار ہیں۔ انگلی پر چوٹ لگ جائے تو سگنیچر بدل جاتے ہیں۔ اور

دل پر چوٹ لگ جائے تو نیچر بدل جاتی ہے۔

وہ بہت نرمی سے بات کر رہی تھی۔

تو چوٹ تو اسکو لگی ہے نہ۔

ٹھوکر لگنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آپ گر ہی جاؤ۔ ٹھوکر کھا کر انسان سنبھل بھی تو جاتا ہے نہ۔

تو وہ برا انسان ہے۔

فراز اس سے بحث میں نہ جیت سکتا تھا سو فوراً ہی ہار مان لی۔

ہاں وہ برا انسان ہے۔

پلو شے نے لمحہ بھی نہ لگایا۔

اس میں اچھائی بھی تو ہے نہ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب کہ پھر فراز نے ایک پوائی نٹ اٹھایا تھا۔

میں اسکی اچھائی دیکھنا نہیں چاہتی۔ ورنہ میں اپنا مشن مکمل نہیں کر پاؤں گی۔

وہ تمہارے لیے اچھا بن جائے تو؟؟؟

تو بھی وہ دوسروں کے لیے برا ہی ہے۔ سب سے بڑھ کر وہ میرے ملک کے لیے برا ہے۔ جب وہ

دوسروں کے لیے برا ہے تو وہ پھر میرے لیے کیسے اچھا ہو سکتا ہے؟؟؟

اور کبھی وہ تمہیں اچھا لگ جائے تو؟؟؟

ہمارے پاس ایک کتا تھا۔ میرا بچپن کا دوست۔ میرا جینی۔ وہ مجھے اور بابا کو اس قدر پیارا تھا کہ اسکے بغیر

ہمارا گزارا نہ تھا۔ پھر ایک دن وہ باہر نکل گیا اور اسے کسی پاگل کتے نے کاٹ دیا۔ ہمیں پتا ہی نہ چلا

کب وہ وحشی ہوتا گیا۔ ایک دن اس نے ہمارے ساتھ والے گھر میں رہنے والے انکل پر حملہ کر دیا۔

شکر تھا کہ انکل کو کچھ ہوا نہیں۔ ہمیں وہ کچھ بھی نہیں کہتا تھا جانے کیسے پر وہ باقی سب کے لیے

خطرہ بن گیا تھا۔ علاج ممکن نہ رہا تھا۔ اور پھر ایک دن بابا نے اسے گولی مار دی۔ اسکی آنکھوں میں بے

یقینی تھی فراز۔ مگر اسکو ختم کرنا ضروری تھا۔ میرے سامنے بابا نے اسکو گولی ماری تھی۔ اور مجھے کہا تھا

پلو شے خین ی شیان ددی لپارہ غورہ دی چ ی مہر شی

کچھ چیزوں کا مر جانا ہی اچھا ہوتا ہے۔

میر منزل بھی وہ پاگل کتا بن چکا ہے جو لا علاج ہے۔ اسکا مر جانا ہی بہتر ہے۔

فراز اسے مسکراتے ہوئے سن رہا تھا۔

اگر میر منزل اسکی باتوں کا اسیر ہوا تھا تو کچھ غلط نہیں تھا۔ وہ واقعی بہت خوبصورت بولتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسکے علاوہ بھی کچھ اور وجہ بھی تھی۔

کل کا منظر فراز کی آنکھوں میں لہرایا تھا۔

حیدر پلو شے مس گائی یڈ ہو سکتی ہے۔ تم اس سے اس بارے میں بات کرو۔

وہ مس گائی یڈ نہیں ہوگی۔

حیدر کے لہجے میں یقین تھا۔

پھر بھی اسکا ٹیسٹ لے لو۔ کہیں ایسا نہ ہو وہ اسکے اس ماسک سے دھوکہ کھا جائے۔

وہ نہیں دھوکہ کھائے گی۔ پھر بھی اگر تم کو شک ہے تو تم اس کا ٹیسٹ لے لو۔

اوکے میں نہیں فراز لے گا۔

علی نے فراز کو بھیجا تھا۔ اور فراز نے بخوبی اپنا کام کیا تھا۔

فراز کے فون پر کال چل رہی تھی۔

اور وہ سب بیٹھے انکی باتیں سن رہے تھے۔

جہاں علی حیران ہوا تھا اسکے خیالات جان کر وہیں حیدر کے چہرے پر خوشی تھی۔ وہ یقیناً پلو شے کو بہت

اچھے سے جان گیا تھا۔

دراصل یہ ایک نفسیاتی ٹیسٹ تھا۔ جس کے ذریعے وہ یہ پتا چلاتے کہ پلو شے کو اسکی اچھائی کہیں بھٹکا

تو نہیں رہی۔

کہیں وہ اسکی اچھائی سے بہک نہ جائے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر پلو شے نے غیر ضروری باتوں پر فوکس کرنے کے بجائے اس کام پر فوکس کیا جس کے لیے وہ آئی تھی۔

اسکے لیے میر منزل کی اچھائی معنی نہیں رکھتی تھی۔

اگر اسکا چہرہ صم کے چہرے جیسے نہ ہوتا تو ممکن ہی نہیں تھا کہ میر منزل اسکے لیے ذرا سی بھی انسانیت دکھا دیتا۔

اور ایسے اچھائی کے ماسک تو ہم سب نے ہی پہن کر رکھے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے جن سے ہم محبت کرتے ہیں۔ ہم ان کے سامنے کسی صورت وہ ماسک نہیں اتارنا چاہتے۔ مگر باقی دنیا کے لیے ہمارا وہی بھیانک چہرہ ہی ہوتا ہے۔

پلو شے جا چکی تھی۔ وہ سب بھی اب ریلیکس تھے۔ اگر پلو شے کو اسکی اچھائی کا یقین ہو جاتا تو مشن مشکل میں پڑ سکتا تھا۔ ساتھ ہی پلو شے کی زندگی بھی۔

پلو شے نے کیک بیک کیا تھا۔

ردا سے اب وہ احتیاط ہی برتی تھی۔ میر منزل کی بھی سخت ہدایت تھی کہ رداتانیہ کے آس پاس بھی نہ بھٹکے۔

سو پلو شے نے شکر کیا تھا۔

وہ کیک لے کر روم میں جا رہی تھی۔

ٹیبیل کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک فائل نیچے گری تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس میں سے سارے پیپر زادھر اُدھر بکھر گئے تھے۔
اس نے کیک کی ٹرے نیچے رکھ کر وہ سارے پیپر سمیٹے تھے۔ پھر فائل اٹھا کر لے گئی تھی۔
دس منٹ ہی گزرے تھے کہ میر منزل کی چنگھاڑتی ہوئی آواز آئی تھی۔
پلو شے ڈر کر باہر کی جانب بڑھی تھی۔
جہاں میر منزل خوشخوار تیور لیے کھڑا تھا۔
کس سے پوچھ کر تم نے وہ فائل اٹھائی تھی۔
مم میں تو۔۔۔
بکو اس بند کرو اپنی۔
غصے سے وہ دھاڑا تھا۔
پلو شے کا دل بند ہو رہا تھا۔
کہاں ہے وہ فائل؟؟؟
اس نے زور سے اسکے بال پکڑے تھے۔
مم میرے پاس نہیں ہے۔
جھوٹ۔۔۔
بتاؤ مجھے کہاں ہے وہ فائل۔۔۔؟؟؟
مم میری بات تو۔۔۔۔
پلو شے کی بات ابھی ادھوری ہی تھی کہ میر منزل نے اسے لے جا کر پول میں دھکا دے دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پول میں پھینکتے ہی پلٹ کر اس نے بٹن پریس کیا تھا۔

گلاس سلائی یڈ نے پول کو بند کر دیا تھا۔

پول اب ایکویریم کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

بڑا سا ایکویریم اور میں جل پری کی طرح تڑپتی ہوئی تانیہ۔

میر منزل نفرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ پانی کے اندر تڑپ رہی تھی۔ سلائی یڈ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر وہ خاصا موٹا شیشہ لگا ہوا تھا۔

میر منزل اپنے غداروں کو معاف نہیں کرتا مس تانیہ شاہ۔۔۔۔

آرام سے صوفے پر بیٹھا وہ اسکے تڑپنے کا منظر دیکھ رہا تھا۔

سر۔۔۔۔

طیب کی چیختی ہوئی آواز آئی تھی۔

کیا ہوا طیب تمہیں؟؟؟

غصے سے اس نے پوچھا۔

سر وہ۔۔۔۔ آپ میرے ساتھ آئی ہیں۔

طیب اسے جلدی سے کنٹرول روم کی جانب لے گیا۔

جہاں سی سی ٹی وی کی فوٹیج چل رہی تھی۔

کیا ہے یہاں کیوں لائے ہو؟؟؟

سر یہ دیکھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسے بیس منٹ پہلے کی فوٹج دکھا رہا تھا جہاں تانیہ فائی ل سمیٹ کر اٹھا کر لے گئی تھی۔

مجھے یہ کیوں دکھا رہے ہو دیکھ چکا ہوں میں۔

میر منزل نے بھی ویڈیو یہاں تک دیکھ رکھی تھی۔

سر آپ آگے دیکھیں۔

ساتھ ہی تانیہ نے فائی ل اٹھا کر سائیڈ پر بے بک شیلف پر رکھی تھی۔ جہاں باقی فائی لز پڑی تھیں۔

اسکے جانے کے بعد ہی ردا یہاں وہاں دیکھتی اس فائی ل تک آئی تھی۔ اور فائی ل اٹھا کر لے گئی

تھی۔

ردا کہاں ہے؟؟؟

میر منزل کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

وہ فائی ل اسکے کارناموں کا ثبوت تھی۔

سر ردا کہیں نہیں ہے ہمیں لگتا ہے وہ فرار ہوگئی ہے۔

میر منزل فوراً پول کی جانب بھاگا تھا۔

تانیہ۔۔۔ تانیہ۔۔۔

بے اختیار وہ شیشے پر ہاتھ مار رہا تھا۔

تانیہ شاید سانس بند ہونے سے بے ہوش ہوگئی تھی۔ وہ ہاتھ پاؤں ہلانا چھوڑ چکی تھی۔

میر منزل پاگل ہو رہا تھا۔ اسکے ہاتھ کی سکن پھٹ گئی تھی۔ خون مسلسل بہہ رہا تھا۔

طیب نے آکر اسے پیچھے ہٹایا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلٹ کر اس نے بٹن پریس کیا تھا۔

میر منزل کو گارڈز نے سنبھالا ہوا تھا۔

طیب نے پول میں جمپ کر کے تانیہ کو باہر نکالا تھا۔

وہ اسکا پیٹ دبا رہا تھا تاکہ پانی باہر نکلے۔

میر منزل تو ساکت بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

اسکی سانس بحال ہوئی تو وہ اسے اٹھا کر روم میں لے گیا۔

میر منزل اسکے پیچھے ہی کمرے میں آیا تھا۔

میں دیکھ لوں گا ہٹو پیچھے۔۔۔

میر منزل اب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

طیب نے ڈاکٹر کو بلا لیا تھا۔ وہ جانتا تھا میر اسے ہاسپٹل لے جانے پر راضی نہیں ہو گا۔ گھر پر ہی

ٹریٹمنٹ کروائے گا سو اس نے ڈاکٹرز کی ٹیم بلالی تھی۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر تمام سامان لے آئے تھے۔

گھر پر ہی اسکو ڈاکٹرز نے سارا ٹریٹمنٹ دیا تھا۔

میر منزل بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔

کتنی کوشش کی تھی اس نے کہ تانیہ اسکا بھیانک روم نہ دیکھ پائے مگر پھر بھی اس نے اسے اس حال میں پہنچا دیا۔

پیشنت کو ہوش آگیا ہے مگر فلحال انہیں ڈسٹرب مت کیجیے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ دیر انہیں اکیلا چھوڑ دیجیے۔

ڈاکٹرز جا چکے تھے۔

وہ سو رہی تھی۔ میرے مزمل اسکے کمرے میں آیا تھا۔

ایم سومی تانیہ میں نے تمہیں اتنی تکلیف دے دی۔

دکھ سے اس نے ٹیبل کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں ڈیکوریٹڈ ٹیبل کے بیچ میں کیک پڑا ہوا تھا۔

پاس ہی ایک خوبصورت سا کارڈ پڑا تھا جس پر لکھا ہوا تھا۔

Happy Wedding Anniversary my Dearest Mom and Dad....

تو آج تانیہ کے مام ڈیڈ کی ویڈنگ اپنی ورسری تھی۔

اور میں نے میں نے کیا کر دیا یہ سب۔

وہ بال جکڑے وہیں بیٹھا رہ گیا۔

صبح پانچ بجے پلو شے کو ہوش آیا تھا۔

وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھی۔ وہ خوف سے جاگی تھی۔

اسے لگا تھا وہ گہرے پانی میں ڈوب رہی ہے۔

اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے تھے۔

ایک اور خوف اسکی زندگی میں شامل ہو گیا تھا۔

آس پاس دیکھا تو میرے مزمل کہیں نہیں تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شکر ہے آج یہاں نہیں سو رہا۔ منحوس انسان مجھے بے ہوش کر کر کے ہی مار ڈالے گا۔
بال سمیٹتی وہ بستر سے اتری تھی۔

اندھیرے میں وہ کسی سے ٹکرائی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ چیختی کسی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

یہ میں ہوں پلو شے۔

جانی پہچانی سی آواز سن کر اسکے حواس بحال ہوئے۔

میجر حیدر۔۔۔

اس نے روتے ہوئے اسکے سینے پر سر رکھ دیا۔

وہ بہت برا ہے ہادی۔ ام کو یہاں مزید نہیں رہنا اب۔

میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا پلو شے۔ بہت جلدی۔

ایم سوری میں پھر سے تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔

وہ حیدر کے لہجے کی شکستگی محسوس کر رہی تھی۔

نہیں ہادی اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔

بس ام کو لے جاؤ۔

پلو شے میں کل تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔

بس تم مجھ پر۔۔۔

حیدر خاموش ہو گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آئی ٹرسٹ یو ہادی۔

پلو شے کی اندھیرے میں آواز ابھری تھی۔

حیدر جو کرب سے رخ موڑ کر کھڑا تھا۔ حیرت زدہ پلٹا تھا۔
کیا کہا پلو شے پلیز دوبارہ کہو۔

آئی ٹرسٹ یو میجر حیدر آفان۔

اب کہ وہ شرارتی لہجے میں بولی تھی۔

تھینک یو تھینک یو سوچ پلو شے۔

میں میں کبھی تمہارا بھروسہ ٹوٹے نہیں دوں گا۔

چاہے میری جان کیوں نہ چلی جائے میں تمہاری حفاظت کروں گا۔

وہ اسکا ہاتھ تھامے جوش سے کہہ رہا تھا۔

ابھی آپ جائیں میں کل میرا سے نکل جاؤں گی۔

آر یو شیور۔

ڈیم شیور۔

بٹ ابھی تو تم۔۔۔

ضروری تو نہیں کہ آپ ہاتھ پکڑ کر ہی لے جائیں۔ آپ کے الفاظ پلو شے کی طاقت ہیں میجر۔

پلو شے میں شاید کبھی ان لفظوں کا احسان نہیں اتار پاؤں گا۔ میں انتظار کروں گا اس لمحے کا جب

تمہارا دل مجھے پکارے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے بے ساختہ پیچھے ہوئی تھی۔

اب آپ جائی میں میجر حیدر۔

اپنا خیال رکھنا۔

وہ کہہ کر جا چکا تھا مگر پلو شے وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی۔

کیوں ام اس قدر کمزور پڑ جاتا ہے میجر حیدر کے سامنے۔ کیوں ام پھر سے اس کے ہاتھوں میں اپنی زندگی کی ڈور تھمنا چاہتا ہے۔

نہیں پلو شے خان نہیں۔ تم اتنا کمزور نہیں ہو سکتا۔ ام مشن ختم ہوتے ہی میجر حیدر کی زندگی سے بہت دور چلا جائے گا۔

کیوں قید میں رکھا ہوا ہے ام کو؟؟؟ کیا دشمنی ہے تمہارا ام سے؟؟؟
بکواس بند کرو اپنی۔

پاس کھڑے شخص نے زور سے ٹھوکر ماری تھی اسکو۔

ام کو بتاؤ تو سہی امارا قصور کیا ہے؟؟؟

یہ تو تمہیں ہمارے پاس ہی بتائی گئی تب تک تم یہیں سرٹتے رہو گے۔

دیکھو ام تم چھوڑے گا نہیں۔

بہت بکواس کرتے ہو تم مگر کوئی بات نہیں بہت جلد تمہاری بکواس ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔

آنے والے کے لہجے میں وحشت تھی۔ بے پناہ وحشت۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ردا کو ڈھونڈو ہر حال میں مجھے وہ چاہیے۔

میر منزل غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

ردا اسکی اتنی اہم فائل لے کر فرار ہو گئی تھی۔ وہ اس وقت کو کوس رہا تھا جب بے دھیانی میں وہ فائل وہاں چھوڑ گیا تھا۔ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا تھا وہ۔ اس فائل کی وجہ سے ردا سے بلیک میل کر سکتی تھی۔

کتنی مشکل سے تو وہ فائل اس نے ایجنسی سے واپس لائی تھی۔

کتنے لوگوں کو خریدنا پڑا تھا اسے۔ کتنے لوگوں کا ایمان خرید کر اس نے ملک سے غداری کروائی تھی۔ اور اب وہ کل کی لڑکی اسکی ناک کے نیچے سے وہ فائل چرا لے گئی تھی۔

وہ جو اس بات پر اکرٹا تھا کہ میر والا سے ایک پتا بھی اسکی اجازت کے بغیر جا نہیں سکتا تھا۔ اب غصے سے کھول رہا تھا۔ آخر اسنے ردا کو اتنا لائی میٹلی کیوں لے لیا۔

وہ پہلے بھی تو اسے دھوکہ دے چکی تھی۔

اور اسکی وجہ سے تانیہ اسکے عتاب کا شکار ہوئی تھی۔

تانیہ۔۔۔ اوہ گاڈ۔

اسے تو میں بھول ہی گیا۔

وہ اسکے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔ مگر تانیہ وہاں نہیں تھی۔ نہ ہی اسکا سامان تھا۔

وہ سر پیٹ رہا تھا۔

جانے کب وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے گارڈز سے پوچھا تھا جن کے مطابق وہ فجر کے وقت ہی چلی گئی تھی۔
چونکہ تانیہ پر آنے جانے کی کوئی پابندی نہ تھی۔ سو وہ اسے روک نہ سکتے تھے۔

ڈیم اٹ۔۔۔۔

میر منزل خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔

کچھ بھی نہ بچا تھا اسکے پاس۔ اسے ہر حال میں پہلے ردا کو ڈھونڈنا تھا۔

تانیہ کو کچھ وقت دینا چاہیے پھر میں اسے منالوں گا۔ مگر ردا تمہیں اس غداری کی بہت بڑی قیمت چکانی
پڑے گی۔

پلو شے حیدر کے جانے کے کچھ ہی دیر بعد سامان پیک کر کے نکل گئی تھی۔

میر منزل کو چونکہ اسکے اپارٹمنٹ کا پتا تھا سو وہ علی کی طرف گئی تھی۔

پلو شے تم یہاں؟؟؟

ہٹو ام تھک گیا ہے۔

پلو شے صوفے پر لیٹنے کے انداز میں گری۔

وہ آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی کہ نظروں کی تپش سے چونک کر اٹھی۔

سامنے دیکھا تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

تت تم بی یہاں۔۔۔

پلو شے کا سانس خشک ہو گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

طیب خوشخوار تیور لیے اسے ہی گھور رہا تھا۔

طط طیب۔۔۔۔

علی۔ اب کہ پلو شے نے یہاں وہاں دیکھا تھا مگر علی کہیں نہیں تھا۔

پلو شے کے ماتھے پسینے سے تر تھا۔

پکڑے جانے کا خوف سب چیزوں پر حاوی ہو گیا تھا۔

اسکی حالت دیکھ کر طیب نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔

اوہ میرے اللہ تو پلو شے میڈم ڈرتی بھی ہیں۔

تبھی علی بھی کہیں سے نکل آیا تھا۔ وہ دونوں اسکی حالت پر ہنس کر دوہرے ہو رہے تھے۔

وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھے جارہی تھی۔

اوکے فائن اب ذرا بتانا فرمائیں گے۔

ان کے ہنسنے پہ اب اسے غصہ آگیا تھا۔

اوکے اوکے ریلیکس۔

طیب نے ہنستے ہوئے ماسک اتارا تھا۔

میجر حیدر۔۔۔؟؟؟

جی بالکل میجر حیدر۔

وہ مسکراتے ہوئے پلو شے کو سخت زہر لگا تھا۔

یہ سب اسے بے وقوف بنا رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کشن انکی طرف اچھالتی غصے سے وہ باہر نکل گئی۔

کچھ زیادہ ہو گیا شاید۔۔۔

علی اسکے جانے پر پریشان ہو گیا۔

میں دیکھتا ہوں۔

حیدر اسکے پیچھے چلا گیا۔

پلو شے رکو۔

ام کو کوئی بات نہیں کرنی۔

اچھا نہ سوری میری بات تو سن لو۔

پہلے دن سے ہی مجھے بے وقوف بنا رہے تھے نہ۔

نہیں۔۔

میں نے بتایا تو تھا تمہیں ہنٹ بھی دیا تھا۔

وہ اب اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کب بتایا تھا؟؟؟

وہ نروٹھے پن سے بولی۔

جب میں نے کہا تھا کہ تمہارا دماغ چھوٹا ہے۔

پلو شے نے اسے گھورا تو اس نے فوراً معزرتی انداز میں کان پکڑے۔

طیب کو ہم نے غائب کیا تھا تمہارے جانے سے پہلے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں تمہیں کیسے اکیلے بھیج دیتا ہوں۔

سوا سے غائب کر کے میں نے اسکے چہرے جیسا ماسک لگا لیا۔ اور پھر تم اتنی ڈفر ہو کہ تمہیں ذرا سا شک بھی نہیں ہوا کہ مجھے ہر بات کیسے پتا چل رہی ہے۔
ہونہ ام اپنا دماغ فضول کاموں میں خرچ نہیں کرتا۔

وہ تمہیں اتنی محنت سے بولنا سکھایا تھا تم پھر پشتو لہجے پر آگئی ہو۔
اب کہ حیدر چڑ کر بولا۔

ہاں تو ام چاہے زندگی میں کسی بھی مقام پر پہنچ جائے ام اپنا لہجہ نہیں بدلے گا۔
اور آپ کیسے گیا اس طیب کی جگہ پر؟؟؟

آنکھیں چھوٹی کیے کمر پر ہاتھ رکھے وہ بالکل بچی لگ رہی تھی۔

جب میرا مزمل کو کال کر کے پیرا فونٹ بلایا تھا۔ تبھی میں نے طیب کی جگہ لے لی تھی۔
میں نے کہا تمہانہ میں تمہاری حفاظت ہر حال میں کروں گا۔

مگر میجر حیدر ام اپنا خیال خود رکھ سکتا ہے۔

تم نا سمجھ اور بے وقوف ہو پلو شے میں کیسے تمہیں وہاں اکیلا جانے دیتا۔

تو آپ کو ام بے وقوف لگتا ہے؟؟؟ چلو میرے ساتھ۔ ام کو بے وقوف کہتا ہے۔
وہ اسے کھینچتے ہوئے ساتھ لے گئی۔

ام کو بے وقوف کہتا ہے۔

اس نے ایک جیکٹ نکالی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جیکٹ کے اندر سے سیفی پنز کھول کر اس نے بلیک کلر کی فائی ل نکال کر حیدر کے سامنے لہرائی تھی۔

یہ فائی ل او میرے اللہ یہ فائی ل تو ردا۔۔۔

بہت زیادہ چالاکی بھی نہ کبھی کبھی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

ام کو پتا تھا کیمرے گئے ہوئے۔

تو ام نے کیک بیک کیا اور ٹرے کے نیچے ایک بلیک فائی ل رکھی۔

جب اسکو فائی ل کو ام نے گرایا تو ام نے فائی ل کو بدل دیا۔

پلو شے یو آرمائی نڈ بلوئی نگ۔

حیدر کا تو جھومنے کا دل چاہ رہا تھا۔

حیدر نے فوراً ہی میٹنگ بلالی تھی۔

گڈ جاب پلو شے۔ آئی ایم پراؤ ڈ آف یو۔ میجر حیدر کیا فائی ل وہی ہے۔

کرنل حماد بہت خوش تھے آج۔ فائی نلی فائی ل واپس آگئی تھی۔

سرفائی ل تو واپس آئی ہے مگر ادھوری ہے۔

ہمیں مزید انفارمیشن کی ضرورت ہے۔ کچھ اور کپے ثبوت۔

ٹو کیا پلو شے کو پھر۔۔۔

نوسراب مزید پلو شے کو مصیبت میں نہیں ڈالنا۔ پہلے جو ہمیں خوش فہمی تھی کہ وہ اسے کچھ نہیں کہہ

سکتا وہ ختم ہوگئی ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ایک بار اسے نقصان پہنچا چکا ہے۔ وہ دوبارہ بھی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔
حیدر نے کرنل حماد کو مناسب لفظوں میں منع کر دیا تھا پلو شے کو بھیجنے سے۔

ویل میرے پاس پلان ہے۔

علی بیچ میں بولا۔

کیا پلان؟؟؟

علی نے لپ ٹاپ آن کیا اور ریکارڈنگ چلا دی۔

وہ ردا کی ریکارڈنگ تھی وہ کسی سے کال پر بات کر رہی تھی۔

میرولا سے بھاگنے کے بعد کا پلان۔

اگر ردا ہمارے ہاتھ لگ جائے تو بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

خود دیکھو میرمزل غداری کرنے والوں کو مار دیتا ہے مگر ردا کو اس نے نہیں مارا یقیناً ردا کوئی بہت بڑی

توپ ہے۔

علی پر جوش سا بولا۔

اچھا تو پھر کیا پلان ہے میجر علی۔

حیدر اسکی طرف پوری طرح متوجہ ہوا۔

ردا خود بتائے گی ہر بات۔

وہ کچھ سوچ کر مسکرایا۔

اور وہ آپکو کیوں بتائے گی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ مجھے نہیں بتائے گی پر وہ بالاج کو ضرور بتائے گی۔

مطلب؟؟؟

دیکھو میں سمجھاتا ہوں۔ علی نے سارا پلان ان کے سامنے رکھا۔ سبھی کو اسکا مشورہ پسند آیا تھا۔

یہاں کامس ئی لہ تو حل ہو گیا تھا مگر کچھ اور تھا جو برا ہو گیا تھا۔

حیدر جب پلو شے کو منانے کے لیے کان پکڑے کھڑا تھا۔ تو پاس سے گزرتی کچھ لڑکیوں نے وہ سین کیلچر کر لیا تھا۔

اب پورے سوشل میڈیا پر ہیش ٹیگ لولی کیل گردش کر رہا تھا۔

وہ سب ابھی میٹنگ سے فارغ ہو کر نکلے تھے۔ کرنل حماد جاچکے تھے۔

پلو شے کی نوٹیفیکیشن ٹیون بجی تو اس نے فون اٹھایا۔

یا میرے اللہ! سامنے ہی اس کی اور حیدر کی پکچر لولی کیل کیپشن کے ساتھ پوسٹ ہوئی تھی۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

پکچر ایک گھنٹے پہلے پوسٹ کی گئی تھی۔

اور اب ہر جگہ پر مختلف کیپشنز کے ساتھ چھائی ہوئی تھی۔

کچھ محبت کہہ رہے تھے کچھ غلامی کوئی مذاق بنا رہا تھا۔ خیر جتنے لوگ اتنی باتیں۔

مگر پریشانی کی بات یہ تھی کہ یہ پکچر اگر میر منزل تک پہنچ جاتی تو۔۔۔

اسکی پکچر جو وائی رل ہوئی سو ہوئی وہ ایک الگ پریشانی تھی مگر میر منزل۔۔۔

اگر وہ یہ جان جاتا تو ان کی ساری محنت پر پانی پھر جاتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر نے اسے ساکت کھڑا دیکھا تو حیران ہوا۔
کہاں گم ہو؟؟؟

اس نے اسے ذرا سا ہلایا۔

ہاں۔۔۔ نن نہیں کچھ نہیں۔۔۔

اسکی حالت حیدر کو ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

وہ اسے وہاں سے اپنے کیمین میں لے گیا۔

پلو شے اسکے ساتھ جیسے گھسٹتی جا رہی تھی۔

حیدر نے اسے بٹھا کر پانی دیا۔ وہ ٹرانس کی کیفیت میں پانی پیتی چلی گئی۔

حیدر بغور اسکا جائی زہ لے رہا تھا۔

کیا بات ہے پلو شے؟؟؟

اس نے نرمی سے پوچھا۔

پلو شے نے کچھ کہنے کے بجائے فون سامنے کر دیا۔

حیدر نے نا سمجھی سے فون لیا مگر اسے دیکھ کر اسکا پارہ چڑھ گیا۔

ان دونوں کی تصویر عجیب و غریب کمپنشنز اور پھر لوگوں کی اپنی سوچ کے مطابق کمنٹس۔۔۔۔
کچھ کمنٹس تو بہت ہی بے ہودہ تھے۔

سوشل میڈیا پر سے تصویر ہٹانا تقریباً ناممکن تھا۔ تم پریشان مت ہو میں کچھ کرتا ہوں۔

حیدر کو سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ کیا کھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر وہ پکچر ---

علی بوکھلایا ہوا اندر آیا مگر پھر پلو شے کی حالت دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ یقیناً وہ تصویر دیکھ چکی تھی۔
پلو شے پریشان نہیں ہونا یہ کامن ہے بہت سے لوگوں کی پکچر زایلے وائی رل ہو جاتی ہیں۔
علی اسکے سامنے بیٹھا اسے تسلی دے رہا تھا۔

مگر میر منزل ---؟؟؟

حیدر اور پلو شے اکٹھے بولے تھے۔

علی ذرا سا مسکرایا۔

ہمیں پلو شے کو کسی محفوظ جگہ پر شفٹ کرنا پڑے گا ہے نہ میجر حیدر۔

ہممم مجھے کانفرنس روم میں ملو ابھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد پھر سے سبھی کانفرنس روم میں بیٹھے اس مس ئی لے پر غور کر رہے تھے۔

سب سے پہلا ٹاسک پلو شے کو سیف کرنا ہے۔

حیدر انسٹرکشنز دے رہا تھا۔

اور دوسرا ٹاسک ردا کو ڈھونڈنا ہے۔

ہری اپ ان دونوں کاموں کے لیے ٹائی م کم ہے۔

پلو شے کو اسکے گھر ہی واپس بھیج دیں کیا؟؟؟

اب کہ ثانیہ نے آئی یڈیا دیا۔

آئی تھنک می ٹھیک ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

باقی سب نے ہی اسکی تائید کی تھی۔

نہیں پلو شے وہاں سیف نہیں ہوگی۔

حیدر کو جانے کو نلے خدشات تھے جو ختم ہی نہ ہو رہے تھے۔

مگر میجر حیدر وہ وہاں سیف ہوگی۔

ہم فلحال پلو شے کو مری سے باہر نہیں بھیج سکتے میجر علی۔ آپ جانے ہیں میر منزل کو وہ ڈھونڈ لے گا۔

کچھ بھی ہو پر وہ فوج کو مات نہیں دے سکتا۔

دشمن کو کمزور سمجھنا سب سے بڑی بھول ہوتی ہے۔

اب آپ لوگ تو بحث نہیں کریں نہ۔

پلو شے تنگ آکر بولی۔

کیا پتا وہ نہ دیکھے۔ اللہ ہی پوچھے ان لوگوں کو جو دوسروں کی پرائی پولیسی میں مداخلت کرتے ہیں۔ وہ سخت

اکتائی ہوئی تھی۔

فلوقت وہ دونوں خاموش ہو گئے تھے۔

بہر حال پلو شے کو محفوظ جگہ پر پہنچانا ہی تھا۔

میر منزل کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہر چیز کو آگ لگا دے۔

اس نے میر والا کی ہر چیز کو تھس تھس کر دیا تھا۔

مس تانیہ یو ہیو ٹو لے فاراٹ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میر منزل غداروں کو معاف نہیں کرتا۔
جب سے اس نے سوشل میڈیا پر پکچر دیکھی تھی وہ غصے سے کھول رہا تھا۔
بہت غلط بندے کے ساتھ تم نے ٹکر لے لی ہے تمہارا تو میں وہ حال کروں گا کہ تمہاری روح کانپ
جائے گی۔

ہیلو۔۔۔۔

مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہیے ورنہ تمہارا آج آخری دن ہو گا۔
میں کچھ نہیں جانتا مجھے وہ چاہیے ورنہ تم اپنا انجام سوچ بھی نہیں سکتے۔
یااااااااااا۔۔۔۔۔ وہ چیخ رہا تھا اس وقت وہ بپھرا ہوا سمندر لگ رہا تھا۔ جانے کیا طوفان آنے والا تھا۔

ردا تم نے دھوکہ دیا ہے ہمیں۔
میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے صحیح فائل اٹھائی تھی۔
ردا پریشان تھی فائل تو اس نے صحیح اٹھائی تھی تو پھر بدل کیسے گئی۔
ردا تم نے میرا وقت ضائع کیا ہے۔ میں نے اس لیے تمہیں نہیں اپائی نہ کیا تھا کہ تم میرے ساتھ
ایسے چپ گیمز کھیلو۔

مجھے میر منزل کی وہ فائل چاہیے۔ ایٹ اپنی کوسٹ۔
بلال ظفر نے وہ فائل اسکے منہ پر دے ماری تھی۔
بلال ظفر مافیا کا ڈان تھا۔ مگر میر منزل کی وجہ سے اسکی بادشاہت کو خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی اس نے ردا کو میر منزل کے پیچھے لگایا تھا۔
مگر ردا نے اتنا وقت ضائع کرنے کے بعد بھی کچھ نہ کیا۔
وہ اب بلال ظفر کے لیے بے کار تھی۔
شوٹ ہر۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے اس نے اپنے آدمی کو حکم دیا اور روانہ ہو گیا۔
ادھر ردا نے گلاس ڈور سے بلال ظفر کے آدمی کو اسکی طرف جھکتے اور پھر سر ہلاتے دیکھ لیا تھا۔
مٹھے کے ہزارویں حصے میں وہ جان گئی تھی۔ کہ کیا بات ہوئی ہوگی۔
اس نے وہاں سے نکلنے کی کی۔
وہاں سے وہ فوراً واش رومز کی طرف بڑھ گئی۔
مگر وہ بری پھنسی تھی۔ واش رومز میں باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔
تبھی ایک برقع پوش لڑکی واش روم میں آئی تھی۔
ردا نے اسکی گردن پر انگوٹھا رکھ کر دبایا تو وہ بے ہوش ہو گئی۔
ردا نے جلدی جلدی اسکا عبا یا اتارا اور خود پہن لیا۔ اچھے سے نقاب کر کے وہ وہاں سے باہر نکل گئی۔

علی کارڈرائی یو کر رہا تھا۔
وہ کال پر بھی بڑی تھا۔ ذرا سا اسکا دھیان ہٹا تھا کہ سامنے ایک لڑکی آگئی۔
اس نے پوری کوشش کی بریک لگانے کی مگر وہ لڑکی گر گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اوہ اللہ۔۔۔

وہ فوراً باہر نکلا تھا۔

وہ لڑکی اٹھ کر کپے جھاڑ رہی تھی۔

ایم سوری آپ کو چوٹ تو نہیں لگی سو سوری میرا دھیان۔۔۔۔

وہ ابھی بول رہا تھا کہ اسکی آواز سے چونک گیا۔

بالاج۔۔۔

وہ حیرت سے اسے تک رہا تھا یہ کون تھی۔ کہیں کوئی یونیورسٹی فیلو تو نہیں تھی۔

وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے نقاب الٹ دیا۔

وہ ردا تھی۔

ردا تم یہاں۔۔۔

ایم سوری بالاج مم میں۔۔۔ تھینک گاڈ تم زندہ ہو تمہیں کچھ ہوا نہیں۔ علی کو غصہ تو بہت آیا مگر ضبط کر گیا۔

بالاج کیا تم کچھ دن کے لیے مجھے ساتھ رکھ سکتے ہو پلینز بس کچھ دن میں بہت مشکل میں ہوں۔

جو تم نے کیا میں اسکے بعد تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا ردا۔ میں نے تم سے محبت کی اور تم۔۔۔۔

اگر میں وہاں مر جاتا تو تمہیں کبھی احساس بھی نہ ہوتا کہ کسی کو تم جان سے مار آئی ہو۔

علی نے اسے ایموشنل کیا۔ ساتھ ہی اپنے ڈرامے پر خود کو داد بھی دی۔

آج قسمت شاید اسکی طرف تھی جو ردا خود چل کر اس تک آگئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مجھے احساس تھا بالاج یقین کرو میں تمہیں بہت یاد کرتی تھی۔ میں پچھتاتی تھی اس لمحے کی وجہ سے جب میں نے تم پر گولی چلائی تھی۔
وہ روہانسی ہو گئی تھی۔

ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ۔ ایک آخری بار بھروسہ کر کے دیکھ لیتا ہوں تم پر۔
اب ردا آہیل مجھے مار والے محاورے پر پورا اتر رہی تھی تو وہ کیوں موقع گنواتا۔
سو دل ہی دل میں مسکراتا اسے لیے چل دیا۔

میجر حیدر ام کو واپس چھوڑ دو۔
مگر میں نے پکڑا ہی نہیں۔
ہونہہ امارا مطلب ام کو کراچی واپس جانے دو۔
پلو شے منہ پھولا کر بولی۔
فلحال نہیں پلو شے اس وقت تمہارا وہاں جانا ٹھیک نہیں۔
ام کو وہاں کوئی خطرہ نہیں۔
میر منزل تم تک پہنچ جائے گا میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔
مگر وہ وہاں ام کو نہیں ڈھونڈ سکتا میجر حیدر۔
اب کہ وہ ذرا خفگی سے بولی۔
حیدر اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

منہ پھلائے وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔

اب وہ اسے کیا بتاتا کہ وہاں وہ محفوظ ہوگی پر وہ اذنے دل کو کیسے سمجھائے گا۔ وہ اسے مشن ختم ہونے تک اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پلو شے کو خراش بھی آئے۔ تبھی ہزار خطروں کے باوجود وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا۔

کسی پر وہ فلحال اتنا اعتماد نہیں کر سکتا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ کوئی بھی پلو شے کی دیکھ بھال نہیں کر پائے گا۔

وہ ڈرائیو کر رہا تھا کہ اسکا فون بجا۔

یس۔۔۔

اوکے۔

ہممم۔

ٹھیک ہے جیسے مرضی ٹاریچر کرو میں بعد میں دیکھ لوں گا۔

اوکے۔

کال کاٹ کر وہ سامنے دھیان دیئے لگا جبکہ پلو شے نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اب کھا جاؤ گی کیا؟؟؟ ایسے گھور کیوں رہی ہو؟؟؟

حیدر چڑ کر بولا۔

اسے پسند نہیں تھا کوئی اس کے چہرے پر نظریں گاڑے رکھے۔

ام کو کیوں لگ رہا ہے کہ آپ نے کوئی کارنامہ کیا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں کارنامے کرتا رہتا ہوں مس پلو شے۔

نہیں اس بار تو حد کی ہے۔

وہ اسکے اندازوں پر حیران تھا۔

جیسے کہ۔۔۔

کسی کو قید میں رکھا ہوا ہے۔

ہاں تو مجرموں کو قید ہی کرتا ہوں۔

مگر اس بار مجرم ملک کا نہیں ہے۔

وہ مکمل تفتیشی افسر بنی ہوئی تھی۔

نہیں کیا مطلب ہے تمہارا۔

وہ اسکی طرف گھوما۔

ام آپ کو جانتا ہے میجر حیدر اپنے مجرموں کے لیے آپ کے چہرے پر غصہ ہوتا ہے مگر ابھی تو نفرت تھی۔

تو ایسا کون تھا ہم۔

تمہیں کیا لگتا ہے مجھے نفرت کس سے ہو سکتی ہے۔

ا مہم جو آپ کے پیارے کو نقصان پہنچائے۔

وہ گال پر انگلی ٹکائے سوچ کر بولی۔

اسکے انداز پر اسکا غصہ غائب ہو گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تو کیا پوچھنا ہے تم کو۔

دوبارہ گاڑی سٹارٹ کرتے اس نے پوچھا۔

کس کو قید کیا ہے؟؟؟

تم سے مطلب۔۔۔

پھر بھی۔

کسی کو نہیں۔

نام کیا ہے اسکا۔

جانگیر خان۔۔۔

کیا ااااا؟؟؟؟

پلو شے کو شاک لگا تھا۔ جبکہ اسکے برعکس حیدر پرسکون بیٹھا تھا۔

جج جانگیر خان۔

اسکے چہرے پر خوف تھا۔

ریلیکس پلو شے سب ٹھیک ہے۔

میں تمہیں تکلیف دیئے والے کسی بھی انسان کو نہیں چھوڑنے والا تو پھر جانگیر خان کو کیسے چھوڑ

دیتا۔

اسے چھوڑ دیں میجر حیدر وہ تایا جان کا اکلوتا بیٹا ہے۔

وہ نظریں جھکا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر کا دماغ گھوما تھا اسکی بات پر۔

آریو میڈ پلو شے۔ ہر گناہ معافی کے قابل نہیں ہوتا۔ کیا تمہیں نہیں پتا کہ عورتوں کے بارے میں مردوں سے پوچھ ہو گی۔

کیا نبی پاک ﷺ نے نہیں کہا کہ عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔
تم کیسے سب معاف کر سکتی ہو۔

ام نے سب کو معاف کیا میجر حیدر۔ ام کو کسی سے کوئی گلہ نہیں۔
وہ بہت آرام سے بولی تھی۔

مگر مجھے ہے۔ کیوں ہو تم ایسی۔

حیدر کا دل چاہ رہا تھا اسکو اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دے۔
ام نے کہا نہ۔۔

بس اب تم ایک لفظ نہیں کہو گی۔

حیدر سخت غصے میں تھا۔

آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ امارے معاملے میں بولیں۔

ول یو شٹ اپ۔

پلو شے ڈرگئی تھی اسکے غصے سے سو خاموش ہو کر بیٹھی رہی۔

گھر پہنچ کر حیدر نے زور سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا تھا۔

پلو شے کی ٹانگوں سے جان نکل گئی۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر تپا ہوا تھا۔

آدھا گھنٹہ شاور لینے کے بعد کچھ دماغ ٹھنڈا ہوا تو اس نے کال کر کے جانیگر کو واپس چھوڑ آنے کا کہا۔

بہر حال وہ اسکی اچھی خاصی کٹ لگا چکا تھا۔

کمرے سے باہر آیا تو پلو شے صوفے پر بے جان مورت کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔
یہاں کیوں بیٹھی ہو۔

وہ اسکے پاس قدموں میں بیٹھ گیا۔

ایم سوری مجھے غصہ آگیا۔ میں نے جانیگر کو واپس بھجوا دیا ہے۔

ام کسی کو تکلیف نہیں دے سکتا میجر حیدر۔

آنسو اسکا رخسار بھگور رہے تھے۔

او کے آئی ایم سوری پلو شے آئی ندہ ایسا نہیں ہو گا پکا پرامس۔

وہ کان پکڑ کر بیٹھا تھا۔

اس بار گھر میں سوری کر رہا ہوں تاکہ پھر کوئی پکچر نہ کیچر کر لے۔

اسکی بات سن کر پلو شے بھی ہنس دی تھی۔

چلو آجاؤ۔

رائی ٹ والا روم تمہارا ہے او کے۔ کچھ بھی چاہیے ہو مجھے بتا دینا۔

تمہارا بیگ گاڑی میں ہے میں ابھی لے آتا ہوں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسکا چہرہ تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔ جبکہ پلو شے گھر کا جائی زہ لینے لگی۔

پلو شے۔۔۔۔

پلو شے۔۔۔۔

رات کے پچھلے پہر پلو شے کی آنکھ کھلی تو دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔

پہلے تو اسے کچھ سمجھ ہی نہ آیا مگر پھر چونک کر اٹھی۔

میجر حیدر خیریت۔

نہیں ہے خیریت باہر آؤ حلیہ ٹھیک کر کے۔

وہ وہیں سے واپس پلٹ گیا۔

جبکہ پلو شے کپڑے بدل کر حیران لاؤنچ میں آگئی۔ جہاں کرنل حماد علی فراز علیہ ثانیہ اور ایک دوا اور

لوگ بھی بیٹھے تھے۔

اس نے حیران ہو کر حیدر کو دیکھا۔

پلو شے انکل سے بات کر لو۔

ثانیہ نے فون اسکی جانب بڑھایا۔

مرے مرے ہاتھوں سے اس نے فون تھاما۔

شہروز خان ویڈیو کال پر تھے۔

پلو شے میرا بچہ کیسا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بابا ام ٹھیک ہے اور مورے کیسا ہے۔

ام بھی ٹھیک ہے پلو شے۔

زرگل بیگم بھی ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔

پلو شے کو کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ رات کے اس پہر سب جاگ کیوں رہے تھے اور یہاں کیوں تھے۔

پلو شے میرا بچہ وہ تصویر۔۔۔۔۔

بابا اس میں امارا کوئی قصور نہیں۔

ام جنتا ہے پلو شے مگر میر منزل نے پولیس کو یہ کہہ کر ڈھونڈنے کا کہا ہے کہ تم اسکا بیوی ہے۔

بابا۔۔۔۔۔

پلو شے کو یقین ہی نہ آیا کہ وہ ایسا کچھ کر سکتا ہے۔

پلو شے میرا بچہ تم کو ابھی اور اسی وقت میجر حیدر سے نکاح کرنا ہوگا۔

اب یہی راستہ ہے تم کو بچانے کا۔ تم امارا بات سمجھ رہا ہے نہ پلو شے۔

مگر بابا ام شادی نہیں کرنا چاہتا اب۔

ام جانتا ہے پلو شے مگر میر منزل تم کو لے جائے گا تم اسکو جانتا ہے نہ۔

بیٹا امارا خاطر مان جاؤ۔

اور وہ مان گئی تھی۔ بیٹیاں کب باپ کو انکار کر پاتی ہیں۔

ملک آفان اور نشاء بیگم بھی ویڈیو کال کے ذریعے ہی نکاح میں شامل ہوئے تھے۔

ثانیہ نے اسکے سر پر سرخ دوپٹہ ڈالا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نکاح پڑھایا جا رہا تھا اور پلو شے قسمت کی ستم ظریفی پر حیران تھی۔
تین بول سے وہ اب پلو شے خان نہیں بلکہ پلو شے حیدر آفان ملک بن گئی تھی۔
نکاح کے فوراً بعد ہی کرنل حماد اور نکاح خواں وغیرہ چلے گئے تھے۔
نکاح بے شک جلدی میں ہوا تھا مگر حیدر کے اندر جیسے سکون نے بسیرا کر لیا تھا۔
پلو شے کی کیا کیفیت تھی وہ نہیں جانتا تھا۔ مگر خود وہ بہت خوش اور مطمئن تھا۔
سبھی خوش تھے۔ مگر علینہ پلو شے کا سپاٹ چہرہ دیکھ کر سوچ میں پڑ گئی تھی۔
شاید وہ میجر علی کو پسند کرتی ہے۔ اور اسکا نکاح میجر حیدر سے ہو گیا۔
پر میجر علی بھی تو اتنے خوش ہیں۔ کیا وہ دکھاوا کر رہے تھے خوش ہونے کا۔
علینہ کا دل یک دم بچھ گیا۔ تو یہ طے تھا کہ میجر علی کے دل پر پلو شے کا راج تھا۔
وہ سوچ کے تانے بانے بننے میں مصروف تھی جب علی نے واپسی کا اعلان کیا۔
پلو شے پریشان نہیں ہونا۔ بس یہی سمجھ کہ شکر کرنا کہ اس میں اللہ پاک کی کوئی مصلحت تھی۔ میرے
دوست نے پہلے جو بھی کیا غصے میں کیا۔ مگر پلینز اسے معاف کر کے زندگی کی شروعات کرو۔ دیکھنا تمہیں
اسکے سنگ زندگی کتنی خوبصورت لگے گی۔
علی پلو شے کو تسلی دے رہا تھا مگر یہ سن کر علینہ کے دل کاٹے چبھے تھے۔
شاید میں ہی دونوں کے بیچ آگئی۔
وہ بد دل ہو کر وہاں سے چلی آئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علی گھر آیا تو ردا ٹی وی لائونج میں بیٹھی تھی۔

اس آفت کو تو وہ بھول ہی گیا تھا۔

لہجہ مدہوش کرتا وہ صوفے پر گرا۔

اب تک سو سوئی نن نہیں تم۔

نہیں میں۔

بالاج تم ڈرنک کر کے آئے ہو۔

ردا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی ہیں۔

بالاج کو اس نے کبھی سگریٹ پیتے بھی نہ دیکھا تھا۔ کجا کہ وہ شراب پیتا۔

تت تم کک کون ہو ہوتی ہو مم مجھ سے سوال کرنے والی۔

وہ جھول رہا تھا۔

دیکھو تم آرام کرو جا کر صبح بات کریں گے۔

میں تمہیں چھوڑ آؤں کیا۔

نہیں بالکل نہیں۔ تم مجھے ہاتھ نہیں لگاؤ گی۔ میں میں خود جاؤں گا۔

مدہوش ہوتا وہ بول رہا تھا۔

پھر خود ہی لڑکھڑاتا ہوا وہ کمرے کی جانب چلا گیا۔

ردا افسوس سے اسے دیکھتی دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

کچھ بھی تھا پر بالاج اسکی محبت تھا۔ اور یقیناً وہ اسی کی وجہ سے اس حال میں پہنچا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ادھر علی کمرے میں آکر شکر کرنے لگا کہ چڑیل سے جلدی جان چھوٹ گئی۔
وہ اسوقت کافی تھکا ہوا تھا اور ابھی صرف آرام کرنا چاہتا تھا۔
وہ ردا کو اپنے بارے میں مشکوک نہ کرنا چاہتا تھا۔
تبھی اس نے ردا کو پاس پھٹکنے بھی نہ دیا۔ ورنہ وہ جان جاتی کہ یہ نشتے میں نہیں۔
گیم تو ابھی سٹارٹ ہوا ہے مس ردا۔ اپنی چال تو تم نے چل لی اب میری باری کا انتظار کرو۔
مسکراتا ہوا وہ چیلنج کرنے چل دیا۔

حیدر صبح اٹھا تو پلو شے اب تک سو رہی تھی۔ اسکے کمرے کا دروازہ بند تھا۔
حیدر نے بھی اسے ڈسٹرب نہ کیا۔
ناشتہ اسکے لیے رکھ کر وہ چلا گیا تھا۔ بہت سے کام تھے جو اس نے نپٹانے تھے۔
پلو شے اٹھی تو ناشتہ ٹیبل پر تھا۔
حیدر کہیں نہیں تھا۔ وہ شاید صبح ہی چلا گیا تھا۔
ناشتہ اس نے برائے نام ہی کیا۔
بور ہونے لگی تو شہروز خان کو کال کر دی۔
پلو شے بچہ سنگھا چال دا؟؟؟
ام خیریت سے ہے بابا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے میرا بچہ پریشان نہیں ہونا۔ حیدر اچھا ہے وہ تمہارا حفاظت کرے گا۔ اور اگر تم کو گے نہ کہ وہ حفاظت نہیں کر سکتا تو وہ جو اوپر بیٹھا ہے نہ اس کو کہنا اسکی پناہ گاہ بہت مضبوط ہے۔
تو پھر بابا میری زندگی کی ڈور کسی انسان کے ہاتھ میں تھمانے کا کیا فائی دہ۔
بیٹا اللہ نے مرد کو عورت کا محافظ بنایا ہے۔ اور انسان حفاظت بھی تو اپنی چیزوں کا کرتا ہے نہ۔ اگر تم اسکے نکاح میں نہیں ہوتا تو بیٹا وہ تمہارا حفاظت کیوں اور کیسے کرتے۔ ہر کام میں اللہ کا مصلحت ہے بیٹا۔

اسے پتا ہے کب کسی کو کیا دینا ہے۔ مقدر لکھنے والے سے ضد نہیں کرتے۔
مگر بابا ام کو وقت گے گا۔
پلو شے بے بسی سے بولی۔
کوئی بات نہیں بیٹا وقت لے لو۔ حیدر نے بھی یہی کہا ہے جب تک تم راضی نہیں ہو گا۔ رخصتی نہیں ہو گا۔

پلو شے کے پاس کہنے کو کچھ نہ بچا تھا۔ سو اس نے خاموشی سے کال کاٹ دی۔
جانے قسمت اسے کس موڑ پر لے جانے والی تھی۔

ایس پی صاحب شاید آپکو اپنی فیملی سے محبت نہیں۔
میر منزل سکون سے بیٹھا تھا۔ سگار اسکے ہاتھ میں راکھ ہوتا جا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کوشش نہیں ایس پی صاحب مجھے رزلٹ چاہیے ورنہ جو رزلٹ میں دکھاؤں گا نہ اس سے تمہاری روح کانپ جائے گی۔

ویلے میں دیکھ رہا ہوں تمہاری بیٹی کافی خوبصورت ہے۔ اور میرے شیر بھوکے۔
ہمممم گڈوودن میں ڈھونڈو اسے۔ ورنہ تم سے تمہاری بیٹی ڈھونڈی نہیں جائے گی۔
خباثت سے مسکراتا وہ کال کاٹ گیا تھا۔

مس تانیہ میرے مزمل تمہیں زمین کی تہ سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔ بہت بڑی غلطی کر دی تم نے۔
تمہارا یہ چہرہ جس سے مجھے محبت ہے اس چہرے کا میں وہ حال کروں گا نہ۔ کہ تم خود بھی اس چہرے کو پہچان نہیں پاؤ گی۔

سگار اس نے مٹھی میں مسلا۔

بظاہر وہ جتنا پرسکون نظر آ رہا تھا اتنا ہی اسکے اندر تلاطم برپا تھا۔
اگر تانیہ اسکے سامنے ہوتی تو جانے وہ کیا کر ڈالتا۔
کچھ سوچ کر اس نے کسی کو فون ملایا۔

ہیلو ارباز۔۔۔

میں تمہیں پکچر اور ڈیٹیل بھیج رہا ہوں۔ مجھے اسکے بارے میں کمپلیٹ انفارمیشن چاہیے۔ اسکے آباؤ اجداد تک کی۔

ہمممم یہ کام کل تک ہو جانا چاہیے۔

کال کاٹ کر اس نے ساری انفارمیشن سینٹ کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تانیہ کی تصویر اس کے ہاتھ میں تھی۔
جس میں وہ دلکشی سے مسکرا رہی تھی۔
میر منزل نے خنجر لیا تھا۔ جس سے وہ اسکے چہرے کے نقش بگاڑ رہا تھا۔
ایک دن ایسے ہی تمہارے چہرے پر خنجر رکھ کر تمہارا تڑپنا دیکھوں گا مس تانیہ۔
اسکے چہرے پر درنگی تھی۔
کوئی بھی اسکو دیکھتا تو جی جان سے کانپ جاتا۔

حیدر شام کو واپس آیا تو پلو شے کچن میں تھی۔
اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ کیونکہ دو سال پہلے والی پلو شے تو کچن سے کوسوں دور بھاگتی تھی۔
مگر اب وہ بڑے ہی ماہرانہ انداز سے کھانا پکانے میں مصروف تھی۔
میں سوچتا تھا کہ کیسے لوگ اپنی چیزیں اپنا روم اپنا بیڈ کسی کے ساتھ شیئی رکھ لیتے ہیں۔
مجھے تو چڑھتی تھی اگر کوئی میری چیزوں کو دیکھتا بھی تھا تو۔
اب بھی ہوتی ہے۔ مگر تمہارے معاملے میں میرا دل باغی ہو رہا ہے۔
مجھے تمہیں اپنے کچن میں دیکھ کر الجھن نہیں ہو رہی۔ بلکہ میں پرسکون ہوں۔
عجیب بات ہے نہ جس چیز کو آپ کبھی اپنے دوستوں کے ساتھ شیئی رکھتے بھی الجھن محسوس کرتے ہو۔ ایک دن کسی لڑکی کو پوری کی پوری سوئپ دیتے ہو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پہلے آپ کو اتنا بھی پسند نہیں ہوتا کہ کوئی آپ کے بیڈ پر بیٹھے بھی۔ مگر پھر آپ ایک لڑکی کے ساتھ
شیئی رکر لیتے ہو۔

پتا نہیں اللہ پاک نے اس رشتے میں کیا تاثیر رکھی ہے۔

جانتی ہو اگر کل تک تم بھی میری چیزوں کو ہاتھ لگاتی تو مجھے الجھن ہوتی۔ مجھے چڑھتی کہ تم میرے کچن
میں کیوں ہو۔

پر اب میں خود چاہتا ہوں کہ میری ہر چیز تمہارے علم میں ہو۔ میری ہر چیز پر تم مکمل حق جتاؤ۔ جانے
کیوں مجھے لگتا ہے یہ چیزیں مجھے خوشی دیں گی۔ میں سکون محسوس کروں گا۔
پلو شے خاموشی سے اسکو سن رہی تھی۔

وہ بہت سادہ لہجے میں بول رہا تھا۔

یہ اللہ پاک کا پسندیدہ رشتہ ہے۔ تبھی اس رشتے میں بے پناہ سکون رکھا ہے۔

جو رشتے رب کو پسند ہوتے ہیں ان رشتوں میں وہ سکون رکھ دیتا ہے۔ پھر چاہے وہ ماں کی گود ہو یا باپ
کا ہاتھ۔ بھائی کا دلاسہ ہو یا بہن کا کندھا۔

بیوی کی مسکراہٹ ہو یا شوہر کی نظر۔

ہر چیز میں سکون ہے کیونکہ یہ رشتے اللہ پاک کو پسند ہیں۔

مصروف سے انداز میں وہ بولی تھی۔

حیدر نے اسکی طرف دیکھا پھر شرارت سے بولا۔

تو پھر تم مجھے دیکھ کر مسکراتی کیوں نہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے وہ معصوم سی شکل بنا کر بولا۔

پلو شے نے سٹیٹا کر اسے دیکھا۔

پھر دوبارہ پکانے میں مصروف ہو گئی۔

حیدر مسکرا کر اسے دیکھتا رہا وہ جانتا تھا کہ وہ کنفیوز ہو رہی ہے۔ پر اسے تنگ کرنے میں اسے مزہ آرہا تھا۔

اور پھر کیسی جا رہی ہے زندگی؟؟؟

علی فری ہو کر اس سے ملنے آیا تھا۔

زندگی نے کیسا گزرنا ہے۔ ویسا ہی گزر رہا ہے جیسا پہلے تھا۔

میں اسکی بات نہیں کر رہا ڈیئر لیڈی۔ میں میرڈلائف کا پوچھ رہا ہوں۔

کیوں ایسا بھی کیا ہو گیا۔ سب پہلے جیسا ہی ہے۔

ہممم تم خوش ہو؟؟؟

جانے وہ کیا پوچھنا چاہ رہا تھا۔

ہم خوش ہے بس تم اپنے دوست کو سمجھا لو کہ ام کو گھور امت کرے۔ ام کو اچھا نہیں لگتا۔

وہ سخت جھنجھلائی ہوئی تھی۔

علی نے قہقہہ لگایا تھا۔

تم کو مذاق سوچ رہی۔

وہ برا مان گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے نہیں بدھو تم اب ایسے کہو گی تو ہر سمجھدار انسان کو ہنسی ہی آئے گی نہ۔
علی نے فرضی کالر اکڑائے۔
اور تم کو ہنسی کیوں آ رہا۔
وہ پھلائے بولی۔

کیونکہ تم بے وقوف ہو پاگل لڑکی۔ شوہر کی نظر جو بیوی پر پڑتی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ثواب رکھا ہے۔

تم پریشان کیوں ہو جاتی ہو۔

کیونکہ ام کو عجیب لگتی ہے نہ۔

کیا عجیب لگتی ہے؟؟؟

وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ام کو پہلے کوئی ایسے گھورتا نہیں تھا نہ اب کوئی ام کو گھورے گا تو ام کو تو برا لگے گا نہ۔

وہ جیسے بے بسی سے گویا ہوئی۔

اچھا بابا میں اسکو منع کروں گا کہ اب سے تم کو نہیں دیکھے۔

ام نے اب ایسا بھی نہیں کہا۔ وہ ام کو دیکھتا ہے تو صرف دیکھے نہ۔ ایک نظر ہی دیکھے۔ گھنٹوں کیوں دیکھتا رہتا ہے۔

پلو شے کو سمجھ ہی نہ آ رہا تھا۔ وہ کیسے اپنی بات سمجھائے۔

جبکہ علی کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھیک ہے تم بیٹھ کر ہنستے رہو ام کو تم سے بات ہی نہیں کرنی۔

اچھا نہ سوری بات تو سنو۔

وہ اسکے پیچھے گیا تھا۔

علی بہت دن سے دیکھ رہا تھا ردا بدل رہی تھی۔ اب دلی طور پر وہ بدل گئی تھی یا ایسا ظاہر کر رہی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا پر وہ بدل ضرور گئی تھی۔

لانڈری، گھر کی دیکھ بھال اسکی دیکھ بھال وہ ہر چیز بہت دل سے کر رہی تھی۔

شاید میر منزل نے اسے گھر کے کاموں میں اچھا خاصا ٹرین کر دیا ہے۔

اسے سوچ کر ہنسی آئی تھی۔

اس نے اسے پناہ ضرور دی تھی۔ مگر ساتھ ہی اس پر نظر بھی رکھی ہوئی تھی۔

پورے گھر میں کیمرے اور مائی یک گئے ہوئے تھے۔

مگر ردا شاید دنیا سے ہی کٹ چکی تھی۔

شام کو جب علی گھر آیا تو ردا نے پہلے سے ہی کھانا تیار کر رکھا تھا۔

وہ سیدھا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

بالاج کھانا۔۔۔

مجھے بھوک نہیں۔

نہایت روکے انداز میں اس نے اسے جواب دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر میں نے بہت دل سے بنایا ہے بالاج۔

وہ روہا نسی ہوئی۔

اور مجھے کیا پتا کہ تم نے اس میں ایسا ویسا کچھ نہیں ملایا۔

بالاج۔

اسکی آنکھوں میں بے یقینی کا تاثر تھا۔

تم نے اب تک مجھے معاف نہیں کیا نہ۔

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

تو کیا مجھے تم پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ تم پہلے بھی میری جان لینے کی کوشش کر چکی ہو۔

ہاتھ باندھے وہ پوچھ رہا تھا۔

ردا کے پاس شاید کچھ کہنے کو نہ تھا۔

علی اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

کھانا ردا نے بھی نہ کھایا تھا۔ واقعی ہی دھوکہ دے دینا بے وقوف بنا لینا بہت آسان ہوتا ہے۔ مگر اعتبار

جیتنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

میر مزمل کے شاید برے دن آگئے تھے۔

وہ سویا ہوا تھا۔ جب اسکا فون بجا۔

وہاں سے ملنے والی خبر اسکے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ فوراً تیار ہو کر اسلام آباد کے لیے نکلا تھا۔

اب بے یقینی سے کھڑا وہ اپنی برسوں کی محنت کو راکھ ہوتے دیکھ رہا تھا۔
اسکی لیڈر فیکڑی راکھ ہو چکی تھی۔
کس نے کیا یہ۔

مٹھیاں بھینچے وہ غصے سے بولا۔

پتا نہیں سر۔ شواہد سے تو لگ رہا ہے کہ شارٹ سرکٹ۔۔۔۔

مجھے ہر چیز ہر بات کلی ئی ر کر کے بتاؤ۔

وہ منیجر کو گریبان سے پکڑ کر دھاڑا۔

سسر میں پتا کرتا ہوں۔

گڈ۔

کوٹ ٹھیک کرتا وہ گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

فون اٹھا کر اس نے طیب کا پوچھا تھا۔

تانیہ کے مس ئی لے میں الجھ کر وہ بھول ہی گیا تھا کہ اس نے بہت دنوں سے طیب کو نہیں دیکھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟؟

غصے سے اسکی رگیں ابھر آئی تھیں۔

طیب لاپتا تھا اسکے بارے میں کسی کو کچھ خبر نہیں تھی۔

وہ غصے سے راکنگ چی ئی ر پر بیٹھا جھول رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سگار اسکے ہاتھوں میں ہی راکھ ہوتا جا رہا تھا۔

ہیلو۔۔۔

کب سے؟؟؟

شٹ۔۔۔ یو ہیو ٹو پے کرنل حماد۔

فون اس نے دیوار پر دے مارا تھا۔

طیب دو مہینوں سے ایجنسی کی قید میں تھا۔

تو وہ کون تھا جو میر ولا میں اب تک تھا۔

سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹ رہا تھا۔

ہر طرف سے شکست اسکا مقدر بنتی جا رہی تھی۔

وہ جو ہمیشہ سے جیتتا آیا تھا۔ اب ہار رہا تھا۔

ایک بار پہلے بھی وہ اس چہرے کے پچھڑ جانے سے ہارا تھا۔ اور اب پھر سے وہ اس چہرے کے جانے

کے بعد سے ہارنے لگا تھا۔

آئی ہیٹ یو تانیہ آئی ہیٹ یو۔۔۔

کمرے کی ہر چیز اس نے تمس نہس کر دی تھی۔ مگر پھر بھی اسے چین نہ مل رہا تھا۔

وہ فرش پر بیٹھا چیخ رہا تھا۔

ہار کے دکھ سے اسکا دل پھٹ رہا تھا۔

جانے کون کونے غم تھے جو اسکا کلیجہ چیر رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر گھر آیا تو پلو شے نیوز لگا کر بیٹھی تھی۔

وہ اسے دیکھ کر اچھے کمرے کی جانب جانے لگا۔

آگ آپ نے لگوائی نہ اسکی فیکٹری میں۔

میں کیوں لگواؤں گا۔ اور میرے پاس فضول ٹائی م نہیں ان سب کے لیے۔

پھر بھی آپ نے لگوائی۔

اچھا اگر لگوائی بھی تو تم کو کیوں اتنا دکھ ہو رہا۔

ام کو دکھ نہیں ہو رہا ام بس پوچھ رہا۔

ہاں لگوائی تاکہ تم پر سے وہ دھیان ہٹائے۔

حیدر غصے سے اسے گھورتا ہوا بولا۔

جواباً پلو شے بھی پیر پختی چلی گئی۔

پتا نہیں خود کو سمجھتے کیا ہیں۔ ام کو الے گھورتے ہیں جیسے کھا ہی جائی یں گے۔

اسکو اتنا دکھ کیوں ہو رہا ہے۔ ایک میرے علاوہ اسکو ہر ایک سے ہی ہمدردی ہے۔ ایک تو اسکے لیے میں

نے اتنا رسک لیا اور پھر یہ مجھے ہی ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہے۔ اس میر منزل کی تو ایسی کی تیسری۔ اسی کی وجہ

سے مجھے اتنی باتیں سنا کر گئی ہیں محترمہ۔

مجھے کیوں باتیں سنارہی ہے وہ۔ اسکو چاہیے کہ میرے کام کو اچھا کھے الٹا مجھے ہی باتیں سنارہی۔

حیدر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے کو تو کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔ خود سے ہی دل کا بوجھ ہلکا کر رہا تھا۔

رفت بیگم میر مزے کے پاس مری آگئی تھیں۔

جب انہوں نے نیوز دیکھی تھی تب ہی ان نے آنے کی تیاری کر لی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ میر منزل نے کتنی محنت کی تھی اس فیکٹری کو پروان چڑھانے میں اور اب وہ پوری طرح ختم ہو چکی تھی۔

میر منزل بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔

نہ صرف ذہنی طور پر بلکہ دلی طور پر بھی اسے خاصا دھچکا لگا تھا۔

پہلے ردا غائب ہوئی پھر طیب۔

یہ دونوں لوگ ہی میر منزل کی ہر بات ہر کارنامے سے واقف تھے۔

ان دونوں کی ہی گمشدگی تشویش ناک تھی۔

اور پھر فیکٹری میں آگ۔ ہر طرف شکست ہی تھی۔

رفت بیگم نے اسے آغوش میں سمیٹ لیا تھا۔

پتا ہے خالہ جانی میں نے اس چہرے سے دھوکہ کھایا۔ مجھے لگا تھا یہ ہماری صنم کا چہرہ ہے۔ میری صنم

کا۔

اور صنم مجھے کبھی دھوکہ نہیں دے سکتی مگر اس نے مجھے دھوکہ دے دیا۔ میں اس چہرے سے مات کھا

گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بچوں کی طرح سمٹ گیا تھا۔

میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔ جس دن میں اس تک پہنچ گیا نہ خالہ جانی اس دن دنیا اسکے انجام سے عبرت حاصل کرنے گی۔

اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

رفتہ بیگم اسکے ارادوں سے دہشت زدہ ہو گئی تھیں۔

میر منزل قیامت لانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

جانے وہ اس لڑکی کے ساتھ کیا سلوک کرتا۔

یہاں اتنی ٹھنڈ میں کیوں بیٹھی ہو؟؟؟

علی آج تین دن بعد اپنے گھر آیا تھا۔

رات کے وقت وہ پہنچا تھا ردا باہر لان میں بغیر شال یا سویٹر کے بیٹھی تھی۔

کیا بات ہے ہمم؟؟؟

وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

میری آنکھ جیل میں کھلی تھی۔ جہاں ہر طرف کمرنلز تھیں۔ میری ماں بھی پیسوں کے لالچ میں میرے

باپ کا قتل کر کے وہاں موجود تھیں۔ انہیں اس وقت وہاں آئے پانچ ماہ ہوئے تھے جب میں پیدا ہوئی۔

ہر طرف مجرم عورتیں۔

پانچ سال تک میں انکے درمیان رہی۔

یہی تو تربیت کی عمر ہوتی ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ طنزیہ ہنسی۔

پانچ سال کی ہوئی تو ماں مر گئی میری۔

ایک آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر نکلا تھا۔

ماں کی موت کے بعد مجھے ایدھی سنٹر بھیج دیا گیا۔ اعر جانے ہو عبدالستار ایدھی صاحب نے خود میری پرورش کا ذمہ لیا۔

ان کا کہنا تھا کہ میری پیدائش جرم سے بھرے ماحول میں ہوئی ہے۔ مجھ پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

انہوں نے اور انکی بیگم نے مجھ پر بہت محنت کی۔ مگر کہتے ہیں نہ دودھ اپنا اثر دکھاتا ہے۔

پھر چاہے پرورش کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو رہی ہو۔ بیٹی تو ماں کی پرچھائی ہوتی ہے۔

میں بہت اچھے ہاتھوں میں تھی۔ مگر میرا دماغ میرا دل وہ نہیں پہچانتا تھا ان شفیق ہاتھوں کو۔

لوگوں کو دکھ دیئے کا انہیں رلانے کا مجھے نشہ تھا۔ میں جان بوجھ کر سب کو تنگ کرتی رلاتی انکی قیمتی چیزیں تباہ کر دیتی۔ اور پھر معصوم بن جاتی۔

میں ہر ایک کی محبت کو کشش کر رہی تھی۔

مجھے آٹھ سال کی عمر سے ہی پیسہ کمانے کا خطبہ تھا۔ پیسہ طاقت مجھے بس دو ہی چیزیں چاہیے تھی زندگی سے۔

اور اسکے لیے میں نے سب کچھ کیا۔ غلط صحیح کا فرق کیے بغیر۔

میں سکول جاتی اور ٹیچرز کی کلاس فیلوز کی قیمتی چیزیں چرا لیتی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وقت کے ساتھ یہ عادت پختہ ہوتی گئی۔ میں میٹرک میں تھی۔ میری ایک دوست تھی۔ اسکا کزن جس کی وہ منکوحہ بھی تھی۔ مجھے بہت پسند تھا۔

مگر وہ تو اسکا تھا۔ تو میں نے اسے اپنا بنانے کا سوچا۔

میں نے اپنی دوست کو تھرڈ فلور سے دھکا دے دیا۔

علی حیرت زدہ تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں وہ قاتل بن گئی تھی۔ مگر ردا کے چہرے پر کوئی افسوس کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔

وہ مر گئی۔ میں خوش تھی اب اسکا کزن میرا ہو جائے گا۔ مگر یہاں بھی قسمت نے دغا کیا۔

اس کو اپنی بیوی سے اتنی محبت تھی کہ اس نے اسکے چالیسویں کا بھی انتظار نہیں کیا۔ دو ہفتوں میں ہی مر گیا وہ۔

اٹھارہ سال کی ہوئی تو میں نے ایدھی سنٹر چھوڑ دیا۔

ایدھی صاحب بہت روئے تھے۔ بالکل ایسے جیسے کوئی باپ بیٹی کے گھر سے بھاگ جانے پر غمزدہ ہو۔ مگر مجھے افسوس نہیں ہوا۔

علی خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا فون ریکارڈنگ پر لگا رکھا تھا۔

وہ ردا کی ہر بات ریکارڈ کر رہا تھا۔

وہاں سے نکل کر میں ماڈلنگ میں آگئی۔ امیر لوگوں کو اپنے چنگل میں پھنسایا۔

پیسہ کمایا۔ مگر دوسری چیز اب تک نہ مل سکی تھی۔ طاقت۔۔۔۔ طاقت کا مجھے جنون تھا۔

بہت لوگوں کو مارا میں نے۔ بہت لوگوں کا فائی دہ اٹھایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

محبت کا دوستی کا جال بچھا کر میں نے ہر سیرِ ہی طے کی۔
جس انسان نے مجھے میرے مزمل کی گینگ میں شامل کیا میں نے اسے بھی مارا۔
پول میں پھینک کر اوپر سے کور کر کے تڑپا تڑپا کر مارنے کا فن میں نے ہی میرے مزمل کو سکھایا۔
مگر وہ میرے راستے کا کانٹا بننے لگا۔ میرے بزنس کو ڈبو نے لگا۔
مجھے گھر میں قید کیا۔ گھر کا کام کروایا۔
تو پھر میں بھی کیوں بخشی اسکو۔ اسے جس چہرے سے بے انتہا محبت تھی میں نے اسے مارنے کا سوچا۔
وہ پلو شے کی بات کر رہی تھی۔ علی بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھا رہا تھا۔
مگر پھر مجھے خیال آیا کیا ہی اچھا ہو میرے مزمل اسے خود موت دے دے۔
میں نے اسکی قیمتی فائی ل چرائی۔ مگر وائے ری قسمت وہ غلط فائی ل تھی۔
پتا نہیں تانیہ کو اس نے زندہ چھوڑا یا نہیں۔
تمہیں ایک بات بتاؤں میرے مزمل کی کمزوری میرے ہاتھ میں ہے۔ تبھی تو اس نے مجھے مارا نہیں۔
اسکے تمام کارناموں کا ثبوت ہے میرے پاس۔
میرے مزمل نے بہت ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر اسے نہیں مل سکی وہ ڈیوائی س۔ کیونکہ وہ یہاں ہے۔
ردانے چاقولیا اور اپنے بازو پر کٹ لگانے لگی۔
علی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔
وہ اسکی سکن نہیں تھی۔ وہ میک اپ ہیکس کی مدد سے سکن بنائی گئی تھی۔
ایک موٹی تہہ اتارنے کے بعد اندر سے اس نے ایک میموری کارڈ نکالا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم اچھے ہو بالاج۔ شاید یہ تمہارے کسی کام کا نہیں ہو گا۔

پھر بھی میری کوئی ایک قیمتی چیز تو ہو نہ تمہارے پاس۔

تم میری محبت ہو بالاج۔ تم وہ شخص ہو جس سے ردا نے دل سے محبت کی۔

ایک میچور ایج کی محبت۔ تمہیں میں بھلا نہیں سکتی۔ میں تم سے دور نہیں رہ سکتی اور نہ تمہارے قریب رہ سکتی ہوں۔

جانے ہو کیوں۔۔۔۔۔ کیونکہ میں ایک زہر سے بھرا بچھو بن چکی ہوں۔ اور میں تمہیں ڈسنا نہیں چاہتی۔ میں تمہیں تکلیف نہیں دے سکتی۔ تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتباری نہیں دیکھ سکتی اسی لیے الوداع۔۔۔۔۔

اس نے علی کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہ دیا۔ وہ اسی چاقو سے اپنی نس کاٹ چکی تھی۔ علی کو کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا کرے۔ اس نے حیدر کو کال کی۔

حیدر فریش ہو کر کھانے کی ٹیبل پر آیا تو پلو شے کھانا لگا چکی تھی۔

کھانا بہت مزیدار تھا۔ مگر پلو شے کے مزاج ملتے تو حیدر کچھ کہتا نہ۔

وہ بار بار کہنے کی کوشش کرتا مگر پھر چپ ہو جاتا۔

پلو شے کو ڈانٹنا آسان تھا پر اسکی تعریف کرنا بے حد مشکل تھا۔

بالآخر اس نے ہمت مجتمع کی۔

اہمممم۔۔۔۔۔ گلا کھنکار کر اس نے پلو شے کو متوجہ کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے تاسو عالي خواړه جوړوي (تم کھانا بہت اچھا بناتی ہو)۔

پلو شے نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ وہ پشتو بول رہا تھا۔

حیدر اسکی حیرت کا مزہ لیتا مسکرا رہا تھا۔

اس نے اٹھ کر اسکا ہاتھ تھام لیا۔

پلو شے تم صرف امارے لیے بنا ہے۔

خالص پٹھانوں کے اسٹائل میں بولتا وہ اسکا دل چھو گیا۔

پلو شے شرم سے سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی۔

پلو شے کیا ہم اپنی زندگی شروع نہیں کر سکتے۔

میں تھک گیا ہوں زندگی سے اب سکون چاہتا ہوں۔

اور میرا سکون تم ہو پلو شے۔

وہ ٹھوڑی سے اسکا چہرہ اوپر کرتا ہوا۔

پلو شے ذہ تا۔۔۔۔۔

ابھی اسکی بات سچ میں ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔

سحر ٹوٹا تھا۔

پلو شے پیچھے ہوئی تھی مگر حیدر نے اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔

اوہ کب؟؟؟ کیسے؟؟؟ ٹھیک ہے میں پہنچتا ہوں۔

پلو شے مجھے جانا ہو گا۔ اپنا خیال رکھنا اوکے۔ اور ڈور لاک کر دینا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسکا چہرہ تھپتھپاتا نکل گیا۔

پلو شے نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا تھا۔ فوجی کی بیوی ہونا آسان نہ تھا۔

کتنے ہی مٹے ہوتے ہیں انکے جو یونہی ادھورے رہ جاتے ہیں۔

وہ پلٹ کر برتن سمیٹنے لگی۔

سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ کتاب لے کر بیٹھ گئی۔

مگر اسکا دل ہی نہ لگ رہا تھا۔

کتاب بند کر کے وہ نماز پڑھنے لگی۔

وہ دعا مانگ رہی تھی جب ایک ادھورا ساد لفریب جملہ اسکی سماعتوں میں گونجا تھا۔

پلو شے ذہ تا۔۔۔۔۔

ذہ تا۔۔۔۔۔ ذہ تا سرہ مینہ کوم۔۔۔ تو کیا ہادی مجھے۔۔۔۔۔

سوچ سوچ کر ہی وہ شرم سے سرخ ہوتی جا رہی تھی۔

جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔ ورنہ ام کیا کہتا اففف ہادی ام کو کیوں پریشان کرتے ہیں آپ۔

حیدر نے راستے میں ہی فراز علیہ اور ثانیہ کو کال کر کے انفارم کر دیا تھا۔

علی نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔

وہ جلد از جلد وہاں پہنچا تھا۔

ردا کی موت ہو چکی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سبھی حیران تھے۔ ردا جیسی لڑکی ایک دم کیسے ہار مان گئی تھی۔
مگر وہ بھول رہے تھے کہ دوسروں کے دلوں سے جو کھیلے ہیں پھر اپنے دل کی چوٹ وہ سہہ نہیں
پاتے۔

ردا بھی محبت سے مات کھا گئی تھی۔

وہ ساری زندگی حقیقی رشتوں اور محبت کو ترسی ہوئی لڑکی تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی جو زہر سے نہیں
شہد سے مر جاتے ہیں۔

ردا کی آخری رسومات وغیرہ کرنے اور سب کچھ نمٹانے میں رات اور پھر اگلادین بھی لگ گیا تھا۔

اس سب سے فارغ ہو کر انہوں نے وہ کارڈ ڈیوائس میں ڈال کر چلایا۔

وہ میموری کارڈ نہیں ایسٹم بم تھا۔ جو میر منزل کی ہستی مٹانے کے لیے کافی تھا۔

چلو میری پیاری زہریلی بچھو کچھ تو اچھا کر گئی۔

علی نے خاموشی توڑتے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ اسکی بات سن کر سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل
گئی۔

تو کیا خیال ہے پھر میر منزل پر کب دھاوا بولا جائے۔

فلحال تو آپ گھر جائیں میجر صاحب۔ ایسا نہ ہو آپ پر دھاوا بول دیا جائے۔ مت بھولیں کہ اب آپ

سنگل نہیں کہ کہیں بھی ڈیرہ ڈال دیں۔

علی نے اسے اٹھایا۔

اور ایک اور بات میجر حیدر آفان میری پیاری سی پلو شے کو اب تنگ کیا نہ تو دیکھ لینا پھر۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اوہ تو آپ کیا کریں گے روشنی ڈالیں گے ذرا۔

حیدر لڑاکا عورتوں کی طرح بولا۔

جواباً علی سیل فون ڈھونڈنے لگا۔

اب کیا ڈھونڈ رہے ہو؟؟؟

سیل فون۔۔۔ روشنی ڈالنی ہے نہ۔

علی تم۔۔۔

اچھا اب جاؤ بھی۔

حیدر اسے وارن کرتا باہر نکل گیا۔

ارادہ اب گھر جانے کا تھا۔

کام میں پھنس کر وہ پلو شے کو تو بھول ہی گیا تھا۔

میرے خیال سے مجھے آف لینا چاہیے۔ بس بیگم روٹھی نہ ہوں۔

دل ہی دل میں دعا کرتا وہ روانہ ہو گیا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟؟

میر منزل غصے سے دھاڑا۔

ٹھیک ہے مجھے پتا کر کے بتاؤ سب کچھ۔ اور ڈھونڈو اسے۔

ردا تم۔۔۔۔

غصے سے اس نے فون پٹھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسکے سارے سیاہ کارناموں کی خبر انجمنی تک پہنچ چکی تھی۔

خالہ جانی مجھے فوراً نکلنا ہو گا۔ میں انتظامات کر رہا ہوں۔ دو دن بعد میں میکسیکو کے لیے نکل جاؤں گا۔ سارے ثبوت روا سے انجمنی تک پہنچ چکے ہیں۔ وہ کسی بھی وقت میرا کو سیل کر دیں گے۔
پر بیٹا یہ۔۔۔

آپ فکر مت کریں آپ کو دبئی بھیجنے کے انتظامات کر دیے ہیں۔
ابھی آپ میرے ساتھ کراچی جائیں گی اور پھر سمندر کے راستے دبئی پہنچ جائیں گی۔
اور خالہ جانی پریشان نہیں ہونا میں کچھ وقت تک کانٹیکٹ نہیں کر سکوں گا۔ ابھی بس نکلنے کی تیاری کریں۔

رفت بیگم نے جلدی جلدی سب سمیٹا تھا۔ رات کے پچھلے پہر انہوں نے نکلنا تھا۔ مگر کرنی خدا کی ہلکی ہلکی ٹھنڈ نے اچانک تیز برفباری کی شکل اختیار کر لی تھی۔
صرف پندرہ منٹ میں برف نے سارے راستے بند کر دیے تھے۔
میر منزل مری میں ہی محصور ہو کر رہ گیا تھا۔

رات کو نکلنا ممکن نہ رہا تھا۔
میر منزل نے ہر تدبیر سوچی مگر تقدیر کے سامنے کچھ نہ کر پایا اسے اپنی موت صاف دکھ رہی تھی۔
کاش وہ شام میں ہی نکل گیا ہوتا۔
کاش وہ رات کا انتظار نہ کرتا۔
کاش وہ مری میں ہی نہ ہوتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کاش بس آج رات برفباری نہ ہوتی۔
ایسے کتنے ہی کاش تھے جن پر وہ ماتم کناں تھا۔

حیدر گھر پہنچا تو برفباری شروع ہو چکی تھی۔

اس نے شکر کیا کہ وہ وقت پر پہنچ گیا ورنہ حالات بتا رہے تھے کہ برفباری شدید تھی۔ اور یقیناً اگر وہ آج گھر نہیں آتا تو پھر تین چار دن تک نہیں آسکتا تھا۔

شکر ادا کرتا وہ گھر میں داخل ہوا۔

پورا اپارٹمنٹ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

شاید پلو شے سو چکی ہو۔

وہ چینج کر کے اسے ایک نظر دیکھنے آیا تھا۔

جیسے اس نے دروازہ کھولا حیرت زدہ رہ گیا پلو شے کہیں نہیں تھی۔

بے اختیار وہ ودش روم کی جانب بڑھا مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔

کہاں جاسکتی ہے وہ۔

باہر ٹیرس اسکے کمرے کی بالکونی وہ کہیں نہیں تھی۔

پلو شے پلو شے۔۔۔۔۔

آوازیں دیتا وہ اپنے کمرے کی جانب آیا۔

اسکا ارادہ اسے کال کرنے کا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا۔

مگر یہ اسکا فون تو نہیں تھا۔ کچھ سوچ کر وہ اپنے کمرے کی بالکونی کی جانب بڑھا۔

پلو شے تم یہاں اتنی ٹھنڈ میں کیوں بیٹھی ہو؟؟؟

وہ حیران ہوا پلو شے بغیر سویٹر کے بیٹھی تھی۔

یہ سب کتنی پیاری لگ رہی ہے نہ میجر حیدر۔

پلو شے چمکتے ہوئے بولی۔

جبکہ حیدر اسے دیکھ کر رہ گیا۔ کتنی دیر سے وہ اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا اور وہ یہاں بیٹھی برفباری کے مزے لے رہی تھی۔

اتنی ٹھنڈ میں کیوں بیٹھی ہو؟؟؟

افوہ میجر حیدر دیکھیں نہ آپ کو پتا ہے ام نے پہلی بار اپنی آنکھوں سے برفباری ہوتے دیکھی ہے۔ کراچی میں تو برف پڑنا نہیں۔ اور ایم سوری ام آپ کے روم میں آیا وہ ایک چوٹی لی امارا کمرہ سے بس جنگل ہی نظر آتا ہے نہ۔ آپ کے کمرے سے ویو اچھا ہے نہ تو ام یہاں بیٹھ گیا۔

اور اگر تمہیں سردی لگ گئی تو؟؟؟

وہ اسکے پاس بیٹھتا نرمی سے بولا۔

نہیں لگتا اور ام ابھی تو بیٹھا ہے۔

اب حیدر اسے کیا کہتا وہ اسکے آنے سے پہلے یہاں آکر بیٹھی تھی۔ جبکہ اسے آنے بھی آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے خوش دیکھ کر وہ بنا کچھ کھے اٹھ گیا اور دو کپ کافی بنا لایا۔
اوہ تھینک یو سوچ میجر حیدر مگرام کو آئی سکریم کھانا ہے۔
کیا ہی معصوم شکل بنالی تھی اس نے۔

پلو شے سیر لیسلی۔۔۔۔؟؟؟

اتنی ٹھنڈ میں آئی سکریم کھانی ہے؟؟؟

ہاں تو میجر حیدر ٹھنڈ میں ہی تو آئی سکریم کھانے کا مزہ آتا ہے۔

نو پلو شے اب یہ بات میں بالکل نہیں مانوں گا۔ اور ویلے بھی اس سردی میں اگر میں آئی سکریم لینے
جاؤں گا نہ تو سب مجھے ایسے گھوریں گے جیسے میں نے چرس مانگ لی ہو۔ اور میں یہ سب افورڈ نہیں کر
سکتا سو پلیز۔

حیدر دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھاتے بولا۔

پلیز پلیز پلیز میجر حیدر ام کو کھانی ہے نہ۔

مگر ابھی کہیں سے نہیں لے گی پلو شے۔

وہ اسے بچوں کی طرح پھکار رہا تھا۔

تو پھر آپ ام کو گولادیں۔۔۔

کیا گولا؟؟؟

حیدر حیران سے زیادہ پریشان ہو گیا۔

وہ اس سے گرینیڈ مانگ رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر تمہیں گولا بارود کیوں چاہیے؟؟؟
پلو شے سے اسے حیرت سے دیکھا۔ کہیں اسکا دماغ تو نہیں چل گیا۔
پھر سمجھ آنے پر اسے ہنسی کا دورہ پڑا تھا۔
ہنس ہنس کر اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔
حیدر اب بھی پریشانی سے اسے ہی تک رہا تھا۔
شاید پلو شے پاگل ہو گئی ہے۔
اوہ میجر حیدر آپ کیا سمجھ رہے تھے۔
وہ بمشکل اپنی ہنسی روک پارہی تھی۔
اوکے ایم سوری۔
حیدر کو منہ بنائے دیکھ کر اس نے معذرت کی۔
ام نے آپ سے برف والا گولا مانگا تھا۔
پلو شے ہنسی روکنے کی کوشش میں سرخ ہو گئی تھی۔
حیدر نے شرمندگی سے کان کھجایا۔
اچھا اب بس کرو مجھے کیا پتا لڑکیوں کے کیا شوق ہوتے ہیں۔ پتا نہیں کیا الا بلا کھاتی ہیں اب ہر چیز کا تو
پتا نہیں ہو سکتا نہ۔
وہ اپنی شرمندگی چھپاتے ہوئے بولا۔
اچھا اب آپ بنائی میں گئے اوکے نہ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اچھا آؤ۔

چلیں۔

وہ چمکتی ہوئی اس کے ساتھ باہر نکل گئی۔

برف سے حیدر کے ہاتھ سرخ ہو گئے تھے مگر پلو شے کو کوئی گولا پسند ہی نہ آ رہا تھا۔

پلو شے اب یہ لاسٹ ہے مجھ پہ رحم کرو اب۔

وہ اپنے سرخ ہاتھ دکھاتے ہوئے بولا۔

اچھا ٹھیک ہے اب جیسا بھی ہوا منظور۔۔۔

پلو شے کی ناک سردی سے سرخ ہو گئی تھی۔

وہ اس وقت سنو مین لگ رہی تھی۔

حیدر نے بدلہ لینے کے لیے اس بار اچھا خاصا بڑا گولا بنایا۔

ہممم یہ پرفیکٹ ہے۔

وہ اسکا معافی نہ کرتے بولی۔

حیدر نے فخر سے کالر اکڑائے ہی تھے کہ ایک زوردار برف کا گولا اسے آپڑا تھا۔

پلو شے۔۔۔۔

پلو شے نے اپنی شامت آتی دیکھی تو بھاگنے کی پرکتنا بھاگتی۔

حیدر نے بھی اس پر گولوں کی برسات کر دی تھی۔

آ نہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کھلکھلاتی اپنا آپ بچاتی یہاں وہاں بھاگ رہی تھی۔ حیدر بھی برف اٹھائے اسکے پیچھے لگا تھا۔

اب کہاں بھاگو گی ہم۔۔۔۔۔

حیدر نے اسے دبوچا۔

وہ ام کہہ رہا تھا نہ میجر حیدر۔۔۔

بیہوش۔۔۔۔۔

پلو شے نے برف حیدر کے گلے سے اندر ڈال دی تھی۔

اور خود بھاگ گئی تھی۔

تمہیں تو میں۔۔۔

اہم۔۔۔۔۔

ابھی وہ اسکے پیچھے جا ہی رہا تھا کہ اچانک رکا۔

پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اسکی ٹیم یونیفارم میں ملبوس کھڑی تھی۔

جبکہ علی کھانسنے کی نہایت جھونڈی کوشش کر رہا تھا۔

یہ سب کیا ہے میجر حیدر۔۔۔۔۔؟؟؟

تم لوگ یہاں کیوں خیریت؟؟؟

میر منزل کو اریسٹ کرنا ہے خبر اس تک پہنچ چکی ہے۔

اوہ گڈ ویٹس ویری گریٹ۔۔۔

تم خوش ہو رہے ہو؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

علی اسکے اطمینان پر حیران ہوا۔

وہ کیا ہے نہ کبھی کبھی خود ہی چغل خوروں کے پاس جانا پڑتا ہے تاکہ مخالفوں تک بات پوری اور بروقت پہنچ سکے۔

اوہ تو یہ تمہارا کارنامہ تھا۔

تم مجھے چغل خور کہنا چاہ رہے ہو۔

حیدر ابرو اٹھا کر پوچھ رہا تھا۔

نہیں جی آپکی قابلیت پر شک کیسے کر سکتے ہیں ہم۔ ویلے روشنی ڈالنا پسند فرمائی یں گے کہ کیسے اور کیوں غداری کر لی آپ نے؟؟؟

جی ضرور مگر پہلے چائی نیز کی طرح گھورنا بند کریں میجر علی۔

وہ اسے بھگو بھگو کے مارنا نہیں چھوڑتا تھا۔

میں طیب سے ملنے گیا تھا۔ اسے بتا دیا کہ اسکا باس پکڑا جانے والا ہے۔ غلطی سے میرا فون وہاں گر

گیا۔ (جی جی پلاننگ والی غلطی) طیب نے اپنی وفاداری دکھائی اس لالچ میں کہ شاید وہ اسے آزاد کرا

دے۔ مگر میرا منزل تو مدد کرنے سے رہا۔ الٹا اس نے ایئر ٹکٹس بک کروادی۔ وہی دماغ ماؤف ہونے والی غلطی۔

مگر کرنی خدا کی کہ وہ برفباری کی وجہ سے پھنس گیا۔ اب ٹینشن میں وہ غلطیاں کرنے لگا اور ہم اسے آرام سے پکڑ لیں گے۔

واہ جی میجر حیدر کیا دماغ لڑایا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بالکل ---

اب جا کر تیار ہو جاؤ تم نکلنا ہے ہمیں۔

اوکے۔

حیدر گیا تو ایک گولہ علی کے منہ پر پڑا۔

مسز پلو شے یہ کیا بد تمیزی ہے۔ آپ کو نظر نہیں آ رہا میں یونیفارم میں ہوں۔

وہ بظاہر غصے سے بولا۔

پلو شے تھوڑا پریشان ہو گئی۔

ہاں مگر تم تو یونیفارم میں نہیں ہو نہ۔

علی نے اسے خوب گولے مارے۔

پلو شے اپنا بچاؤ کر رہی تھی مگر علی رک ہی نہ رہا تھا۔

ثانیہ فوراً سائیڈ پر ہو گئی۔ اسے برف والے یہ کھیل پسند نہ تھے۔

پلو شے نے فراز کو اپنے ساتھ شامل کر لیا جبکہ علی کی طرف ہو گئی۔

حیدر جب تک چلیج کر کے آیا باہر میدانِ جنگ بنا ہوا تھا۔

اسے تو کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا ہو رہا ہے۔

علی، فراز، علیہ وہ غصے سے کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔

سوری سر ---

فراز نے فوراً معذرت کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چلیں ہمارے فوجی میر ولا کو گھیر چکے ہیں۔

اوکے۔

وہ لوگ گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

حیدر نظر بچا کر پلو شے کے پاس آیا۔

اسکے ہاتھ تھام کر حیدر نے آنکھوں سے لگائے تھے۔

اپنا خیال رکھنا اور اگر میں شہید ہو جاؤں تو رونا مت فخر کرنا ہممم۔

وہ اسکا گال تھپتھپا کر چلا گیا۔

فی امان اللہ

پلو شے انہیں نم آنکھوں سے جاتا دیکھ رہی تھی۔

گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بھی وہیں برف پر بیٹھ گئی۔

خوشی کا محبت بھرا لمحہ پھر ادھورا رہ گیا تھا۔

جانے فوجیوں کے یہ پل کبھی پورے بھی ہونگے یا ادھورے ہی رہیں گے۔

کے آفیسرز نے میر ولا کو پوری (national counter terrorism authority) نیکٹا)

طرح گھیر لیا تھا۔

درجہ حرارت منفی ہونے کے باوجود وہ چاق و چوبند دستہ وہاں موجود تھا۔

آج ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے ایک اور دیمک کا خاتمہ ہونے جا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فضا میں مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔ اندھیری رات میں برف اپنی سفیدی لیے ماحول کو سحر انگیز بنا رہی تھی۔

مگر اس سب سے بے نیاز وہ لوگ اپنی اتنے عرصے کی محنت کو انجام تک پہنچانے آئے تھے۔
دبے قدموں چلتے ہوئے وہ اپنی پوزیشنز سنبھال چکے تھے۔ آرڈر ملنے کی دیر تھی وہ میرولا پر دھاوا بول دیتے۔

اوکے سگنل ملتے ہی کیپٹن فراز آپ دیوار پھلانگ لیجیے گا۔

اندر داخل ہوتے ہی آپ میجر علی کو کور کریں گے۔

میجر علی میرے اشارے کے منتظر رہنا آپ۔

کیپٹن ثانیہ علیہ رفعت بی نکلیں نہیں یہاں سے اوکے۔

مگر سر وہ تو۔۔۔

وہ بھی شریک ہیں ہر بات کی گواہ اور میر منزل کی شریک۔

اوکے سر ہم پورا دھیان رکھیں گے۔

میں اندر جا رہا ہوں۔۔۔۔

مگر میجر حیدر ایسے اکیلے جانا ٹھیک نہیں۔

یوڈونٹ وری اب اوٹ می۔ کیپٹن فراز اپنی ٹیم کے ساتھ رہیں گے آپ۔ اور گھر کی بیک سائیڈ پر نظر رکھیے گا۔

کوئی ایک بھی شخص جانے نہ پائے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بیک سائیڈ کھلی رکھ کر ہی اندر آئی بے گنا۔
حیدر اندر داخل ہو کر چھپتا چھپاتا کنٹرول روم کی جانب بڑھ گیا۔
وہاں موجود تین لوگوں سے منٹ کر اس نے سیکیورٹی سسٹم جام کر دیا۔
ساتھ ہی اس نے جمیر لگا دیا۔

اس سب سے منٹ کر اس نے علی کو اندر آنے کا کہا۔
علی نے ٹیم کو آرڈر دیا۔

باری باری مختلف جگہوں سے وہ لوگ میر ولا میں داخل ہوئے۔
گارڈز کو باندھ کر پھر انہوں نے کتوں کو بے ہوش کیا۔
میر منزل جو بے چینی سے اپنے کمرے میں ٹھل رہا تھا۔
انہونی سے احساس سے ٹھٹھکا۔
کچھ غلط ہونے کے احساس سے اسکا دل ڈر رہا تھا۔
اس نے فوراً اپنا کمرہ لاک کیا۔

کمرہ لاک کر کے وہ لاکر کی جانب بڑھا۔ جہاں اسکی گن رکھی تھی۔
گن اٹھا کر اس نے فوراً لوڈ کرنے لگا۔ گن لوڈ کرتے اسکے ہاتھ لرز رہے تھے۔
اسکا جسم پسینے سے تر تھا۔

خود کو سنبھالتا وہ نیچے بیٹھ گیا۔ گولیاں اسکے ہاتھ سے گر گئی ہیں۔
بمشکل اس نے گولیاں اٹھائی ہیں۔ منظر دھندلا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شکست کے احساس نے اسکی ہمت ختم کر دی تھی۔
موت اسکے سر پر آپہنچی تھی۔
بھاری بوٹوں کی آواز نزدیک آتی جا رہی تھی۔
نہیں مجھے ہمت نہیں ہارنی۔ میرا مزمل اتنا کمزور انسان ہر گز نہیں کہ فوج سے مار کھا جائے۔
اس نے ایک بار پھر گولیاں اٹھا کر گن میں لوڈ کیں۔
اسکے کمرے کا لاک فائی رک کر کے توڑا گیا۔
وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کے بغیر سامنے کی جانب گن تانے کھڑا تھا۔
حیدر کو امید نہیں تھی۔
پگھلا ہوا سسہ اسکے جسم میں پیوست ہوا تھا۔
اس نے ہمت نہیں ہاری اور پلٹ کر اسکے ہاتھ پر فائی رک دیا۔
گن اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری۔
بڑھ کر حیدر نے اسے ایک لات رسید کی تھی۔
دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔
میرا مزمل بھی کم نہ تھا وہ اپنے ہاتھ کے زخم کی پرواہ کیے بغیر پوری جانبازی سے مقابلہ کر رہا تھا۔
فائی رنگ کی آواز سے علی بھاگتا ہوا ادھر آیا تھا۔
سامنے کا منظر ہی عجیب تھا وہ دونوں ہاتھ پائی کر رہے تھے۔
علی نے اسے قابو کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اتنے میں باقی کے لوگ بھی وہاں آ موجود ہوئے تھے۔

انہوں نے میر منزل کو گھیر لیا۔

گیم از اور میر منزل۔

حیدر نے اسے دیکھ طنزہ مسکرایا۔

ابھی اتنی بھی کیا جلدی کیا ہے میجر صاحب۔

اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا اور کمیونگی سے بولا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے میر منزل نے چھوٹی سی شیشی زمین پر پھینکی۔

اسکے پھینکتے ہی پورا کمرہ دھویں میں ڈوب گیا۔

ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہ دے رہا تھا۔

انہوں نے بہت کوشش کی مگر وہ وہاں سے نکل گیا۔

دس سیکنڈ میں اس نے بازی پلٹ دی تھی۔

گن نکالے ہوئے اس نے کچھ اور بھی لا کر سے نکالا تھا۔ وہ اسموگ گیس تھی۔

میر منزل نے پورا پلان ترتیب دیا ہوا تھا۔

دھواں چھٹتے ہی حیدر نے فراز سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

ہیلو کیپٹن فراز آریو لسننگ می؟؟؟

کیپٹن فراز۔۔

آگے بالکل خاموشی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ضبط سے حیدر کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
گرہڑ کے احساس سے وہ باہر بھاگے۔
کیپٹن علیہ کہاں ہیں آپ؟؟؟
سر ہم رفعت بی کو اریسٹ کر چکے ہیں۔
او کے کیپٹن ثانیہ۔۔۔۔
اسکی بات بچ میں ہی تھی کہ گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔
یو آر فنشڈ میجر حیدر۔
میر مزمل کی نفرت سے پھنکارتی آواز گونجی تھی۔
میجر علی کیپٹن علیہ کی طرف جائی ہیں آپ۔
وہ خود فراز کو ڈھونڈنے نکلا تھا۔
علی علیہ کے پاس پہنچا تو وہ خون میں لت پٹ پڑی تھی۔
علیہ علیہ آنکھیں کھولو۔۔۔ علیہ۔
وہ اسکا چہرہ تھپتھپا رہا تھا۔
میجر علی ایم سوری۔ اور اور پل پلو شے سے بھی سس سوری۔ آئی آئی لویو۔
وہ اپنا ہاتھ اسکے چہرے کی جانب بڑھانا چاہتی تھی مگر راستے میں ہی اسکا ہاتھ زمین پر گر گیا۔
وہ علی کے بازوؤں میں ہی جان کی بازی ہار گئی تھی۔
علی نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بھلے ہی وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔ مگر وہ اچھی لڑکی تھی۔ اسکے ساتھ کام کرتے اسکی زندگی کے تین سال گزرے تھے۔

یہی تو ہوتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو اپنے سامنے جان دیتے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی غرض بس ملک کی حفاظت ہوتی ہے۔

علی بو جھل قدموں سے علیینہ کی لاش اٹھائے باہر آیا۔
اسکے قدم من من بھر کے ہو رہے تھے۔

وہ جو ستر اسی کلو کے ویٹ آرام سے اٹھا کر کھیلتا تھا آڑ اس سے یہ نازک سی لڑکی نہ اٹھائی جا رہی تھی۔
اس کے جسم سے بھل بھل بہتا خون علی کے ہاتھ کپڑے بھگو رہا تھا۔
صدا ہنسنے مسکرانے والے شخص کے چہرے پر صدیوں کی تھکن تھی۔

حیدر اپنے زخم پر ہاتھ رکھ کر خون کو بہنے سے روک رہا تھا۔
میر مزمل اب تک میر ولا سے باہر نہ نکلا تھا۔
باہر سبھی الرٹ کھڑے تھے۔

ہیلو میجر علی کیپٹن علیینہ کدھر ہیں؟ آپ فوراً۔۔۔
شی از ڈیڈ۔۔۔

واٹ۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

وہ مر چکی ہے حیدر۔

حیدر وہیں رک گیا تھا۔

اسکے پاس بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔

تم میرے مزمل کو نکلنے مت دینا۔ میں یہاں سنبھال لوں گا۔

ہممم اوکے۔

اتنا کہہ کر وہ نکل گیا تھا۔

سراںکی دو گاڑیاں ہیں۔ ایک ایوبیہ کی طرف جارہی ہے اور دوسری ٹریس نہیں ہو رہی۔

لاسٹ لوکیشن کیا تھی اسکی؟

مال روڈ۔

مال روڈ۔۔۔۔۔ حیدر ابجھا تھا۔

دوسری اس طرف کیوں؟؟؟

اوہ نو۔

اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔

سکندر آپ ایوبیہ کی طرف جائیں۔ رفعت بی اس گاڑی میں ہیں۔

مگر سر۔۔۔۔؟؟؟

آئی سیڈ گو۔ اُس این آرڈر۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سختی سے کہتا وہ گاڑی سے اتر گیا۔

ادھر سے اس نے کیب لی تھی۔

کیب والا فوجی کو دیکھ ڈر بھی رہا تھا۔ کیونکہ وہ کافی حد تک زخمی تھا۔ مگر یونیفارم والے کو دیکھ کر وہ چپ رہا۔

بھائی صاحب پلیز تیز چلائی ہیں۔

گھر پہنچ کر وہ فوراً اندر کی طرف بھاگا تھا۔ پلو شے خطرے میں تھی۔

میر منزل چالاک سے وہاں سے نکلا تھا۔ اس کا رخ رفعت بی کے کمرے کی جانب تھا۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا ایک لیڈی آفیسر رفعت بی کو اریسٹ کر رکھا تھا۔

رفعت بیگم کے چہرے پر تمپڑ کا نشان تھا۔ یقیناً اس نے ان پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

غصے سے کھولتا ہوا وہ اندر داخل ہوا۔

وہ فون پر صورتحال بتا رہی تھی۔

ایک جھٹکے سے اس نے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی۔ میر منزل نے اس پر پے در پے فائی رکھ دیے۔

رفعت بیگم کو لے وہ وہاں سے نکل گیا۔

وہاں سے نکلتے ہوئے ایک آفیسر اسے اپنی جانب آتا نظر آیا تھا۔

اسکا دھیان انکی طرف ہوتا اس سے پہلے ہی میر منزل نے اسے گولیوں سے بھون کر رکھ دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پہلی گولی اس نے اسکے سر میں ماری تھی۔

اسکے ساتھ شاید کوئی اور بھی تھا مگر میر منزل سلدی میں تھا۔

رفت بیگم کو لے کر وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

اسکی چہرے پر فتح کی چمک تھی۔

خالہ جانی آپ ایوبیہ والے کاٹج میں چلی جائیں میں کچھ دیر میں آپکو وہیں ملوں گا۔

مگر تم جا کہاں رہے ہو؟؟؟

رفت بیگم پریشانی سے بولیں۔

کچھ ضروری کام کرنا ہے پھر موقع نہیں لے گا۔

پراسرار سا مسکراتا وہ دوسری گاڑی میں چلا گیا۔

اک چہرے کو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ وہ تصویر اس نے اتنی بار دیکھی تھی کہ یہ چہرہ اسے حفظ ہو چکا تھا۔

حیدر کو دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

اور اب وہ جانتا تھا کہ تانیہ شاہ اسے کہاں لے گی۔ میجر حیدر کا ٹھکانہ اسے بخوبی معلوم تھا۔

جب سے وہ لوگ گئے تھے پلو شے مصلے پر تھی۔ جانے کیوں مگر اسکا دل ڈر رہا تھا۔

بہت کچھ غلط ہونے کا احساس اسکا دل لرزا رہا تھا۔

اچانک ڈور بیل بجی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چونکہ حیدر بیل نہیں بجاتا تھا سو وہ چونک گئی۔

حیدر کو فون کرنے کے ارادے سے وہ اٹھی ہی تھی کہ اچانک فائی رکی آواز کے ساتھ دروازہ دھڑام سے کھلا تھا۔

آنے والی شخصیت کو دیکھ کر اسکا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔

جسم سے خون جیسے نہجڑ گیا تھا۔

مم میر منزل۔۔۔

تمہیں کیا لگا تھا سوئیٹ ہارٹ تمہیں ایسے ہی جانے دوں گا کیا۔

اس نے ہاتھ پلو شے کی جانب بڑھایا تھا۔

پلو شے دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

ڈارلنگ مجھ سے کیوں گھبرا رہی ہو ہم۔ میں تو تم سے محبت کرتا ہوں ہے نہ۔

پلو شے کو وہ سائی یو لگ رہا تھا۔ دل سوکھے پے کی مانند لرز رہا تھا۔

دو دیکھو میں تمہیں نہیں جانتی۔

ہاں یہ تو ہے تم سچ میں مجھے نہیں جانتی۔ اگر جانتی ہوتی تو دھوکہ دیئے کا سوچتی بھی نہ۔

پر اب کیا ہو سکتا ہے اب تو غلطی کر لی نہ تو سزا تو لے گی۔

تمہیں تو میں ایسی سزا دوں گا کہ تم موت کے لیے ترسو گی ہے نہ بے بی ایسا ہی ہو گا نہ۔

وہ پھر اسکی جانب بڑھا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے چھوٹا پلو شے نے اسے تھپڑ دے مارا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یونچ۔۔

وہ اسے مارنے لگا تھا کہ کسی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

ہادی۔۔۔

پلو شے فوراً اسکے پیچھے جا چھپی تھی۔

حیدر نے اسکا ہاتھ مروڑ دیا تھا۔

ایک ہاتھ پر پہلے ہی وہ گولی کھا چکا تھا۔ اب دوسرے ہاتھ سے بھی محروم ہونا پڑا تھا۔

اتنا آسان نہیں حیدر آفان کی عزت پر ہاتھ اٹھانا۔

میرا ملک اور میری بیوی پر کوئی ہاتھ تو کیا نظر بھی نہیں اٹھا سکتا۔

حیدر نے اسے پھر دوسرا موقع نہیں دیا تھا اس نے اسکی دونوں ٹانگوں کو مفلوج کر دیا تھا۔

میر منزل ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔

اسے اس حال میں دیکھنا بہت دل گردے کا کام تھا۔

وہ جو ہر چیز کو ٹھوکر پر رکھتا تھا۔ اب منہ کے بل آگرا تھا۔

پلو شے نے مضبوطی سے حیدر کو تھاما ہوا تھا۔

حیدر نے اسکے گرد بازوؤں کا گھیرا کر لیا۔

میں ہوں نہ ہممم۔

ابھی وہ جس قیامت سے گزر کر آیا تھا۔ اسکے برعکس وہ اسے مسکرا کر حوصلہ دے رہا تھا۔

حیدر نے کال کر کے اپنے کچھ آفیسرز کو بلایا تھا۔ وہ میر منزل کو لے گئے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حیدر فلحال رک گیا تھا۔ اسے پلو شے کو علیہ کی شہادت کے بارے میں بتانا تھا۔

میر ولانیکا کے آفسیرز نے کلی ئی رک دیا تھا۔

علی علیہ کی لاش لے کر باہر آیا تھا۔ اسے گاڑی میں رکھ کر وہ فراز اور ثانیہ کو ڈھونڈنے گیا تھا۔

انہیں ڈھونڈنا وہ گھر کی پچھلی طرف گیا تھا۔

تبھی اسکی نظر سامنے پڑی۔

آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی تھیں۔

کیپٹن ثانیہ۔۔۔۔۔

وہ اسکے پاس بیٹھا تھا۔

ثانیہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

میجر علی آپ اسکو کہیں نہ کہ یہ اٹھ جائے۔ یہ مجھے چھوڑ کر نہ جائے۔ آپ آپ اسکو کہیں نہ۔۔۔۔۔

علی کو جھنجھوڑتے وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔

مگر رونے سے جانے والے کہاں واپس آتے ہیں۔

ثانیہ کو سہارا دے کر اس نے فراز کی آنکھیں بند کی تھیں۔

ایک ہی وقت میں ان کے دو بہترین ساتھی ملک پر قربان ہو گئے تھے۔

اس نے ٹیم کو اطلاع دی تھی۔

انہوں نے فراز کی باڈی اٹھائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علی ثانیہ کو سہارا دیے باہر لایا تھا۔
باہر اس نے اسے لیڈی آفسیروز کے حوالے کیا تھا۔
خود وہ کیسے ضبط کر رہا تھا وہی جانتا تھا۔
بمشکل سنبھل کر اس نے حیدر کو اطلاع دیئے کے لیے فون نکالا۔

حیدر پلو شے کو بتانے کے لیے پرتول رہا تھا۔
کیا بات ہے میجر حیدر ام کو ڈر لگ رہا ہے۔
وہ پلو شے دیکھو دراصل ہم۔۔۔۔
اچانک اسکا فون بجاتا تھا۔
ایک سیکنڈ۔
علی کا نمبر جگمگا رہا تھا۔
ہیلو کیا ہوا علی؟؟؟
وااٹ!!!
مگر۔۔۔۔
میں پہنچتا ہوں۔

حیدر کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر پلو شے مزید ڈر گئی تھی۔
اور حیدر کو سمجھ ہی نہ آیا کہ اب ایک کے بجائے دو دو کی شہادت کی خبر کیسے دے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلو شے چلو میرے ساتھ۔

وہ اس لیے نکل گیا۔

صورتحال کے پیش نظر پلو شے نے بھی کوئی سوال نہ کیا۔

وہ دونوں کینٹ پہنچے تھے جہاں ان دونوں کے ساتھ مزید تین اور شہید ہونے والوں کی باڈیز رکھی ہوئی تھیں۔

پلو شے نے یہاں وہاں دیکھا تھا۔

فراز اور علیہ نہیں تھے۔

بے یقینی سے اس نے حیدر کی جانب دیکھا تھا۔

اسکی نظروں کا مفہوم سمجھ کر حیدر نے آگے بڑھ کر کپڑا ہٹایا تھا۔

پلو شے پھٹی پھٹی نظروں سے علیہ کی باڈی دیکھ رہی تھی۔

ساتھ ہی حیدر نے فراز نے چہرے سے کپڑا ہٹایا تھا۔

پلو شے نے بے ساختہ اپنا چہرہ چھپایا تھا۔

سر پر گولی لگنے سے اسکا دماغ باہر نکلا ہوا تھا۔

سبھی اپنے ساتھیوں سے بچھڑنے پر غمزدہ تھے۔

میر منزل کو پھانسی کی سزا جبکہ رفعت بیگم کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔

جہاں میر منزل کا باب ختم ہوا تھا وہیں قربانی کی لازوال داستان بھی قایم ہوئی تھی۔

ان لوگوں کے سٹارز پرچم پر رکھ کر انکی ماؤں کو دیے گئے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

انہیں سیلیوٹ کرتے ہوئے تین نفوس بمشکل اپنے آنسو روک پائے تھے۔
انکی ماؤں کو اپنے جگر کے ٹکڑے لے بھی تو پرچم میں لپٹے ہوئے۔
اور پھر فوجیوں کی زندگی کا اختتام تو یہی ہوتا ہے نہ۔

کبھی پرچم میں لپٹے ہیں
کبھی ہم غازی ہوتے ہیں
جو ہو جاتی ہے ماں راضی
تو بیٹے راضی ہوتے ہیں

(ختم شد)